وحشت کا رقص

قرۃ العین رائے

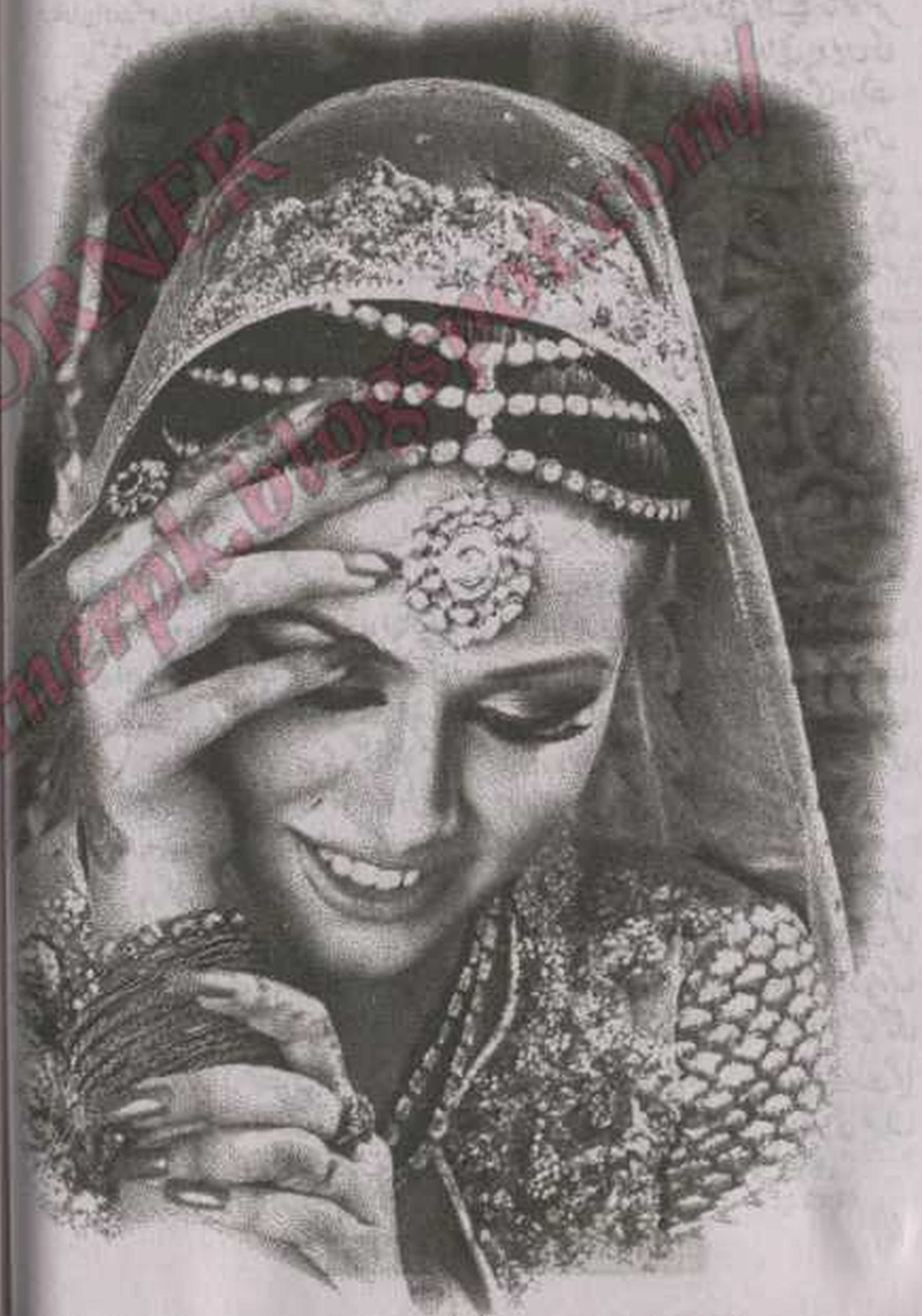

ایک ایک پل جیسے ایک صدی پر محیط ہو کر گزر رہا تھا رات کے سناٹے میں جھینگر کی آواز تک اس کی سماعت پر بم کی مانند لگ رہی تھی درختوں کی جھنڈ میں چاندنی بمشکل اس تک پہنچ پا رہی تھی اور اس ہولناک سناٹے اور وحشت ناک اندھیرے میں وہ کمزور اور نازک سی لڑکی تن تنہا سامنے قدرے اونچائی پر گزرتی سڑک پر نظریں جمائے اپنے وجود کو ایک درخت کے تنے میں چھپانے کی سعی کرتی جان کنی کے عالم سے گویا گزر رہی تھی، سوکھے ہونٹوں پر کوئی دعا بھی نہ ٹھہر پا رہی تھی اور دل کی دھڑکن تو گویا پورے وجود میں دھڑکتی ہوئی سنائی دے رہی تھی، وحشت بھرے انداز میں اس نے ایک بار پھر پیچھے مڑ کر دیکھا تھا اگر کسی کو اس کی غیر موجودگی کی خبر ہو گئی تو اب تک کتے اس کے پیچھے چھوڑے جا چکے ہوں گے جو اس کی بو سونگھ کر یہاں تک بہت جلد پہنچ جائیں گے اور اس کے بعد اس کا کیا حشر ہو گا یہ وہ سوچنا بھی نہیں چاہ رہی تھی شاید وہ شکاری بھوکے کتے اس پر اسی وقت چھوڑ دیئے جائے یا پھر اس سے بھی بڑی کوئی اذیت ناک سزا، اتنا تو طے تھا کہ اسے صفائی کا بھی موقع نہیں دیا جائے گا وہ ایک بہت بڑے جرم کی مرتکب ہوئی تھی کیوں اور کیا جیسے سوالات میں وہ لوگ بالکل وقت ضائع نہ کرتے وہ ان کی فرسودہ رسموں کو توڑنے کا جرم کر بیٹھی تھی تعلیم نے جو شعور دیا تھا اور جس کی بناء پر وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ کیا غلط ہے اور کیا صحیح آج اپنے لئے صحیح راہ کا انتخاب کر کے گویا اس نے ان کے رسموں کے بتوں کو توڑ ڈالا تھا اور بت شکن کو یہ دلوں پر مہر لگائے لوگ بھلا جینے کب دیتے ہیں۔

"آہ....." اپنے دونوں ہاتھ تیزی کے ساتھ لبوں پر رکھ کر اس نے بلند ہوتی اپنی چیخ

مکمل ناول

READING CORNER
www.readingcornerpk.blogspot.com

دبائی تھی درخت پر سے کوئی پرندہ چیخ مار کر اڑا تھا ایک سیکنڈ کے اندر اس کا پورا وجود پسینے میں نہا گیا تھا وحشت زدہ آنکھوں کے ساتھ اس نے پھر سڑک کے بائیں جانب دیکھا تھا۔

"یا اللہ میری مدد فرما، پلیز جلدی آ جاؤ، اللہ اسے جلدی بھیج دے۔" دل ہی دل میں اس نے مضطربانہ سی دعا مانگی تھی رات کے اس پہر دور تک جاتی سڑک بھی بس نیم جاں سی پڑی تھی گاؤں کو جانے والی یہ کنڈرا اور ناہنجار اکلوتی سڑک اس وقت بالکل سنسان پڑی تھی آدھی رات سے زیادہ وقت گزر چکا تھا بھلا اب کس نے ادھر آنا جانا تھا بے حد احتیاط برتنے کے باعث اس نے اپنا سیل فون آف کر رکھا تھا اس کی ہلکی سی سکرین سے آتی روشنی رات کے اندھیرے میں نمایاں ہو کر اس کی کھوج میں آتے اس کے خون کے پیاسے شکاریوں کو متوجہ کر سکتی تھی وہ اس وقت پوری طرح سیاہ لباس اور سیاہ چادر میں خود کو چھپائے ہوئے تھی۔

"اُف اللہ! وہ ابھی تک آیا کیوں نہیں میں حق کی خاطر اپنی جان کو داؤ پر لگا کر نکلی ہوں مجھے تقدیر کے غلط ہاتھوں میں نہ سونپنا اسے میری زندگی کا ضامن بنا کر بھیجنا۔" تبھی بائیں جانب سے آتی سڑک پر کسی کار کی ہیڈ لائٹس ایک دم سے جل کر بند ہوئی تھیں یہ اشارہ تھا ان دونوں کے درمیان طے ہوا تھا فوراً چادر سنبھالتی وہ تیزی سے درختوں سے نکل کر سڑک پر آئی تھی اور اسی تیزی سے دور کھڑی کار کی جانب دوڑ لگائی تھی۔

"چلو فوراً!" فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہی اس کی جانب دیکھے بغیر اس نے کہا تھا اور اِدھر اُدھر دیکھتی گھبراہٹ کے عالم میں چادر میں منہ چھپا کر سیٹ کے نیچے اپنے وجود کو چھپاتے ہوئے وہ بیٹھ گئی تھی گاڑی نے فوراً ٹرن لیا تھا اور جس راستے سے آئی تھی اسی راستے پر بے حد تیزی سے دوڑنے لگی تھی ٹوٹی پھوٹی سڑک کی وجہ سے اسے اچھے خاصے دھچکے لگ رہے تھے فرنٹ سیٹ کے اگلے خالی حصے میں دھان پان وجود کے ہونے کے باوجود خود کو چھپانا بے حد دشوار ثابت ہو رہا تھا لیکن زبان کو دانتوں تلے دبائے وہ عجیب سے انداز میں اپنے وجود کو ٹیڑھا میڑھا موڑ کر چھپی بیٹھی رہی۔

اس کے حواس جیسے تیز رفتاری کے ساتھ دوڑتی کار کے ساتھ دوڑے چلے جا رہے تھے دل کی کیفیت عجیب سی ہو رہی تھی وہ اس وقت جیسے نہ کچھ دیکھ پا رہی تھی نہ سن پا رہی تھی بس ایک ہی خوف سوار تھا اگر وہ لوگ اس کا پیچھا کر رہے ہوئے یا پھر انہوں نے آگے سے آ کر کار روک دی تو..... وہ بے حد خوف اور تناؤ کا شکار تھی نہ جانے کتنا وقت گزر گیا تھا اسی حالت میں۔

"اوپر ہو کر بیٹھ جاؤ اب تم خطرے سے باہر ہو شہر میں داخل ہو گئے ہیں ہم۔" یہ آواز اسے اپنی سماعت کا دھوکہ لگی تھی تبھی اس نے سر اٹھا کر اتنی دیر سے خاموش ڈرائیونگ کرتے ہوئے انسان کی جانب دیکھا تھا اور پھر گویا اسے سانپ سونگھ گیا تھا۔

"تت..... تم؟" وہ اس انہونی کے لئے قطعی تیار نہیں ایک قیامت اس کی منتظر تھی اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اسے لینے آیا ہے کم از کم وہ اس کا نجات دہندہ ہرگز نہیں تھا بلکہ وہ ایک نئی مصیبت میں گرفتار ہو چکی تھی اس وقت اس نے خود کو کسی چوہے دان میں پھنسے ہوئے محسوس کیا تھا، بے بسی عروج پر تھی۔

☆☆☆

"یار پہلی کلاس سر سعید کی ہے اور وہ کافی سخت مزاج ہیں ایسا نے مجھے بہت سے قصے

سنائے ہوئے ہیں جب وہ یہاں پڑھتی تھیں۔" جویریہ نے نوٹس بورڈ پر کلاسز شیڈول پڑھتے ہوئے اس کی معلومات میں اضافہ کیا اور وہ بس سر ہلا کر رہ گئی یہ اس کا یونیورسٹی میں پہلا دن تھا وہ ایم بی اے میں ماسٹر کرنے کا خواب لے کر آئی تھی۔

"خیر تمہیں کیا لگے تم تو ان کی مستقبل کی ذہین اور چہیتی سٹوڈنٹ بننے والی ہو وہ محنتی پر اعتماد اور ذہین سٹوڈنٹ کی بہت قدر کرتے ہیں۔" جویریہ نے اس کی صلاحیتوں کو تسلیم کرتے ہوئے کہا اور وہ بس مسکرا کر رہ گئی۔

کلاس میں بیٹھے انہیں کچھ ہی وقت گزرا تھا جب سر سعید اپنے بھاری بھرکم وجود کے ساتھ ایک نوجوان کے ساتھ داخل ہوئے وہ ایک دراز قامت اور وجیہہ سا نوجوان تھا مگر اس کا حلیہ آج کل کی اس نوجوان نسل سے تعلق رکھتا تھا جو فرسٹریٹڈ ہے اور خود سے بھی خفا، اور الم غلم فیشن اپنا کر خود کو نمایاں کیے ہوئے ہے اسے تو کم از کم یہی لگا تھا فرنچ ہیئر کٹ میں قدرے لمبے بال، مضبوط کلائیاں بہت سے بینڈز میں جکڑیں بائیں کان میں چھوٹا سا ایک ٹگ کا ٹاپس اور جینز کے نیچے اس کے سرخ شوز "تو یہ لڑکے اس رنگ کے شوز پہن کر کتنے چھچھورے لگتے ہیں۔" اس کے چہرے پر ناگوار سے تاثر ابھرے تھے اور مقابل نے جو بالکل اس کے سامنے بائیں سائیڈ والی کرسی پر بیٹھا تھا ایک سیکنڈ میں اپنے متعلق در آنے والی ہلکی سی ناپسندیدگی بھانپ لی تھی اور قدرے نظریں سکوڑ کر کندھے اچکاتے اسے دیکھا تھا، پروفیسر سعید کے کہنے پر تمام سٹوڈنٹس اپنا تعارف کروانے لگے تھے اور جب اس کی باری آئی تو وہ بیٹھے بیٹھے ہی چیونگم چباتا بولا تھا۔

"یہ تعارف ان کے لئے ہے جو آج پہلی دفعہ یونیورسٹی کا منہ دیکھ رہے ہیں مجھے سیفی کہتے ہیں آنرز کا سٹوڈنٹ ہونے کی وجہ سے میری یہاں پر کافی شہرت ہے میرے متعلق مزید معلومات چند ہی دنوں میں سب کو معلوم ہو جائے گی۔" اس کے خود پسند انداز پر سب نئے سٹوڈنٹس حیران ہو کر دیکھ رہے تھے مگر پروفیسر سعید نے اس کو مسکراتے ہوئے بس تنبیہی نظروں سے دیکھا تھا جن سے سب کو یہ اندازہ ہو گیا کہ یہ انسان کتنا بھی بدتمیز ہو کم از کم اپنی کسی خوبی کی بناء پر اساتذہ کا پھر بھی چہیتا ضرور ہے۔

اور جب اس کی باری آئی تو وہ پر اعتماد انداز میں کھڑے ہوتے ہوئے بولی تھی۔

"مائی نیم از ماہ نم بختاور اور میں....."

"ایبسلیوٹلی رونگ Absolutely wrong۔" اس کی بات کاٹ کر سیفی بولا تھا۔

"سر ان کا نام Scientificly تو Wrong ہے ہی سننے میں بھی ناٹ گڈ سیاؤنڈ۔" انداز چڑاتا ہوا تھا اور وہ چڑ بھی گئی تھی۔

"جی وہ کیسے؟" وہ اپنے ازلی اعتماد کے ساتھ کرسی پر بیٹھے چیونگم چباتے اس نوجوان سے پوچھ بیٹھی تھی اسے وہ بے حد برا لگا تھا خواہ مخواہ اور ہو رہا تھا لیکن اس کا اعتماد اسے مہنگا ہی پڑا تھا کم از کم پہلے ان پوری کلاس کے سامنے اپنا مذاق بنوانا اسے قطعی پسند نہیں آیا تھا۔

"دیکھئے مس نم میرا مطلب مس ماہ نم میری اردو بہت اچھی تو نہیں لیکن جہاں تک میری معلومات ہے ماہ چاند کو کہتے ہیں اور نم raindrop اگر تو یہ فارسی میں ہے تو یہ Moon raindrop بنتا ہے اگر نیم فارسی میں بولا جائے اور اگر اسے عربی میں بولے تو num بولا جاتا ہے جس کا مطلب سلیپ ہوتا

PAKSOCIETY.COM
http://forumcomment.blogspot.com

ہے اور اس طرح یہ Sleep of the moon بنتا ہے سوان شارٹ Man کا مطلب Moon اور nam کا مطلب dew یا اردو میں نمی یعنی چاند پر نمی رائٹ اور آپ نے پوری دنیا کے سائنسدانوں کو کھلا چیلنج دے ڈالا کہ چاند پر نمی ہے ویری اسٹرنج۔" اس کی وضاحت پر سبھی کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی تھی ماسوائے ماہ نم کے کاش وہ بھی اسی طرح اس سیفی کے نام کے بخیے ادھیڑ سکتی سر سعید نے سیفی کو گھورتے ہوئے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا وہ ادھورے تعارف کے ساتھ بیٹھ تو گئی تھی مگر اسے سیفی پر بے انتہا غصہ بھی آیا تھا۔

"اس کے منہ مت لگنا ایک نمبر کا فلرٹ بندہ ہے اس کی بدنامی کے کئی قصے مشہور ہیں ایما نے مجھے خاص طور پر اس سے بچ کر رہنے کی تاکید کی تھی پہلے لڑکیوں سے دوستی کرتا ہے محبت کا جھوٹا جھانسا دیتا ہے اور جب وہ اس کی محبت میں اندھی ہر حد پار کر جاتی ہیں تو دامن جھاڑ کر آگے بڑھ جاتا ہے ایک لڑکی نے تو اس سے شادی کرنے کے لئے خودکشی تک کر ڈالی تھی پہلے اس سے دوستی کی خوب الو بنایا اور جب وہ شادی پر اصرار کرنے لگی تو یہ پیچھے ہٹ گیا تب اس نے اس کے نام خط لکھ کر نیند کی گولیاں کھالیں لیکن اس پر رتی بھر اثر نہیں ہوا تھا ایما کی کلاس فیلو تھی وہ انہوں نے مجھے سختی سے اس کے سائے سے بھی دور رہنے کی ہدایت کی ہے اور یہی میں تمہیں دوں گی۔" کلاس ختم ہونے پر جویریہ نے کینٹین کی طرف آتے اس کے متعلق بتایا تھا اور ماہ نم تو پہلے ہی دل میں اس لوفر بندے سے دور رہنے کی ٹھان چکی تھی وہ کسی بھی قسم کا اسکینڈل افورڈ نہیں کر سکتی تھی اس کے پیا کتنی مشکل سے پورے خاندان کی مخالفت مول لے کر پڑھا رہے تھے وہ یہ باخوبی جانتی تھی اور وہ ان کے اعتماد کو کسی قیمت پر ٹھیس نہیں لگا سکتی تھی۔

"لیکن وہ پروفیسر سعید بھی تو اسے کچھ نہیں کہہ رہے ورنہ اس کا جو Attitud تھا ٹیچر ہو کر وہ کیسے برداشت کر رہے تھے۔" وہ جویریہ کے آگے اپنی حیرت کا اظہار کیے بغیر رہ نہیں پائی تھی جویریہ اس کی کالج کے زمانے سے اچھی دوست تھی اور ان دونوں نے اکٹھا یونیورسٹی میں ایڈمیشن لیا تھا جویریہ کی بڑی بہن ایما بھی اسی ڈیپارٹمنٹ سے پڑھ کر گئی تھی لہٰذا جویریہ کے پاس ان کے توسط سے بھی معلومات موجود تھیں۔

"ہوں ایما بتاتی ہیں بہت ذہین سٹوڈنٹ ہے اور اس کے فادر بھی بہت ویل آف اور انٹیلیکچوئل بزنس مین ہے کافی ڈونیشنز دیتے رہتے ہیں شاید اس لئے۔" جویریہ نے مزید بتایا اور وہ بس کندھے اچکا کر رہ گئی۔

اگلے چند روز تو کلاسز ٹائمنگ سمجھنے اور اٹینڈ کرنے میں گزرے پروفیسرز کے ساتھ تعارف ہوتے ہوئے گزرے ماہ نم بہت جلد یونیورسٹی کے ماحول میں ایڈجسٹ کر گئی تھی وہ ایک ذہین اور پراعتماد لڑکی تھی اپنے کالج میں بہترین مقرر رہ چکی تھی وہ یہاں پر پڑھنے آئی تھی اور بس سبھی کو اس کے لئے دیئے انداز سے اندازہ ہو چکا تھا اس کی کسی کے ساتھ کوئی دوستی نہیں تھی ماسوائے جویریہ کے جو بے حد سوشل تھی اور تقریباً پوری کلاس سے دوستی بنا چکی تھی، ماہ نم کا فارغ وقت زیادہ تر لائبریری میں گزرتا اسے جویریہ کی طرح گروپس میں بیٹھ کر گپیں لگانے یا کینٹین میں انجوائے کرنا سے غرض نہیں تھی ایسے میں وہ تنہا لائبریری چلی آتی اور یوں اس کی دوستی کسی سے بھی نہ ہونے کے برابر تھی۔

☆☆☆

"تم..... تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ عاصم کہاں ہے؟ وہ کیوں نہیں آیا اور تمہیں کیوں بھیجا؟ یہ سب کیا ہے؟" گھبراتے ہوئے اس نے ایک سانس میں دو تین سوال کر ڈالے لیکن جواب ندارد تھا وہ سنجیدہ چہرہ لئے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے؟" وہ قدرے چلاتے ہوئے بولی تھی اس کی جان پر بنی تھی اور مقابل کا اطمینان قابل دید تھا۔

"تو.....؟" اس کے یوں چلانے پر وہ بولا تھا جواب ان کے لئے غیر متوقع ہوتا جو اسے جانتے نہیں تھے وہ اپنی زندگی کو اس نئے عذاب سے دوچار کرنے کو تیار نہیں تھی جبھی غصے میں بولی تھی۔

"گاڑی رکو، ابھی اسی وقت، میں نے کہا گاڑی رکو۔" اعصاب پر قابو ہونے کے باوجود وہ جس ٹینشن سے دوچار تھی زیادہ دیر تک سکون کا مظاہرہ کرنا ناممکن تھا وہ پھر چلائی تھی ساتھ ہی فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے اس نے لاک کیا دروازہ کھولنے کی کوشش کی تھی وہ چلتی گاڑی سے کودنے کا رسک لے سکتی تھی لیکن اس شخص کا ساتھ تباہی کے سوا کچھ نہیں تھا اسے اچھی طرح احساس تھا۔

"روکو گاڑی!" وہ پھر چلائی تھی۔

"جسٹ شٹ اپ، منہ بند کر کے آرام سے بیٹھو میں تمہیں عاصم کے گھر چھوڑ کر اپنی بقایا نیند پوری کرنا چاہتا ہوں ویسے بھی مجھے کوئی یوں بھی نیند سے جگا کر اس قسم کا بے ہودہ کام کرنے کو کہے تو میرے دماغ کو گرمی چڑھ جاتی ہے اور بقول تمہارے میں جاہل، گنوار، جانور یا ذہنی مریض ہوں تو پھر ایسی اعلیٰ صفات کے حامل شخص سے کیا توقع کی جا سکتی ہے ناؤ یو بیٹر نو اور ابھی ہم شہر میں داخل ہوئے ہیں آدھی رات کو اس سنسان سڑک سے تمہیں کوئی ٹیکسی نہیں ملے گی لہٰذا چپ چاپ منہ بند کر کے بیٹھو۔" دانت کچکچاتے ہوئے اس نے سخت چہرے سے اسے جھاڑ کر رکھ دیا تھا اور اپنی پوری توجہ پھر سے ڈرائیونگ پر مرکوز کر لی تھی اپنی بے بسی پر اسے شدید رونا آیا تھا قدرت ہر بار اس بدتمیز شخص کے ہاتھوں اس کی بے عزتی نہ جانے کیوں کرواتی تھی، گالوں پر پھسلتے آنسوؤں کو سختی سے ہاتھوں سے صاف کرتے ہوئے اس نے سوچا تھا اچانک اسے اپنے ہاتھ میں پکڑے سیل فون کا خیال آیا تھا اسے آن کر کے اس نے تیزی سے عاصم کا نمبر ملایا تھا لیکن آگے سے فون آف جا رہا تھا۔

"یا اللہ!" وہ کراہ کر رہ گئی تھی اس صورت حال میں جب وہ اپنے پیچھے واپسی کی تمام کشتیاں جلا کر نکلی تھی صرف ایک شخص کے بھروسے جس کا نام عاصم تھا اور وہ اچھی طرح سے اس کے حالات سے واقف تھا ہر صورت اور زندگی بھر ساتھ نبھانے کا یقین دلایا تھا اور وہ اسی کے کہنے اور اسی کے بھروسے تو یوں رات کی سیاہی میں سیاہ نصیب کے ساتھ اس حویلی سے نکلی تھی اور اب اس کا فون مسلسل بند جا رہا تھا اور کوئی اس کا نمبر بھی نہیں تھا اور شخص سے کچھ بھی پوچھنا فضول تھا اب کی بار اس کے رونے میں اضافہ ہوا تھا چاہ کر بھی وہ خود کو رونے سے روک نہ پائی تھی۔

"مس نم صاحبہ آپ کے رونے سے مجھے غصہ آ رہا ہے اور اگر اس غصے میں میرے اندر کا جنگلی پن نکل آیا تو نتائج کی ذمہ دار آپ خود ہوں گی۔" اب کی بار نہایت سرد لہجے میں اس نے تنبیہ کی تھی اور وہ جلدی سے آنسوؤں کو صاف کرتی نچلا لب دانتوں سے کچلتی باہر دیکھنے لگی تھی رات کے اس پہر تمام شہر تقریباً سویا پڑا تھا یہ علاقہ

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

ویسے بھی کم گنجان آباد تھا وہ دعا کرنے لگی تھی کہ عاصم کا گھر جلد از جلد آ جائے اور اس کی اس نئی مصیبت سے جان چھوٹے۔

☆☆☆

''اُفوہ کیا مصیبت ہے پرے کرو اسے جب میں تیار ہو رہی ہوتی ہوں تم اسے میرے کمرے میں مت لایا کرو۔'' دو سال کے خوبصورت سے بچے کو وہ خود سے پرے دھکیلتے ہوئے نخوت سے آیا سے کہا گیا تھا۔

''نہیں..... نہیں مما پاس جانا۔'' آیا کی بانہوں میں آ کر وہ مچلا تھا لیکن مسز زیبا کو اپنے نئے ہیر اسٹائل اور ساڑھی کی فال خراب ہونے کا خدشہ تھا انہوں نے معصوم سے بچے کا رونا خاطر میں نہ لاتے ہوئے فوراً آیا کو اسے باہر لے جانے کا اشارہ کیا تھا۔

''اختر..... اختر!'' نک سک سے تیار ہاتھ میں چھوٹا سا گولڈن پرس پکڑے وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی تھیں ساتھ ہی انہوں نے ادھر ادھر نظریں گھماتے ہوئے آوازیں دی تھیں۔

''جی بیگم صاحبہ!'' وہ مودب سے کچن سے برآمد ہو کر پاس آ کھڑے ہوئے تھے۔

''اختر میری ایک فرینڈ کے گھر پارٹی ہے، صاحب آئے تو بتا دینا میں رات دیر سے آؤں گی کتنی بار ان کے آفس فون کیا ہے مگر وہ آفس سے باہر گئے ہوئے ہیں کھانا گرم کر کے دے دیجئے گا اور بابا کو بھی ایک بار دیکھ لیجئے گا ویسے تو آیا کھلا کر وقت پر سلا دے گی مگر آپ پھر بھی چیک کر لینا۔'' کھڑے کھڑے انہوں نے ہدایات جاری کی تھیں اور وہ بس مودب سا سر اثبات میں ہلاتے چلے گئے تھے، وہ اس گھر کے پرانے ملازم تھے اور نک چڑھی بیگم انہیں بہت حقیر گردانتی تھیں۔

''اف توبہ آج کس پر بجلی بن کر گرنے کا ارادہ ہے اس ساڑھی میں تو تم قیامت لگ رہی ہو اللہ زیبا کہیں سے نہیں لگتا کہ تم شادی شدہ ہی نہیں ایک بچے کی ماں بھی ہو۔'' اس کی دوست نے پارٹی میں آتی زیبا سے گلے لگتے ہوئے کہا تھا سلیولیس کافی کھلے گلے والے بلاؤز کے ساتھ شیفون ریڈ کلر کی ساڑھی جس کے باڈر پر گولڈن ستاروں کا کام تھا کا پلو لہراتے ہوئے وہ ایک ادا سے بل کھائی تھیں۔

''آؤ تمہیں شکیل سے ملواؤں میرا کزن ہے بہت بڑا بزنس مین ہے آفس اس کا دوبئی میں ہے۔'' پنکی اس کا ہاتھ پکڑے لوگوں کی گیدر رنگ میں راستے بناتی آگے بڑھی تھی۔

''شکیل ان سے ملو، میری بیسٹ فرینڈ زیبا۔''

''ہیلو!'' شکیل نامی نوجوان نے آنکھوں میں ستائش بھرتے مسکرا کر کہا تھا۔

''ہائے!'' وہ ایک ادا سے بولی تھیں ان کی آنکھوں میں بھی شکیل کے لئے ستائش ابھری تھی اتنا ہینڈسم مرد اس نے پہلی بار ہی دیکھا تھا دولت اور حسن اسے قدرت نے فراوانی سے نوازا تھا بہت جلد اندازہ ہو گیا تھا اسے۔

''بھئی آپ لوگ باتیں کرئے میں ذرا دوسرے مہمانوں کو دیکھ لوں۔'' پنکی دوسری جانب بڑھ گئی تھی۔

''سرخ رنگ میرا بھی فیورٹ نہیں رہا لیکن یہ آپ پر اس قدر اچھا لگ رہا ہے کہ آج کے بعد میں اسے شاید ہی ناپسند کر سکوں۔'' شکیل نے مسکراتے ہوئے تعریف کی تھی۔

''اوہ شکریہ۔'' وہ دھیمے سے ہنسی تھیں۔

بہت جلد وہ آپس میں گھل مل گئے تھے وہ ایک بذلہ سنج اور بے حد خوبصورت گفتگو کرنے والا دلچسپ انسان تھا سارا وقت وہ اس کے حسن

کے قصیدے پڑھ پڑھ کر اسے محفوظ کرتا رہا اور عورت تو تعریف کی بھوکی ہوتی ہے اس کے شوہر نے آج تک اس کی بے تحاشہ حسن کو اتنے خوبصورت لفظوں کے ساتھ نہیں سراہا تھا آج کی دعوت زیبا کے لئے یادگار بن گئی تھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

☆☆☆

''عاصم کا گھر آ گیا ہے۔'' گاڑی ایک بنگلے کے سامنے جھٹکے سے روکتے ہوئے اس نے کہا تھا یہ ایک کشادہ مگر سنسان سڑک تھی جس کے دونوں اطراف گھر بنے ہوئے تھے وہ جانتی تھی یہ عاصم کا گھر ہے ایک بار جب اس کی بہن کی شادی تھی وہ سب کلاس فیلوز آئے تھے ایک جھٹکے سے اتر کر وہ تقریباً بھاگتی ہوئی گیٹ تک پہنچی تھی اور بیل ڈور بجائی تھی بنگلے پر اندھیرا چھایا ہوا تھا ایک بار پھر بیل ڈور بجاتے جب اس کی نظر گیٹ پر لگے بڑے سے تالے سے ٹکرائی تو اسے ایک اور شدید جھٹکا لگا تھا وہ تیزی سے پلٹ کر واپس آئی تھی اور وہ جو اسے گیٹ کے پاس چھوڑ کر گاڑی سٹارٹ کرنے لگا تھا اسے واپس آتا دیکھ کر سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔

''تت..... تالا..... تالا لگا ہوا ہے۔'' تھوک نگلتے ہوئے وہ ہکلائی تھی۔

''واٹ؟'' وہ فوراً گاڑی سے باہر نکل کر گیٹ تک پہنچا تھا آثار واضح تھے کہ گھر میں کوئی موجود نہیں لیکن عاصم نے اسے اپنے گھر لانے کو ہی کہا تھا اس نے جلدی سے موبائل پر عاصم کا نمبر ملایا مگر وہ بند جا رہا تھا اسے کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔

''گاڑی میں بیٹھو جلدی؟'' وہ تیزی سے گاڑی کی جانب آیا تھا رات کے اس پہر لڑکی کے ساتھ پا کر کوئی بھی مشکوک ہو سکتا تھا اور پھر پولیس تو اسے مواقع کی تلاش میں ہوتی ہے وہ گاڑی میں آ بیٹھی تھی اسے بالکل سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کرے عاصم کے متعلق وہ کیا سوچے اور کیا نہیں خیالات منتشر ہو چکے تھے وہ نڈھال سی بے جان ہو کر سیٹ سے سر ٹکا کر یونہی بیٹھ گئی صبح کا صرف ایک توس کھا رکھا تھا سارے دن تو روتے ہی گزرا تھا اس نے بے حد کوشش کی تھی کہ اس جال میں نہ پھنسے جو اس کے اردگرد سازش کے ساتھ بنا گیا تھا وہ اس جال میں پھنسنے سے تو فرار ہو کر بچ گئی تھی لیکن اب اس نئی افتاد کا کیا کرتی بے بسی ہو کر اس نے خود کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا۔

☆☆☆

''بیٹا یونیورسٹی کیسی جا رہی ہے؟'' بختاور صاحب نے ماہ نم کے ہاتھ کے بنے کیک کی پلیٹ اس سے لیتے ہوئے پوچھا۔

''ایک دم فرسٹ کلاس۔'' چائے کا کپ ان کے قریب میز پر رکھتے ہوئے وہ بولی تھی وہ اس وقت اپنے چھوٹے سے لان میں شام کی چائے پی رہے تھے کافی دنوں بعد پپا اس وقت گھر پر موجود تھے ورنہ کاروبار کے سلسلے میں چند مہینوں سے وہ بہت بزی تھے اور دن رات کا فرق مٹائے ہوئے تھے۔

''باپ کا کاروبار فرسٹ کلاس جا رہا ہے بیٹی کی یونیورسٹی فرسٹ کلاس جا رہی ہے اور ماں کا انتظار بھی فرسٹ کلاس جا رہا ہے۔'' زینب بیگم نے چائے پیتے ہوئے ہلکا سا شکوہ کیا تھا وہ اکیلی گھر میں بور ہو جاتی تھیں کام تو وہ نمٹا کر وقت پر فارغ ہو جاتی تھیں تین لوگوں کا کام ہی کتنا تھا ماہ نم یونیورسٹی میں آدھا دن گزار کر گھر آ کر بھی اسائنمنٹس یا پڑھائی میں مصروف رہتی تھی آج کل وہ مما کو زیادہ وقت نہیں دے پا رہی تھی، اس لئے

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

تنہائی سے وہ کچھ خائف ہو گئی تھیں۔

''ہوں کچھ دن اور ملک کے جو حالات جا رہے ہیں اس میں چھوٹا موٹا کاروبار چلانا دشوار ہوتا جا رہا ہے۔'' کافی دنوں سے پریشان بختاور صاحب نے آخر کار کہا تھا۔

''پپا کوئی پرابلم ہے؟'' کرسی پر بیٹھتے ہوئے وہ بولی تھی۔

''ارے نہیں بیٹا جنرل بات کر رہا ہوں، بوڑھا ہو گیا ہوں ناں بس تم جلدی سے ماسٹر کر لو تو یہ کاروبار تمہارے حوالے کر کے ہم دونوں میاں بیوی ورلڈ ٹور پر نکل جائیں گے اور سارا زندگی کا شکوہ کے وقت نہیں میرے لئے آپ کے پاس کو دور کر ڈالوں گا۔'' بیوی اور بیٹی کے چہرے پر یکدم پریشانی کے آثار ابھرتے دیکھ کر وہ ہشاش بشاش ہوتے بولے تھے۔

''واہ کیا بات ہے شادی نہیں کرنی بیٹی کی؟'' زینب بیگم ان کے پلان پر بولی تھیں۔

''ارے کیوں نہیں کرنی مگر ہماری ایک ہی تو اولاد ہے اس کاروبار کو بھی تو اسی نے سنبھالنا ہے۔''

''جیسے حویلی والے یہ سب کرنے دے گے اتنی مشکل سے تو آپ اسے پڑھا رہے ہیں ورنہ ہمارے خاندان میں لڑکی کی تعلیم وہ بھی یونیورسٹی تک ناممکن آگے ہی وہ سب آپ سے خفا رہتے ہیں۔'' زینب نے پھر لب کشائی کی تھی۔

''جانتا ہوں لیکن میں اس کے حق کے لئے آخری دم تک لڑنے کا حوصلہ رکھتا ہوں اور اس میں مجھے کبھی کسی کی خفگی کی پرواہ نہیں رہی گلناز کا فون آیا، بیٹا آپ نے کیا پھپھو کو فون؟'' آخر میں انہوں نے بات کا رخ بدلا۔

''جی پپا ٹھیک ہیں وہ یاد کر رہی تھیں ہم سب کو چھٹیاں ہوں گی تو آنے کا کہا تھا میں نے۔'' پھپھو کے ذکر پر وہ قدرے افسردہ سی بولی تھی۔

''ساری عمر یہ دکھ رہے گا میں اسے اس عذاب سے بچا نہیں پایا میرا شعور، میری تعلیم اچھے برے کی تمیز میری بہن کے کام نہیں آ سکی اپنے اور تمہارے لئے تو میں ڈٹ گیا لیکن اس کی دفعہ میں کچھ بھی نہ کر پایا اور وہ ایک ظالم رسم کی بھینٹ چڑھ گئی۔'' ان کے لہجے میں پچھتاوا در آیا تھا۔

''آپ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتے تھے انہوں نے آپ کی غیر موجودگی میں یہ سب اسی لئے کیا تھا۔'' زینب نے انہیں تسلی دینا چاہی ماحول ایک دم ہی افسردہ اور بوجھل ہو گیا تھا بختاور جو پہلے ہی کافی پریشان سے تھے بہن کے ذکر پر دل مزید بوجھل ہو گیا تھا اور شام ان تینوں کے ساتھ چپ چاپ خاموش سی ڈھلتی چلی گئی تھی وہ تینوں اپنے ہی خیالات میں گم صم بیٹھے رہ گئے تھے۔

☆☆☆

''یہ لے لیں۔'' کسی نے تیزی سے پین اس کی جانب بڑھایا تھا اور اس نے بھی بلا تامل پکڑ کر پروفیسر ذاکر کا لیکچر نوٹ کرنا شروع کر دیا تھا۔

''تھینک یو۔'' کلاس ختم ہونے پر اس نے بائیں سیٹ پر بیٹھے سٹوڈنٹ کو پین واپس کرتے ہوئے کہا تھا اچانک اس کے بال پوائنٹ کی سیاہی ختم ہو گئی تھی جبھی اس نے اپنا پین اسے دیا تھا۔

''لائبریری چلے، ابھی سے اس اسائنمنٹ پر کام شروع کریں گے تو وقت پر دے پائیں گے۔'' اس نے پین واپس لیتے ہوئے پوچھا پروفیسر ذاکر نے تین تین سٹوڈنٹس کا گروپ تشکیل دیا تھا جس میں ماہ نم، عاصم اور سیفی کا گروپ تھا جسے سن کر ماہ نم کافی جز بز ہوئی تھی سر ذاکر کافی سخت مزاج تھے اور اصول پسند بھی کسی بھی غلط بات پر وہ کھڑے کھڑے کی بے عزتی کر کے رکھ دیتے تھے پھر وہ یہ نہیں دیکھتے تھے کہ مقابل لڑکا ہے یا لڑکی وہ اپنا گروپ چینج کرنے کا بھی نہیں کہہ سکتی تھی عاصم پر اسے کوئی اعتراض نہیں تھا کہ وہ کلاس کا کم گو، سلجھا ہوا اچھا سٹوڈنٹ تھا مگر سیفی؟ اس سے وہ جتنا بچتی تھی اتنا ہی اس سے ٹکراؤ ہوتا تھا کلاس میں ان دونوں کی ٹاپک پر بحث ہونا لازمی ہوتا تھا وہ جس ٹاپک پر اتنی محنت سے ریسرچ کر کے ڈسکس کرنے لگتی وہ کوئی نہ کوئی نقطہ پکڑ کر اسے غلط ثابت کرنے کھڑا ہو جاتا اور اکثر غلط ثابت کر بھی دیتا وہ اس کے بدتمیز انداز پر خائف ہو جاتی تھی ورنہ وہ جتنی اچھی مقررہ تھی اسے ہرانا اتنا آسان نہیں ہوتا تھا مگر اول روز سے اس سے دامن بچا کر چلنے والی پالیسی کی وجہ سے وہ جلد ہی خاموش ہو جاتی وہ جانتی تھی کہ وہ اسے جان بوجھ کر چڑاتا ہے اور بولنے پر اکساتا ہے خواہ مخواہ فری ہونے کی فضول حرکتیں لیکن یہ بھی سچ تھا کہ وہ کافی ذہین تھا جنرل نالج غضب کی تھی۔

پروفیسر کے لیکچر اس نے کبھی نوٹ کرتے نہیں دیکھا اس کے باوجود اسائنمنٹس اور پرزینٹیشنز غضب کی ہوتی تھیں کبھی لائبریری تک نہیں جاتے دیکھا تھا اسے لیکن ٹیسٹ میں نمبر اسی کے پوری ہوتے یہاں تک کہ بعض دفعہ کلاس میں وہ پروفیسر سے ایسے ایسے سوالات کرتا جن کا جواب وہ ٹھیک طرح سے نہ دے پاتے اس لئے سر سعید اور خود سر ذاکر ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ سیفی کی وجہ سے وہ اپنے لیکچر کی بھرپور تیاری کر کے آتے ہیں وہ اسی کی ذہانت کو سراہتے تھے اور ماہ نم حیران ہوتی تھی کہ محض ذہانت کی وجہ سے اس کا Attitude، بدتمیز، خود سر اور لاپرواہ انداز وہ کیسے برداشت کر جاتے ہیں۔

''ٹھیک ہے۔'' کتابیں سمیٹ کر وہ مختصر بولی تھی اور عاصم کے ساتھ لائبریری چلی آئی تھی اس نے تو سیفی سے کچھ ڈسکس کرنا تھا اور نہ ہی کسی قسم کی مدد لینی تھی عاصم کا بھی یہی انداز تھا لہٰذا ان دونوں نے ہی مل کر اسائنمنٹس بنائی اس دوران سیفی یونیورسٹی بہت کم آیا اس نے بھی ان سے سر ذاکر کی اسائنمنٹ کے متعلق کچھ نہیں پوچھا حالانکہ وہ جان چکا تھا۔

''کیا ہم اپنی محنت پر صرف اس کا نام ہی شامل کریں گے اور وہ مفت میں واہ واہ کرائے گا۔'' اسائنمنٹ جمع کرانے سے پہلے ماہ نم نے عاصم سے پوچھا۔

''نہیں ہرگز نہیں اگر اس نے ہم سے ایک بار بھی اسائنمنٹ کا نہیں پوچھا تو ہم اس کا نام کیوں شامل کریں گے اور یہ اتنا مشکل ٹاپک ہے کہ جب تک دو تین لوگ مل کر اس پر کام نہ کریں کمپلیٹ ہونے والا نہیں وہ خود ہی پروفیسر ذاکر کو اپنی Excuse دے گا یا جیسے اس کی مرضی۔'' عاصم کے جواب پر اسے طمانیت کا احساس ہوا تھا۔

لیکن اس وقت انہیں حیرت ہوئی جب سیفی نے اپنی اسائنمنٹ تنہا بنا کر جمع کروا دی بلکہ کروا چکا تھا اور اس کی اسائنمنٹ بہترین قرار پائی تھی ماہ نم کو بہت عجیب اور نہ جانے کیوں برا لگا تھا، نہایت ہی مغرور انسان تھا۔

☆☆☆

''لو بھئی زیبا میں نے کیمرے میں فلم ڈلوا لی ہے آج شام پارک میں جا کر تمہاری اور اسفند کی خوب تصویریں بناؤں گا۔'' ٹک سک تیار ہوتی بیگم سے وہ بولے تھے۔

"اونو ڈارلنگ آج میری دوست کی برتھ ڈے پارٹی ہے مجھے وہاں جانا ہے۔" وہ فوراً انکار میں سر ہلاتے ہوئے بولی تھیں۔

"لیکن آج جمعہ ہے میں نے آفس کا کام جلدی نبٹا لیا تھا کہ چھٹی کا دن ہے بس ایک ضروری کام تھے وہ کر کے آ گیا سٹاف کو تو جمعے کی چھٹی تھی۔" انہوں نے بتایا۔

"ویل تم تو جمعے کی بھی چھٹی نہیں کرتے، مجھے کیا معلوم آج جلدی آ جاؤ گے۔" انہوں نے لاپروائی سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"بس یار کاروبار بڑھانے کی کوشش میں ہوں اور کاروبار کو جب تک دن رات وقت نہ دو، محنت نہ کرو قیمت وصول نہیں ہوتی میں جانتا ہوں کچھ عرصے سے مصروف رہ کر میں تم دونوں کو پوری توجہ نہیں دے پا رہا اسی وجہ سے پروگرام بنایا اور اب کوشش کروں گا کہ ہر جمعے پوری چھٹی تم لوگوں کے ساتھ منا سکوں۔" بیڈ پر لیٹے انہوں نے اپنے پروگرام سے آگاہ کیا تھا۔

"اسفند بھی کافی عرصے سے ہمارے ساتھ آؤٹنگ پر نہیں گیا اسے ہماری زیادہ توجہ اور وقت کی ضرورت ہے ایک آیا بھلا وہ سب کیسے کر سکتی ہے جو ایک ماں کا فرض ہے۔"

"مجھے میرا فرض یاد دلانے کی ضرورت نہیں تمہارے اصرار پر ہی وہ اس دنیا میں آیا ہے ورنہ میں تو ابھی بچوں کے جھنجھٹ میں پڑنا ہی نہیں چاہتی تھی ساری عمر پڑی ہے، پل رہا ہے وہ اور اگر تمہیں زیادہ مسئلہ ہے تو دو اس کو ٹائم اتنے عرصے بعد اگر میرا پروگرام بن ہی گیا ہے فنکشن میں جانے کا تو اسفند نام کی زنجیر ڈالنا چاہ رہے ہو تم مجھے نہ جانے تمہاری اس مڈل کلاس سوچ کا میں کیا کروں۔" وہ اچانک ہی چیخ گئی تھی لپ اسٹک کو زور سے ڈریسنگ ٹیبل پر پٹختے ہوئے وہ بولی تھی اور وہ اس کا یہ ردعمل دیکھ کر حیران رہ گیا تھا وہ اپنے بچے کا ذکر کس انداز میں کر رہی تھی۔

"ماں ہو تم اس کی۔" انہوں نے احساس دلانا چاہا۔

"تو تم بھی باپ ہو اس کے۔" جواب دو بدو آیا تھا۔

"بیگم صاحبہ اسفند بابا کو کھانسی زکام سے بخار آیا ہے کافی بے چین سا ہے۔"

"تو مجھے کیوں بتا رہی ہو اس کا باپ بھی یہیں پر ہے اسے بتاؤ۔" وہ نہایت بدتمیزی کے ساتھ یہ کہتی ہوئی کمرے سے نکلتی چلی گئی تھی اور صاحب اس کی حرکت پر خون کے گھونٹ بھر کر رہ گئے تھے لیکن رات کو ان دونوں کے جھگڑے کی آوازیں بیڈ روم سے باہر نکل کر پورے گھر میں گونج رہی تھیں نوکر اب صاحب اور بیگم کے جھگڑوں کے عادی ہوتے جا رہے تھے لیکن وہ چھوٹا سا بچہ وہ کیسے ایڈجسٹ کرتا اس معصوم کو کیسے سمجھایا جا سکتا تھا اختر نے کھانسی سے بے حال بچے کو اپنی گود میں لے کر ٹہلتے ہوئے افسردگی سے سوچا، آیا اب تک اسے سنبھال کر تھک چکی تھی اور اس کے انداز میں بیزاری در آئی تھی جبھی اس نے اسفند کو اپنی گود میں اٹھا لیا کبھی کبھی ماں باپ کے ہوتے ہوئے بھی بچے ماں باپ کی بھرپور توجہ اور پیار سے محروم رہ جاتے ہیں اور ایسے بچے بدنصیب کہلاتے ہیں نہ جانے اس معصوم بچے کا نصیب کیسا تھا؟ وہ بس سوچ کر رہ گئے تھے کہنے کو تو وہ اس گھر کے پرانے ملازم تھے لیکن ان کی وفاداری کی بناء پر صاحب اور ان کے والد بھی ان پر کافی بھروسہ رکھتے تھے اور گھر کا تمام نظام وہی سنبھال رہے تھے زیبا کے آنے کے باوجود۔

☆☆☆

"شٹ!" انجان منزل کی جانب رواں دواں وہ ڈرائیونگ کے دوران بار بار عاصم کا نمبر ٹرائی کر رہا تھا مگر آف جا رہا تھا اور اس لڑکی سے کچھ بھی پوچھنا وہ اپنی ہتک سمجھتا تھا۔

"عاصم سے مجھے ایسے رویے کی امید نہ تھی، کہاں پھنسا دیا، اب اس بلا کو لے کر کہاں جاؤں؟" وہ اب قدرے پریشان ہونے لگا تھا۔

تمام راستے وہ بس نیم جاں سی چپ چاپ بیٹھی رہی تھی۔

"آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا۔" والا معاملہ ہوا تھا اس کے ساتھ، گاڑی ایک بڑی سی عمارت کے گیٹ کے پاس جا کر رکی تھی۔

"اترو۔" گاڑی کا ڈور لاک کھولتے ہوئے اس نے قدرے سخت لہجے میں اسے کہا تھا۔

"ک..... کہاں..... میں..... میں نہیں اتروں گی۔" اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ اس نئی افتاد سے کیسے نمٹے۔

"دماغ خراب ہے کیا؟ ساری عمر گاڑی میں بیٹھی رہو گی، یہ ہمارا آبائی گھر ہے یہاں کاکا جان رہتے ہیں بہت نیک اور بھروسہ مند انسان ہیں، میں تمہیں ان کی تحویل میں دے کر واپس شہر اپنے فلیٹ پر چلا جاؤں گا عاصم کو آج رات ہی ٹریس کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنا ہو گی اور اس کے لئے میں تمہیں اپنا دم چھلا بنائے لے کر نہیں گھوم سکتا، تم ایک دفعہ کاکا جان سے مل لو وہ تمہیں قابل اعتبار لگیں گے۔" آخری جملہ اس نے قدرے جتا کر ادا کیا تھا۔

"اب یہاں مراقبے میں بیٹھنے کی بجائے نکلو جلدی کرو۔" ایک ہی پوزیشن میں گم صم بیٹھے دیکھ کر اسے کوفت ہوئی تھی۔

چادر کو اپنے گرد اچھی طرح لپیٹ کر وہ اس کی سنگت میں بڑے سے گیٹ کے پاس آن رکی تھی۔

رات تیسرے پہر میں چپ چاپ داخل ہو چکی تھی کوٹھی پر خاموشی کا راج تھا ظاہر اس وقت سب محو استراحت تھے جبھی ہاتھ میں پکڑے موبائل پر وہ کوئی نمبر ملا کر کال کرنے لگا تھا یقیناً وہ اپنے کاکا جان کو فون کر رہا تھا تاکہ اٹھ کر وہ گیٹ کھلوا سکے ساتھ ہی اس نے ڈور بیل بھی دو تین بار بجائی تھی تبھی اچانک ایک گاڑی بڑی تیزی کے ساتھ ان کی گاڑی کے پیچھے آ کر رکی تھی گاڑی کی ہیڈ لائیٹس میں وہ دونوں اچانک بے حد نمایاں ہوئے تھے۔

وہ سرعت سے پلٹا تھا اور بے ساختہ اس کے منہ سے "شٹ" نکلا تھا ماہ نم بھی گھبرا سی گئی تھی کوئی بہت تیزی سے گیٹ کا دروازہ کھول کر ان کی جانب آیا تھا۔

"حسیفی تم؟ اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو؟" اور وہ نوارد نے اس کی جانب سرسری نظر ڈالی تھی مگر وہ قدرے چونکا تھا۔

"جی وہ ڈیڈ!" ایک پل کو تو اسے بھی سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ کیا کہے۔

"تمہیں اس وقت اپنے فلیٹ پر ہونا چاہیے، یہاں کہاں گھوم رہے ہو، جاؤ برکت کے ساتھ فلیٹ پر چلے جاؤ۔" اب کی بار لہجے میں تنبیہ اور غصہ ابھرا تھا۔

"یہ وہ نہیں ہے ڈیڈ ایشو کچھ اور ہے۔" اسے یہی مناسب لگا کہ سب سچ بتا دے اور وہ قدرے نروس سی اپنے سامنے کھڑی بارعب شخصیت کو دیکھ رہی تھی حلیہ بتا رہا تھا کہ وہ کہیں سے سفر کر کے پہنچے ہیں سوٹ بوٹ میں ملبوس وہ شخص کچھ پراسرار سا لگا تھا۔

"وہ فلائیٹس بدل کر اور کار میں لمبا سفر کر کے یہاں اس لئے آیا تھا کہ سکون کی نیند لے

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

لوں، I am two tired میں بہت تھکا ہوا ہوں، لیکن تمہارے یہ نت نئے ایشوز، گیٹ کھلواؤں اندر چل کر بات کرتے ہیں، جلدی کرو۔" تھکن زدہ لہجے میں کہہ کر وہ اپنی گاڑی کی جانب پلٹ گئے تھے اور سیفی نے کاکا جان کا سیل فون پھر ملایا تھا فون ملنے پر اپنے آنے کی اطلاع دے کر گیٹ کھولنے کا کہا تھا چند ہی لمحوں میں گیٹ کھول دیا گیا تھا اور دونوں گاڑیاں تیزی سے محل نما کوٹھی میں داخل ہوتی چلی گئیں تھیں وہ بھی سیفی کے کہنے پر دوبارہ گاڑی میں آن بیٹھی تھی۔

☆☆☆

"واٹ؟ آر یو میڈ، تم..... تم اتنے بے وقوف کیسے ہو سکتے ہو؟" سیفی کی بات سنتے ہی وہ اچھل ہی تو پڑے تھے۔

"تم جاؤ اپنے کمرے میں، میں اس لڑکی سے تنہائی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔" انہوں نے خود کو کول ڈاؤن کرنے کی ناممکن کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن پریشانی اور غصہ ان کے ہر انداز سے چھلک رہا تھا ایک بزرگ آدمی نے جلدی سے گلاس میں فریج سے بوتل نکال کر پانی ڈال کر انہیں دیا۔

"کاکا کسی دن اس لڑکے کی حرکتوں سے یا تو میرا ہارٹ فیل ہو جائے گا یا پھر میں خود کو شوٹ کر لوں گا۔" ان کی بات پر وہ ایک جھٹکے سے اٹھا تھا اور دھپ دھپ کرتے دائیں طرف بنا زینہ چڑھتا چلا گیا تھا۔

ماہ نم اس کے یوں اکیلا چھوڑ جانے پر بے حد گھبرا اٹھی تھی وہ جو اس کی موجودگی سے ہمیشہ ایک بے نام کوفت اور جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہو جاتی تھی آج اس کی غیر موجودگی اس کے لئے پریشانی کا باعث بنی تھی وہ محسوس ہی نہ کر سکی آج وہ اس کی موجودگی میں اتنی کریٹیکل پوزیشن میں قدرے پرسکون تھی، اسے اپنے آپ پر حیرت اور غصہ بیک وقت آیا تھا۔

"ماہ نم تم اتنی کمزور کب سے ہو گئی کہ اس جیسے شخص کی موجودگی تمہارے لئے باعث سکون بننے لگے۔" اس نے دل میں خود کو سرزنش کی تھی۔

"اب تم بتاؤ اصل کہانی کیا ہے اور دیکھو جھوٹ کی ایک رتی بھی تم نے شامل کی اپنی کہانی میں تو میری طرف سے کسی رحم کی امید مت رکھنا صرف تمہارا سچ ہی تمہیں بچا سکتا ہے ورنہ تمہاری لاش کہاں غائب ہو گی اور کیسے یہ تمہیں تو یقیناً پتہ نہیں چلے گا مگر تمہیں ڈھونڈنے والے بھی تمام عمر کھوج نہ لگا سکے گے۔" ان کے سفاکانہ انداز پر اس نے نظر اٹھا کر ایک پل انہیں دیکھا تھا۔

"کاکا کیا سیفی یہاں پر بھی لڑکیاں لانے لگا ہے؟ مگر یہ اس کے ٹیسٹ کی تو نہیں ہے۔" انہوں نے پاس کھڑے مودب کاکا سے سوال کیا تھا اور ان کی بات کا مطلب جان کر سارا خون اس کے چہرے پر جمع ہو گیا تھا درد اس سلگ اٹھا تھا احساس توہین سے اور پھر اعتماد سے وہ بولتی چلی گئی تھی۔

بے حد غصہ سے بات شروع کر کے آخر میں وہ بے حد رنجیدہ ہو چکی تھی اس نے واضح طور پر بتایا تھا کہ اس کے سیفی کے متعلق کیا احساسات ہیں اور عاصم کے متعلق بھی کچھ نہیں چھپایا تھا اور نہ ہی اس کا ماضی تاریک تھا جسے وہ اپنی سیاہ چادر کے پلو میں باندھ کر سب سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی تھی لہٰذا وہ سب کچھ بتاتی چلی گئی۔

اس کی پوری بات سن کر ان دو نفوس کو سانپ سونگھ گیا تھا، معاملہ جتنا وہ گمبھیر سمجھ رہے تھے یہ اس سے کئی گناہ خطرناک اور الجھا ہوا تھا عزت اور زندگی داؤ پر لگ چکی تھی انہیں ایک پل

میں ہی برسوں سے کمائی عزت وقار خاک نشین ہوتا محسوس ہوا تھا۔

"کاکا میرے سیکرٹری اختر کو فون کریں اسے کہیے کہ میرے ذاتی وکیل احسان صاحب اور ایک نکاح خواں کے ساتھ فوراً یہاں پہنچے فوراً۔" ان کے لہجے سے سرسراتے جملے برآمد ہوئے تھے جنہیں سن کر جہاں کاکا کا ساکت وجود میں حرکت آئی تھی وہیں اس کا وجود ساکت ہوا تھا۔

"اگر تو تم سچ کہہ رہی ہو تو تم بہت بہادر لڑکی ہو۔"

"صاحب درالامان....." وہ اسے مخاطب ہی ہوئے تھے جب کاکا نے پلٹ کر کہنا چاہا۔

"نہیں کاکا اب یہ ممکن نہیں سیفی اس معاملے میں انوالو ہو چکا ہے وہ لوگ چھوڑنے والے نہیں اور اگر میڈیا ان کی جانب ہو گیا تو سمجھے ہمارا دیوالیہ نکل جائے گا ساکھ کا، عزت کا ہمیں مالی ہی نہیں ذاتی بھی بہت بھاری نقصان اٹھانا پڑے گا شاید جس کا تمام عمر ازالہ نہ ہو سکے میں جیسے کہہ رہا ہوں فوراً ویسا کریں۔" ہاتھ اٹھا کر انہوں نے کاکا کو بات پوری کرنے سے روکتے ہوئے عجلت بھرے انداز میں کہا تھا اور کاکا بات سمجھ کر فوراً پلٹے تھے۔

"تمہارا اور سیفی کا نکاح ہو گا ابھی اور اسی وقت۔" ان کی بات سن کر اسے لگا تھا کہ بھاری بھرکم فانوس سے کی چھت اس کے سر پر آن گری ہو وہ جوان کی باتوں سے اندازہ لگا سکی تھی کہ وہ اس کے اور عاصم کے نکاح کا فوری انتظام کر رہے ہیں سیفی کا نام سن کر ایک پل کو اس کے اعصاب مفلوج ہو کر رہ گئے تھے۔

"عاصم! عاصم ہے۔" کپکپاتے لبوں کے ساتھ وہ بمشکل بول پائی تھی اس کے لہجے کی مانند سفید چہرے کو دیکھ کر بے حد غصہ اور گھبراہٹ محسوس ہونے کے باوجود جیسے انہیں اس پر ترس آیا تھا ورنہ تو ان کا دل چاہ رہا تھا کہ سامنے بظاہر نازک سی لیکن بدنامی اور بربادی کو سونامی اپنے اندر چھپائے یہ اس لڑکی کا گلہ دبا کر اپنی جانب بڑھتے ہوئے طوفان کا خاتمہ کر ڈالے۔

"میرا تجربہ اور مشاہدہ مجھے بتا رہا ہے کہ عاصم بزدل نکلا ہے وہ تمہیں بیچ راہ میں چھوڑ کر بھاگ گیا ہے اور بزدل ہمیشہ کمینہ ہوتا ہے کبھی اپنی مصیبت سیفی کے گلے ڈال کر خود نجات حاصل کر لی ہے، لیکن میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ یہ نکاح صرف کاغذی نکاح ہے اگر عاصم سامنے آ جاتا ہے اور تمہیں اپنانے کا ویسے ہی دعوی دار ہے جیسے وہ خود کو ظاہر کرتا ہے تو سیفی سے طلاق دلوا کر میں خود تمہارا ہاتھ عاصم کے ہاتھ میں دوں گا تمہیں مجھ پر بھروسہ کرنا ہو گا۔" اور پھر وہ ہر بات تفصیل سے اسے سمجھاتے چلے گئے تھے وہ ذی شعور تھی ان کی باتوں کو وہ سمجھ بھی رہی تھی اور اس کے دل کو لگ بھی رہی تھیں وہ ایک بارعب شخصیت کے حامل تھے لیکن اس وقت ان کا دوستانہ رویہ اس کے اعصاب کو پرسکون رکھے ہوئے تھا مگر جب نام سیفی کا آتا تو اس کا حلق تک کڑوا ہو جاتا اور پھر سیفی ان کی بات پر عمل کرتا ہے اور نکاح کو محض کاغذی نکاح ہی رکھتا اس کی کیا گارنٹی وہ مر کر بھی اس پر بھروسہ نہیں کر سکتی تھی۔

"اگر وہ دنیا کا آخری انسان ہو اور اسے اس پر بھروسہ کرنا پڑے، مدد مانگنی پڑے تو بھی وہ ایسا نہ کرے۔" اس نے دل میں سوچا۔

"کاکا سیفی کو بلا کر لائے نہیں۔" انہوں نے اچانک کاکا کو مخاطب کیا۔

"دیکھ کر آیا تھا بابا سوئے پڑے ہیں۔"

RiyaNovels.blogspot.com

کاکا نے مدھم لہجے میں جواب دیا۔

"تو پھر جگا کر اسے یہ ساری صورت حال بتا کر لے آئیں، وہ لوگ بھی پہنچتے ہی ہوں گے۔" کاکا خاموشی سے سیڑھیاں چڑھتے چلے گئے اور ماہ نم کے پاس خاموشی سے رونے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

☆☆☆

کاکا نے اسے جگاتے ہی ماہ نم اور اس کے نکاح کی فوری اطلاع دی تھی گہری نیند میں سے اگر کوئی اسے جگائے تو وہ نہایت چڑچڑا اور بد دماغ ہو جاتا تھا کاکا کو بخوبی اندازہ تھا اس کے متوقع ردعمل کا، تن فن کرتا ہوا وہ نیچے آیا تھا۔

"دماغ ٹھیک ہے آپ کا، سوچا بھی کیسے آپ نے یہ سب، میں زندگی بھر شادی نہیں کروں گا اور اس سے تو مر کر بھی نہیں اگر یہ دنیا کی آخری لڑکی ہو تو بھی آپ ایسی بے ہودہ بات سوچ بھی کیسے سکتے ہیں اور میرے مسئلے میں ٹانگ اڑانے کی ضرورت ہی کیا ہے، یہ میری پرابلم ہے اور آج تک میں نے اپنی پرابلمز خود ہی حل کی ہیں آپ سے مدد مانگی ہیں جو خدائی فوجدار بن رہے ہیں یہ عاصم کے لئے بھاگ کر آئی ہے صبح تک پتہ چل جائے گا اس کا پھر یہ جانے اور وہ۔" اتنا بدتمیز لہجہ اور اتنا گستاخ انداز اور آخری جملہ سن کر ماہ نم کا غصے سے برا حال ہو گیا دل میں اس کے لئے پہلے ناپسندیدگی اور بڑھی تھی۔

"یہ عاصم کے لئے بھاگ کر آئی ہے تو تم اسے بھاگ کر کیوں لائے ہو عاصم کہاں ہیں؟" ماہ نم کو ان کے سوال پر نہیں بلکہ ان کے نارمل انداز پر حیرت ہوئی تھی صوفے پر بیٹھے نہایت پرسکون لہجے میں سوال پوچھا گیا تھا، اس کے گستاخانہ انداز پر تو انہیں بھڑک ہی اٹھنا چاہیے تھا مگر ان کا انداز کافی سرد تھا۔

"انکل میں عاصم کے لئے بھاگ کر نہیں آئی میں....."

"میں نے تم سے کچھ پوچھا یہ ان دونوں کا معاملہ تھا تم بیچ میں کیا کر رہے ہو؟" انہوں نے ہاتھ اٹھا کر ماہ نم کو بولنے سے روکتے ہوئے اس بپھرے ہوئے سانڈ سے پوچھا۔

"عاصم نے مجھے آٹھ بجے فون کر کے اسے لانے کو کہا تھا۔" اکھڑے انداز میں جواب آیا۔

"اور تم لینے چل پڑے، سبزی منڈی سے سبزی لانے کی درخواست کی تھی جو یوں منہ اٹھا کر چل پڑے۔" ان کے طنزیہ انداز پر اس کی کان کی لویں سرخ ہوئی تھیں۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے تم سے؟" غصے سے مٹھیاں بھینچے اس سے انہوں نے سوال دہرایا تھا۔

"جواب دینا ضروری نہیں سمجھتا میں آپ کو، مجھے یہ نکاح نہیں کرنا اور بس اور میں اب سونے جا رہا ہوں کوئی ڈسٹرب نہ کرے مجھے۔" بدتمیزی سے جواب دیتا وہ آگے بڑھا اور ماہ نم پریشان خاموش تماشائی بنی بس یہ سب کاروائی دیکھنے پر مجبور تھی اس کے انکار پر اسے قدرے سکون محسوس ہوا تھا۔

"تو ٹھیک ہے صبح تمہیں کاکا نہیں بلکہ پولیس جگانے آئے گی اور تم جو اپنے آج تک ہر پرابلمز خود ہی حل کرتے چلے آئے ہو کم از کم میرے ساتھ شرط لگا لو کہ اس وقت اسے مسئلے کو نہ تم حل کر سکو گے نہ تمہارا باپ۔" ان کی بات پر اس کے بڑھتے ہوئے قدم تھم سے گئے تھے۔

"سیفی بات کو ٹھنڈے دماغ سے سنو اور سوچو۔" انہوں نے اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تھی اور ساتھ ہی کاکا کی جانب دیکھا

تھا۔

"بابا! صاحب ٹھیک کہہ رہے، بچی کا معاملہ ہے اور کافی خراب صورت حال ہے اس کا صحیح حل ابھی نکالنا ضروری ہے۔" کاکا نے آگے بڑھ کر نرمی سے سیفی کے کندھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تھا نظریں جھکائی ماہ نم نے انہیں نظر اٹھا کر دیکھا تھا کاکا جان کا انداز اڑیل گھوڑے کی پیٹھ تھپکا کر اسے رام کرنے کا سا تھا۔

"آ جاؤ بیٹا صاحب کی بات کو سن لو۔" انہوں نے اسے پھر آمادہ کرنا چاہا۔

"دیکھو سیفی یہ کافی خطرناک صورت حال ہے اسے نظر انداز ہرگز نہیں کیا جا سکتا، میری عزت ہی نہیں تمہاری زندگی بھی داؤ پر لگ چکی ہے وہ لوگ شکاری کتوں کی طرح بو سونگھتے ہوئے یہاں پہنچے گے اور لڑکی کو یہاں پا کر جو پولیس کیس بنے گا اس سے نجات میری ساری دولت اور اثر رسوخ خرچ کر کے بھی تمہیں حاصل نہ ہو گی میرے ساتھ تعاون کرو اور مجھے بتاؤ کہ عاصم نے تمہیں کیوں کہا اسے وہاں سے لانے کو جبکہ ان دونوں کے درمیاں یہ طے پایا تھا کہ ٹھیک ایک گھنٹے بعد عاصم جا کر بتائی مطلوبہ جگہ اسے اپنے ساتھ لا کر فوراً نکاح کرے گا یہ معاملہ ان دونوں کا تھا تم کہاں سے بیچ میں آ گئے؟"

شروع سے ماہ نم کے دماغ میں آئے سوال کو انہوں نے زبان دی تھی وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ جس نوعیت کے ان کے تعلقات تھے وہ کبھی سیدھے طریقے سے اصل بات نہیں بتائے گا، ملک بختاور نے سنگل صوفے پر بیٹھے سیفی سے بات کا آغاز کیا وہ اس وقت جس طرح اپنے ہیجان، غصے اور پریشانی کو قابو کیے تحمل سے اس سے بات کر رہے تھے یہ وہی جانتا تھا۔

"بتاؤ ناں بابا ہم سب بے حد پریشان ہیں۔" کاکا جان نے نرم لہجے میں اسے بولنے پر اکسایا تھا وہ پاس ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"عاصم نے مجھے تقریباً رات نو بجے فون کیا تھا وہ بے حد پریشان اور گھبرایا ہوا تھا اور بہت عجلت میں بھی تھا اس نے مجھے بس اتنا کہا کہ یہ وقت اس کے احسان اتارنے کا ہے اس نے مجھے مطلوبہ جگہ بتائی اور وقت کہ اس سڑک پر جا کر میں کار کی ہیڈ لائٹ جلا کر فوراً بند کر دوں اشارہ پا کر ماہ نم آ جائے گی وہ مشکل میں ہے اور عاصم نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس مشکل میں اس کا ساتھ دے گا اور پھر فوراً اس کے گھر چھوڑ جاؤں آگے وہ جانے اور ان کا کام بس مجھے تو اسے لانا ہے اس نے مجھے یاد دلایا تھا کہ میں نے اسے کہا تھا کہ جب کبھی بھی ضرورت پڑی وہ مجھے ضرور بتائے میں دل سے اس کے احسان کا بدلہ اتارنا چاہتا ہوں گھبرائے ہوئے اس نے مجھے یہی بار بار یاد کروایا اور واسطہ دیا کہ بس میں یہ کام کر دوں بس جانا ہے اور لانا ہے تو میں چلا گیا۔" سیفی نے کندھے اچکاتے ہوئے بتایا ماہ نم نے اس کے لاپرواہ انداز پر قدرے حیرانگی سے اسے دیکھا ایک احسان اتارنے کے لئے وہ اپنی جان مشکل میں ڈال رہا تھا اس کا شاید اسے ادراک ہی نہ تھا۔

"عاصم خود کیوں نہیں لینے گیا؟" ملک بختاور نے سنجیدہ تاثرات سے سوال دہرایا تھا۔

"کیا تم نے اس سے یہ پوچھا نہیں؟" انہوں نے ایک اور سوال جڑا تھا۔

"پوچھا تھا، بے وقوف نہیں ہوں میں، اس نے بتایا کہ اس کے گھر میں سے کسی نے شاید اس کی بہن یا ابو نے ماہ نم کے ساتھ فون پر ہونے والی گفتگو سن لی تھی جس میں وہ اس سے سارا پلان ڈسکس کر رہا تھا کس وقت، کس جگہ پر پہنچنا

KitaboKhani.com
http://kitabkhani.blogspot.com/

ہے، کیسے آنا ہے اور نکاح کرنا ہے وغیرہ وغیرہ اور اس وقت وہ لوگ اسے باہر نہیں نکلنے دے رہے تھے اب بھی بڑی مشکل سے وہ واش روم میں آکر مجھے کال کر رہا تھا۔"

"ہوں تو پھر اس کے گھر تالا کیوں لگا ہوا تھا، تو اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ متوقع مصیبت سے بچنے کے لئے عاصم کو لے کر گھر سے نکل گئے ہیں۔" خود ہی سوال کر کے انہوں نے خود ہی جواب دیا تھا سوال کا مقصد ان دونوں کو موجودہ صورت حال سے آگاہی دینا تھا ماہ نم کا سیفی کے منہ سے عاصم کے متعلق جان کر دل ایک بار ڈوبا تھا لگتا تھا جس ناؤ میں سوار ہو کر جس طوفان کا مقابلہ کرنے چلی تھی اسی میں چھید نکلا تھا۔

"کاکا دیکھ رہے ہیں آپ۔" انہوں نے آہ بھرتے ہوئے نہ جانے کاکا جی کو مخاطب کر کے کیا باور کرانا چاہا۔

"میں نے فاروق اور وکیل کو بلایا ہے بس آنے ہی والے ہیں چند گواہوں کی موجودگی میں تمہارا نکاح ہو جائے گا اور پھر ایک جنگ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جانا ہمیں میڈیا کو ہر حال میں اپنا حامی بنانا ہے اس وقت یہی ایک ہتھیار ہمیں یہ جنگ جتوا سکتا ہے اس کے لئے یہ سب ضروری ہے کیوں کہ ماہ نم کے گھر والے اپنے علاقے میں کافی اثر رسوخ رکھتے ہیں اور پھر فرسودہ روایات پر جان دینے والے ہیں معاملہ اتنی آسانی سے ختم نہیں ہوگا انہیں جب تک یہ باور نہ کرا دیا جائے کہ ہم ان کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ بھی رکھتے ہیں اور طاقت میں ان سے زیادہ ہیں میں اپنے ایک دو صحافی دوستوں کو بھی بلا رہا ہوں، ایک کا تو تعلق بڑے مستحکم نیوز چینل سے ہے اور ایک اخبار کا ایڈیٹر ہے وہی اس بات کو کامیاب بنائیں گے سب آنے ہی والے ہیں مجھے ان کے سامنے یہ شادی نہیں کروں گا والا ڈرامہ نہیں چاہیے جانتا ہوں میں تمہیں عمر بھر شادی نہیں کرنی یہ شادی نہیں کاغذی کاروائی ہے محض ایک کاغذی اور وقتی تعلق نکاح کے باوجود تمہارا ماہ نم سے کوئی تعلق نہیں ہوگا یہ ماہ نم کی بھی ڈیمانڈ ہے اور مجھے اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ تم دونوں اس تعلق کو قائم رکھنے پر تیار نہیں میرا کنسرن صرف یہ ہے کہ میں اس نکاح کے بل بوتے پر ہی تم دونوں کے ساتھ ساتھ اپنی عزت کو بچا سکتا ہوں۔" انہوں نے گویا بات ختم کر دی تھی۔

ماہ نم کی خواہش جان کر اس نے کافی روکھے اور طنزیہ انداز میں ماہ نم کی جانب دیکھا تھا اتفاق سے اسی وقت ماہ نم نے بھی اسے دیکھا اور نظریں جھکا لیں وقت نے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے تھے ورنہ وہ کبھی بھی اس شخص کا نام اپنے نام کے ساتھ قبول نہ کرتی۔

اور پھر جیسے باقی کی کاروائی ایک فلم تھی جو ماہ نم کے سامنے چل رہی تھی وہ سب لوگ آ چکے تھے ملک بختاور نے انہیں سب کچھ بتایا تھا اور ان سب کی متفقہ رائے یہی تھی کہ نکاح کر دیا جائے تاکہ قانون سے بچنے کا ٹھوس ثبوت موجود ہو اور پھر مولوی نے نکاح پڑھانا نہ جانے تین بار کیسے اس نے اثبات میں سر ہلایا ہر بار سر جھکانے پر اس کی گردن پر بھاری سل کا نادیدہ بوجھ بڑھتا چلا گیا تھا نکاح کے بعد وہ سب لوگ باری باری رخصت ہوتے چلے گئے تھے وہ جب سے آئی تھی ایک ہی پوزیشن میں کب سے سنگل صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی، صبح سے بھوک، خوف اور گھبراہٹ کے ساتھ پے در پے بدلتے حالات نے اس کے اعصاب کو بے حد کمزور کر ڈالا تھا سیفی ابھی تک اس کے بائیں ہاتھ رکھے صوفے پر چپ سا بیٹھا

تھا یہ چپ کسی طوفان کا پیش خیمہ ہو گی کون جانے۔

"کاکا ماہ نم کو ان کا روم دکھا دیں یہ کافی تھک چکی ہوگی۔" ملک بختاور نے کاکا جان سے کہا کاکا جان کے اشارے پر بمشکل چکراتے سر کے ساتھ اس نے خود کو کھڑا کیا، لیکن کھڑے ہوتے ہی اس کی آنکھوں کے گرد اندھیرا چھا گیا اور بہت زور کا چکر آیا اس سے پہلے کہ وہ دھڑام سے گر جاتی سیفی نے سرعت سے اٹھ کر اسے تھام لیا تھا اور وہ بے ہوش ہو کر اس کی بانہوں میں جھول گئی تھی۔

☆☆☆

ہم جس دھیان بجا کے تو لے آئے تھے ضرور دل پر مگر لگی تھی جو وہ ضرب کاری تھی آنکھیں کھولتے ہی اس نے ایک پرتعیش کشادہ کمرے کے جہازی بیڈ پر خود کو دراز پایا کچھ لمحے لگے تھے اسے سمجھنے میں کہ وہ کہاں اور کیوں ہے یونہی کمرے پر طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے بائیں جانب راکنگ چیئر پر نیم دراز سوئے ہوئے سیفی پر اس کی نظر ٹھہری تھی اور سچویشن کا ادراک ہوا اس نے کمرے سے بھاگ جانا چاہا تھا وہ بے حد ڈر گئی تھی بھی اٹھ کر کمرے سے نکلنے کے ارادے سے تیزی سے اٹھنے کی کوشش میں اس کی بلند کراہ نکل گئی تھی اس کے جسم نے اس کو سوچ کر ساتھ دینے سے گویا انکار کر دیا تھا اسے بے حد کمزوری محسوس ہوئی تھی سر بھی چکرا گیا تھا وہ خود کو بیٹھنے کے قابل بھی نہ کر سکی تھی۔

سیفی اس کی آہ سن کر فوراً اٹھ گیا تھا جلدی سے اس کے بیڈ کے پاس آیا ماہ نم اسے قریب پا کر متوحش زدہ ہوئی تھی اور آنکھوں میں خوف نمایاں ہوا تھا۔

"کاکا جان..... کاکا جان، اسے ہوش آ گیا ہے کھانے پینے کا کچھ کریں۔" اچانک اسے بنا کچھ پوچھے یا کہے وہ پلٹا اور کاکا جان کو آوازیں دیتا دھڑام سے دروازہ اپنے پیچھے بند کرنے کے نہ جانے کہاں چلا گیا۔

"بدتمیز، جنگلی!" دروازے کے یوں بند کرنے پر وہ بس بدبدا کر رہ گئی۔

"آ گیا بیٹا ہوش! شکر ہے اللہ کا، اب کیسی طبیعت، یہ سوپ بنوایا ہے تھوڑا سا پی لو تمہاری کمزوری دور ہو جائے گی انشاء اللہ۔" کاکا جان نے سرہانے کے قریب کھڑے شفقت سے کہا اور ساتھ ہی کھڑی ملازمہ کو بھی اشارہ کیا۔

"صفیہ بیٹا، بی بی صاحبہ کو بٹھا کر سوپ پلا دو شاباش پھر ڈاکٹر نے جو دوائی تجویز کی ہے اس کی خوراک دینی ہے۔" کاکا نے پاس کھڑی ملازمہ کا نام لیتے ہوئے ہدایت جاری کی۔

"دوائی کا تو سیفی بابا کو پتہ ہوگا جی، جب سے بی بی بے ہوش تھی وہ یہیں پر بیٹھے رہے ہلے تک نہیں اور اب کدھر چلے گئے۔" ملازمہ بے حد باتونی اور موقع کی پرواہ کیے بغیر بولنے والی لگی تھی۔ ماہ نم کو، صفیہ نے جلدی سے سوپ کا پیالہ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور تکیہ بیڈ کراؤن کے ساتھ لگا کر ماہ نم کو قدرے ٹیک لگا کر بٹھانے میں مدد کی اور پھر پاس بیٹھ کر اسے نیم گرم سوپ پلانے لگی۔

کاکا نے بیڈ کے پیچھے موجود بڑی سی گلاس ونڈو کے دبیز پردے کھسکائے اور دن کی نرم سی روشنی نے کمرے میں آ کر ماہ نم کے اعصاب کو سکون دیا اس کے بعد وہ خاموشی سے راکنگ چیئر پر آن بیٹھے۔

ماہ نم نے تقریباً سوپ کا سارا پیالہ ختم کر ڈالا اسے اپنے اندر توانائی سی اترتی محسوس ہوئی۔

"صفیہ سیفی بابا سے کہو کہ آ کر ڈاکٹر کی بتائی

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

دوائی کی خوراک کا بتا دیں۔" کاکا نے فارغ ہوتی صفیہ سے کہا نہ جانے کیوں ماہ نم کو لگا جیسے وہ جان بوجھ کر سیفی کو بلا رہے ہوں ورنہ خوراک کے بارے میں اس کے پاس جا کر پوچھ کر بھی اسے دی جا سکتی تھی، نیم دراز ہی اس نے آنکھیں موند لی تھیں۔

سیفی کی اندر آتے ہی اس پر نظر پڑی بڑی آنکھوں پر لمبی پلکیں گرائے وہ نیم دراز تھی، لمبے بالوں کی چوٹی بیڈ سے نیچے لٹکی پڑی تھی اور بہت سی لٹوں نے اس کے چہرے کا احاطہ کر کے اسے کی چہرے پر معصومیت اور بے پروائی کو نمایاں کر ڈالا تھا خود سے بے نیاز اس کا چہرہ بے حد زرد اور وہ بے حد کمزور لگی تھی۔

سیفی کی آواز پر اس نے چونک کر آنکھیں کھولی تھیں اور بیڈ پر جھٹ ادھر ادھر دوپٹے کی تلاش میں نظر دوڑائی تھی اپنی دائیں سائیڈ پر تکیے کے پاس دوپٹہ پا کر اس نے جلدی سے اپنا سر ڈھکا تھا سیفی نے ابھی نظر سے یہ ساری کارروائی دیکھی تھی اور پھر خاموشی سے پلٹ گیا تھا۔

"بیٹا آپ آرام کرو ڈاکٹر نے آرام کرنے کی ہدایت کی ہے یہ دوائیاں بھی کمزوری اور اعصاب کو پرسکون رکھنے کے لئے ہیں اللہ کرم کرے گا صفیہ آپ کے پاس ہی موجود ہے۔" صفیہ کی مدد سے دوائیاں کھا کر وہ لیٹ گئی تھی اور کاکا جان اسے آرام کی تلقین کرتے کمرے سے چلے گئے تھے، بند آنکھوں کے پیچھے گزشتہ گھنٹوں کے واقعات چلنے لگے تھے۔

"پھپھو کا پتہ نہیں کیا حال ہے؟ کہیں وہ سب انہیں میرے کیے کی سزا نہ دینے بیٹھ جائیں وہ بے چاری تو آگے ہی اتنی بڑی سزا جھیل رہی ہیں اور وہ تو بس مجھے اس عذاب اور تمام عمر اس سزا سے بچانے کی قصوروار ہیں یا اللہ میری اور پھپھو کی مدد فرما نا ہماری مشکلات کو تو ہی دور کر سکتا ہے۔" وہ دل میں دعا گو تھی پھر نقاہت کے باوجود صفیہ کی مدد سے اٹھ کر وہ وضو کر کے اپنے رب کے آگے سربسجود ہو گئی تھی اور صفیہ نے اس کمزور، نازک سی لڑکی کو عقیدت بھری نظروں سے دیکھا تھا سیفی جو اپنا موبائل وہیں بھول گیا تھا کمرے میں اسے نماز پڑھتے دیکھ کر خاموشی سے پلٹ گیا تھا موبائل لے کر، اس کے اپنے احساسات عجیب سے ہو رہے تھے جس لڑکی کو وہ سخت ناپسند کرنے لگا تھا آج خود کو اس کی مدد کرنے پر مجبور پا رہا تھا، اپنی بے بسی پر اسے یکدم غصہ آیا تھا اگر ان دونوں کے بیچ وہ ناگوار واقعہ نہ ہوا ہوتا تو شاید وہ اس سے اس قدر بدگمان نہ ہوتا وہ عورت ذات سے نفرت کرتا تھا بے وفائی اس کی گھٹی میں شامل تھی اور آج ماہ نم نے یوں گھر سے نکل کر عاصم کے ساتھ حاصل کرنے کے لئے اس کے خیالات کو مزید مستحکم کر ڈالا تھا اس کا جی چاہا تھا کہ اس بے وفا خود غرض عورت کا گلہ دبا دے لیکن وہ ایسا کر نہیں پایا تھا کوشش کے باوجود بھی اسے اپنے احساسات کی سمجھ نہیں آ رہی تھی کمرے میں آ کر وہ ڈرنک کرنے لگا تھا ہمیشہ سے وہ اس حرام چیز میں پناہ لینے کی کوشش کرتا تھا اور اب بھی وہ ایسا ہی کر رہا تھا ماہ نم کے اقدام نے اس کے زخم ادھیڑ ڈالے تھے اس کی آنکھوں میں ماضی کی کریہہ یادیں چلنے لگی تھیں کانوں میں بدصورت آوازیں گونجنے لگی تھیں تبھی وہ گلاس پر گلاس چڑھاتا چلا گیا تھا اور دھت ہو کر وہیں ڈھیر ہو گیا تھا۔

☆☆☆

وہ ناخوشگوار واقعہ ان کے بیچ فائنل ایئر میں پیش آیا تھا ماہ نم کی بہت کم اپنے فیلوز کے ساتھ دوستی ہونے کے باوجود وہ عاصم کو اپنا دوست مان

چکی تھی وہ ہمیشہ اس کے کام آیا تھا اور یہ سب کرتے ہوئے اس کے انداز میں سوائے دوستی اور خلوص کے اور کچھ نہیں ہوتا تھا عموماً گروپ اسائنمنٹس میں وہ اکٹھے ہوتے تھے وہ اس پر اعتبار کرنے لگی تھی عاصم بھی دوستوں کے معاملے میں کافی Chossi تھا چند ایک لڑکوں سے اس کی دوستی تھی وہ کافی پڑھاکو ٹائپ کا تھا اور سیفی کے تو سائے سے بھی بدکتا تھا بقول اس کے لوہار کی دوستی میں ایک آدھ چنگاری سے دامن خراب ہی ہوتا ہے اور بعض اوقات تو پورا دامن جل جانے کا خطرہ ہوتا ہے، اس معاملے میں ان کی رائے ایک تھی سیفی تو اسے جب بھی نظر آیا کسی نہ کسی نئی لڑکی کے ساتھ ہی نظر آیا۔

"توبہ..... یہ شخص اتنے کپڑے نہیں تبدیل کرتا ہوگا جتنی لڑکیاں۔" یونی کینٹین میں بیٹھے سامنے کی ٹیبل پر سیفی کو کسی نئی لڑکی کے ساتھ بیٹھے دیکھ کر اس نے سوچا تھا آج جویریہ کو اس نے ٹریٹ دی تھی جو اپنی مرضی کا آڈر دینے گئی تھی آج اس کا یونیورسٹی میں لاسٹ ڈے تھا اس کی شادی ہو رہی تھی اور شادی کے فوراً بعد اسے اپنے شوہر کے ساتھ کینیڈا چلے جانا تھا وہ اپنی پڑھائی بیچ میں چھوڑ کر جا رہی تھی جس کا اسے چنداں افسوس نہیں تھا ماہ نم کا اس کا جتنا بھی وقت گزرا بہت اچھا گزرا تھا اس لئے آج وہ اسے ٹریٹ دینا چاہ رہی تھی جبھی عاصم بھی کینٹین میں داخل ہوا اور سیدھا ان لوگوں کی میز کی جانب چلا آیا اسے بھی معلوم تھا جویریہ کے متعلق اور وہ بھی ان کی چھوٹی سی پارٹی میں شریک ہو گیا۔

"توبہ ہے جویریہ تمہیں ذرا بھی افسوس نہیں اپنی پڑھائی ادھوری چھوڑنے پر۔" جویریہ جو مسلسل چہک رہی تھی اور کینٹین میں موجود سٹوڈنٹس کے بارے میں عجیب و غریب کمنٹس دے کر ان لوگوں کو مسلسل ہنسنے پر مجبور کر رہی تھی ماہ نم نے ہنستے ہوئے اسے ٹوکا۔

"ہاں بالکل۔" عاصم نے بھی جھٹ ہاں میں ہاں ملائی۔

"لو افسوس کس بات کا اتنی پڑھائی کے بعد بھی تو وہی ہانڈی چولہا ہی کرنا ہوتا ہے اور میں تو کینیڈا جا رہی ہوں وہاں کے تو اور ہی مزے ہوں گے کیوں عاصم تم لڑکوں کو بھی کتنی محنت کر کے باہر جانا نصیب ہوتا ہے اور میں تو آرام سے....." بات ادھوری چھوڑ کر وہ کھلکھلائی تھی اور وہ بھی مسکرا پڑے۔

"اب اسے ہی دیکھو اپنی وجاہت کو خوب کیش کرا رہا ہے لڑکیوں میں عاصم کیا یہ شروع سے ہی ایسا ہے؟ تمہاری تو سنا ہے کافی دوستی ہے اس کے ساتھ۔" جویریہ نے سیفی کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا ماہ نم کی نظر اس کی جانب گئی تو اسی وقت سیفی نے بھی اسے دیکھا۔

"ہاں یہ ایسا ہی ہے دوستی تو بس میری اتنی نہیں ہے لیکن یہ شروع سے ہی ہیرو بننے کا شوقین پرائی لڑائیوں میں بھی کود پڑتا ہے جب ہم لوگ یہاں آئے تو اس کی ایک گروپ کے ساتھ پھڈا ہو گیا تھا تب اس نے نیا نیا جم جوائن کیا تھا مسلز دکھانے کے چکر میں جھگڑا بڑھ گیا تھا اور پھر میں بھی اس کے ساتھ خواہ مخواہ اس جھگڑے میں گھسیٹ لیا گیا تھا تب سے میں نے اس سے دوستی کم کر لی تھی ہیلو ہائے تو اب بھی ہے لیکن اس کی سرگرمیاں۔" عاصم نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا اور پھر بات بڑھائی۔

"حیرت تو مجھے ان لڑکیوں پر ہے جو اس کے متعلق سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس پر مرتی ہیں، لیٹ نائٹ پارٹیز، ڈرنک کرنا، فضول کا بلا وجہ لڑائی کرنا اور کئی گرلز فرینڈز۔" عاصم نے

RELIGIOUS CORNER
http://urdutube.com/forum/

اس کی خوبیاں گنوائی تھیں۔

"ان سب فضولیات کے باوجود وہ ہر سال ٹاپ کرتا ہے اور تمام پروفیسرز کا چہیتا بھی ہے۔" جویریہ بولی تھی۔

"پیسہ بولتا ہے مس جویریہ پیسہ اگر ہمارے پاس بھی باپ کی بے تحاشہ دولت ہو لٹانے کے لئے بے دریغ خرچ کرنے کے لئے تو ہم بھی ہر جگہ ہر دل عزیز ہوں۔" عاصم نے جھٹ کہا تھا۔

"یعنی اگر تم بھی اتنے امیر ہوتے تو تم بھی یہی کچھ کرتے؟" ماہ نم نے پوچھا تھا اسے عاصم کی بات عجیب لگی تھی۔

"ہاں بالکل۔" عاصم نے فوراً جواب دیا تھا۔

"تو پھر برائی تو اس کی بے تحاشہ دولت میں ہوئی اس میں تو نہیں۔" جویریہ نے نقطہ اٹھایا۔

"اینی وے مجھے ذرا گھر جلدی جانا ہے تو میں تو چلتا ہوں اللہ حافظ۔" عاصم نے اپنی کتابیں سمیٹنے کے ساتھ بات بھی سمیٹی اور اٹھ کھڑا ہوا اور ماہ نم جویریہ کی بات کو سوچتی رہ گئی۔

"ارے مجھے بھی جانا ہے تم مجھے اپنی بائیک پر ہی ڈراپ کر دو راستے میں میرا گھر پڑتا ہے۔" جویریہ جھٹ ہاتھ جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور ماہ نم کو جویریہ کو یہی فرینکس اچھی نہیں لگتی تھی۔

"او کے بھئی اللہ حافظ شادی میں تم دونوں نے ضرور آنا ہے کارڈ بھجوا دوں گی۔" جویریہ جاتے جاتے بھی تلقین کرنا نہیں بھولی تھی۔

"وہ تو تم پورے ڈیپارٹمنٹ کو ہی بھیجو گی سارے زمانے سے تو ہیلو ہائے ہے۔" عاصم نے اسے چھیڑا اور وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"یہ تو ہے۔" وہ دونوں اسے بائے کرتے ہوئے چلے گئے اور وہ بھی اپنی کتابیں سمیٹ کر بل پے کر کے اٹھنے ہی لگی تھی جب سیفی اٹھ کر سیدھا اس کے قریب رکھی کرسی پر آن بیٹھا، ماہ نم نے اس کی حرکت پر چونک کر اور قدرے ناگوار تاثرات سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں آپ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں صرف دوستی۔" بغیر لگی لپٹی رکھے اس نے اپنا موقف بیان کیا اور ماہ نم کے تن بدن میں آگ لگا دی تھی خود پر کنٹرول کرتے ہوئے اس نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"میں لڑکوں سے دوستی نہیں کرتی۔"

"تو عاصم لڑکا نہیں ویری اسٹرنج۔" اس کے اگلے سوال اور انداز پر اسے شدید تاؤ آیا تھا۔

اسے یہی مناسب لگا کہ وہ خاموشی سے وہاں سے چلی جائے وہ کتابیں سمیٹ کر تیزی سے اٹھ کر مڑی تبھی سیفی نے پیچھے سے اس کے دوپٹے کا کونہ کھینچا جس کی وجہ سے وہ اس کے سر سے اتر گیا اچانک یوں بے حجاب ہونے پر اسے اپنے غصے پر قابو نہیں رہا اور شدید اشتعال کے ساتھ پلٹ کر اس نے سیفی کو تھپڑ دے مارا۔

"جنگلی انسان تمہیں جرأت کیسے ہوئی میرا دوپٹہ کھینچنے کی۔" سیفی جو اس کے اٹھنے پر خود بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا اس غیر متوقع حملے کے لئے قطعی تیار نہیں تھا اس کے تھپڑ اور اتنی زور سے چلانے پر سبھی ان کی جانب متوجہ ہو گئے تھے۔

"تڑاخ!" اتنی ہی شدت سے سیفی نے بھی اسے تھپڑ دے مارا تھا۔

"اور تمہاری جرأت کیسے ہوئی مجھ پر گھٹیا الزام لگانے کی میرے بینڈ کے ساتھ اس کا کونہ اٹک گیا تھا۔" سیفی نے بائیں بازو کو قدرے بلند کرتے ہوئے غرا کر جواب دیا تھا جہاں پر اس کے بینڈ کے ساتھ اس کے دوپٹے کا کونہ پھنسا نظر آ رہا تھا کھینچ کر کونہ نکالتے وہ کرسی کو زور سے ٹھوکر مارتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا اور ماہ نم اتنی تذلیل

پر وہیں پر بیٹھتی چلی گئی تھی وہ جو تماشہ نہیں چاہتی تھی اچھا خاصا تماشا بن گئی تھی احساس توہین سے اس کی آنکھیں جل اٹھیں تھیں کچھ لڑکیاں آ کر اسے دلاسہ دینے لگی تھیں لیکن ہر ایک کی نظروں اور کچھ کی زبانوں پر یہی سوال تھا کہ ان کے درمیان یہ ہنگامہ کیوں ہوا وہ جو ہمیشہ سیکنڈل بننے سے بچتی آئی تھی اچھی خاصی اس واقعہ کے بعد اسکینڈلائیز ہو گئی تھی کافی دنوں اس واقعہ کا چرچا رہا تھا اسے لگتا تھا کہ ہر کوئی اسے مڑ مڑ کر دیکھتا ہے سیفی کو وہ پہلے ناپسند کرتی تھی اور اب شدید نفرت ایسے موقع پر عاصم نے اسے بہت مورل سپورٹ دی تھی وہ اس بات کا ذکر گھر میں تو ہرگز نہیں کر سکتی تھی اسے یونیورسٹی جانا بے حد مشکل لگنے لگا تھا لیکن وہ غیر حاضر ہو کر اس جانور کے آگے اور باقی لوگوں کے سامنے بھی خود کو کمزور ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن وہ اندر سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی تبھی عاصم نے ایک اچھے دوست کی طرح اس کا ساتھ دیا سمجھایا اور آہستہ آہستہ وہ اس کی باتوں سے بہل کر اس واقعہ کے اثرات کم کرنے کے قابل ہو سکی تھی تبھی عاصم نے ایک روز اسے مستقبل کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ رزلٹ کے بعد اولین مقصد جاب کا حصول ہے تاکہ وہ اپنے گھر والوں کو ماہ نم کے گھر بھیج سکے اور ماہ نم نے بھی واضح کر دیا تھا کہ اس بات کا فیصلہ صرف اس کے والدین کے ہاتھ میں ہے اگر انہیں منظور ہوا تو اسے بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا البتہ وہ اسے ایک اچھے اور سچے دوست کے طور پر قبول کر چکی تھی، لیکن تقدیر اس کے نصیب میں کیا لکھ چکی تھی اسے کیا خبر تھی۔

☆☆☆

"اُفوہ! شکیل میں آج نہیں آ سکتی، اسفند کو بہت تیز بخار ہے وہ سکول بھی نہیں گیا وہ تو میری جان کو آ جائے گا۔" مسلسل بڑھتے ہوئے تقاضے پر وہ قدرے جھنجلا کر بولی تھی، شوہر کا ذکر بھی ناپسندیدگی سے کیا گیا تھا۔

"ہاں سنبھالتی تو آیا ہے مگر تم سمجھوں ناں رات بھی میری اس کے ساتھ خاصی جھڑپ ہوئی ہے، آئی پرامس کل سارا دن تمہارے ساتھ گزاروں گی شاپنگ ہوٹنگ سب ہو گا بہت بے چین ہوں ناں ملنے کے لئے خوب خرچا کرواؤں گی تو ہی سکون آئے گا۔" وہ اٹھلا کر ناز سے بولی تھی اور ایک دو باتیں مزید کرنے کے بعد ریسیور کریڈل پر رکھ دیا تھا اور کوفت بھرے انداز میں اسفند کے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی اور وہ مالکن کے یہ انداز دیکھ کر بس افسردہ سے اور پریشان سے کچن کی جانب بڑھ گئے تھے کچھ سالوں سے اس گھر میں مرد مہمانوں کی آمد بڑھ گئی تھی خاص طور پر شکیل نامی مہمان کی جو بیگم صاحبہ کا خاص دوست تھا اور یہی بات وہ اپنے مالک کو بتا نہیں پا رہے تھے وہ جھٹلائے جاتے ان کی بات رد کر دی جاتی تو اتنے سالوں کی بنائی ساکھ، عزت اور بھروسہ سب ختم ہو کر رہ جاتا اور پھر اسفند جو اب سات سال کا ہو چکا تھا اس پر ان سب باتوں کا بہت برا اثر پڑ رہا تھا، بیگم کی مہنگی اور فضول فرمائشیں پوری کرنے کے لئے ان کے صاحب پیسے کمانے والی مشین بنتے جا رہے تھے نہ دن کا ہوش تھا نہ رات کی خبر وہ مضطرب سے دوپہر کے کھانے کی تیاری کرنے لگے۔

☆☆☆

ہمیشہ آئینوں کے ہی مقدر میں کیوں چوٹیں بھی یہ معجزہ بھی ہو کہ پتھر چوٹ کھا جائیں

"بیٹا کافی عرصہ ہو گیا ہے حویلی کا چکر لگائے، رات گلناز نے فون کیا تھا وہ تمہارا پوچھ رہی تھیں کافی اداس لگ رہی تھیں تم سے۔" صبح

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

کے ناشتے کی میز پر بیٹھتے ہوئے بختاور نے بچی کو مخاطب کیا تھا جو ان کے لئے چینز آملیٹ اور جنجر بریڈ بنا کر لائی تھی کوکنگ اس کا شوق تھا اور ہر وقت تھوڑا بہت وقت نکال کر وہ اپنے اس مشغلے سے لطف اندوز ہوتی رہتی تھی اور ساتھ میں مما پپا کو بھی مزے کرواتی رہتی تھی۔

''جی پپا! پڑھائی کی کچھ مصروفیت تھی پھپھو سے ملاقات ہوئے کافی دن ہو گئے ہیں ان ٹیکٹ اس سے ٹیلی فون پر بھی بات نہیں ہو سکی ان کے پاس اپنا سیل فون تو ہے نہیں اور لینڈ لائن جو عموماً خراب رہتی ہے بات ہو نہیں پاتی۔'' کرسی پر بیٹھتے ہوئے وہ بولی تھی۔

''ہوں رات بھی اختیار کے نمبر سے بات کر رہی تھی۔'' چھوٹے بھائی کا نام لیتے ہوئے انہوں نے کہا۔

''تو پھر اس ویک اینڈ پر چلتے ہیں ہوا بدل جائے گی۔'' زینب چائے کا سپ لیتے ہوئے بولیں تھیں۔

''ہوں یہ ٹھیک ہے کافی عرصہ ہی گزر گیا ہے سب سے ملاقات کیے ہوئے ویسے بھی مجھے اختیار سے کچھ کام بھی ہے چلتے ہیں سب۔'' بختاور نے پروگرام بناتے ہوئے کہا۔

''کیوں ماہ نم ٹھیک ہے۔'' خاموشی سے ناشتہ کرتے ہوئے زینب نے پوچھا۔

''جی ٹھیک ہے آج کل اسٹڈی بھی نارمل سی ہو رہی ہے میں آسانی سے وقت نکال لوں گی، مگر شام کو واپس آ جانا ہے مجھ سے زیادہ دیر تک اس ماحول میں رہا نہیں جاتا تینوں چچیوں کی آپس میں بنتی نہیں اور جس کی خیریت پوچھ لو باقی دو کا منہ بن جاتا ہے اور پھپھو کو دیکھ کر تو دل ہمیشہ دکھی ہو جاتا ہے پھپھو کی محبت نہ ہو تو میں بھی ادھر کا رخ بھی نہ کروں لیکن جانتی ہوں میری صورت میں انہیں کچھ لمحوں کے لئے تازہ ہوا میسر آتی ہے بھی جاتی ہوں۔'' ماہ نم نے حامی بھرتے ہوئے قدرے افسردگی سے کہا اور اس کی بات سن کر بختاور اور زینب کے چہروں پر بھی سنجیدگی سی چھا گئی اور ماہ نم ماضی میں کھوئی چائے کے چھوٹے سپ لینے لگی جب ایک بارہ سال کی بچی کے لہجے میں ستائش تھی۔

''آپ کے بال کتنے خوبصورت ہیں اور کتنے لمبے بھی میں بھی آپ ہی کی طرح لمبے بال رکھوں گی۔'' بچی نے گیلے بالوں کو کنگھی کرتی ہوئی اپنی پھپھو سے کہا وہ اپنی نازک اندام اور خوبصورت کم گو سی پھپھو سے بے حد متاثر تھی، گرمیوں کی چھٹیاں وہ خاص اپنی پھپھو سے ملنے کے لئے حویلی آتی تھی ورنہ اسے یہاں کا گھٹا گھٹا سا ماحول کچھ خاص بھاتا نہ تھا، لیکن اس کی پھپھو بے حد حسین تھی۔

''نصیب خوبصورت ہونا چاہیے مانو یہ خوبصورتی ورنہ بیکار ہے۔'' پھپھو دھیمی سی مسکان سے بڑبڑائی تھی۔

''آپ کے لئے تو پرستان سے ہینڈسم شہزادہ آئے گا آپ کو بیاہنے میرے پھپھا بھی آپ کی طرح بے حد خوبصورت ہونے چاہیے۔'' بچی کا لہجہ شرارتی ہوا تھا۔

''تم اپنی عمر سے کچھ زیادہ ہی بڑی باتیں کرتی ہو مانو، بھائی صاحب نے تمہیں بہت چھوٹ دے رکھی ہے۔'' انہوں نے مڑ کر اس کی چھوٹی سی ناک ہلکے سے دباتے ہوئے سرزنش انداز میں کہا تھا، وہ اس کی باتیں بے حد پیار سے سنتی تھیں وہ ان کے لئے ایک روزن تھا یہ اس معصوم بچی کو خبر تو نہ تھی البتہ ان کی باتوں پر پھپھو کے چہرے پر آنے والی دلی، جھکی اور بھیگی سی مسکان اسے باور کراتی تھی کہ پھپھو اس کی

باتوں پر خوش ہو رہی ہیں۔

اور یہ منظر اس وقت کا تھا جب وہ بچی پندرہ سال کے سن کو لگی تھی آج بھی وہ حویلی صرف اپنی پھپھو کی وجہ سے گرمی کی چند چھٹیاں گزارنے آئی تھی حویلی میں برادری کے بہت سے لوگ جمع تھے، اس کے دادا اونچا شملہ پہنے سفید کڑک دار کلف کے سوٹ میں بڑے کروفر کے ساتھ صوفے پر براجمان تھے، اس کے چاچا بھی سفید کلف کے سوٹ میں ملبوس اپنی مونچھوں کو تاؤ دے کر اکڑے بیٹھے تھے آج اس کی پھپھو کا نکاح تھا حویلی میں آتے ہی سب سے پہلے یہ خبر انہیں سنائی گئی تھی اس کی ماں یہ خبر سن کر خوش ہونے کی بجائے بے حد پریشان ہو گئی تھی دادی کے سامنے انہوں نے کچھ کہنا چاہا تھا مگر دادی نے ہاتھ اٹھا کر خاموش کروا دیا تھا ان کا کہنا تھا کہ ان کی بچی کا نصیب جاگ گیا ہر ایک کے چہرے پر عجیب سی عقیدت چھلک رہی تھی وہ دل میں اس بات پر خفا کہ پھپھو کی شادی یوں اچانک اور بنا بتائے وہ پھپھو کو چھیڑنے ان کے کمرے کی جانب بھاگی تھی۔

پھپھو کو تیار کیا جا رہا تھا اور پھپھو کی تیاری دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی رہ گئی تھیں۔

''تمہارے بھائی دوسرے شہر بزنس ٹور پر گئے ہیں ورنہ شاید یہ سب.....'' مما نے آگے بڑھ کر گلناز پھپھو سے کہا تھا اور پھپھو ان کی ادھوری بات سن کر ان کے گلے لگ کر یوں بے اختیار اور پھوٹ کر روئی تھیں جیسے کسی کی میت پر رویا جاتا ہے۔

''ہائے ہائے بڑی بھاگوان ہے اپنی گلناز اللہ ہر کسی کو یہ مرتبہ نہیں بخشتا خود تو بخشی گئی ہم بھی بخشے جائیں گے اس کے طفیل بڑا رتبہ مل گیا اسے تو، اس کی دعائیں قبول ہو گئیں، رحمت کا سایہ صدا اس پر رہے گا اور اس کے طفیل ہم لوگ بھی اعلیٰ رتبے پر پہنچ گئے تو یہ استغفار گناہ گار ہو کر بھی۔'' چچی نے آگے بڑھ کر ان دونوں کو روتے ہوئے الگ کیا تھا مانو کا چھوٹا ذہن اس پوزیشن کو تو سمجھ نہ پا رہا تھا مگر وہ اتنا ضرور سمجھ پا رہی تھی کہ اس کی پھپھو اس شادی پر خوش نہیں، حیا سے پلکیں بوجھل تھیں نہ گالوں پہ آنے والی حسین گھڑی کا تصور کر کے شرم کی شفق وہ تو بلکہ عجیب سے حلیے میں تھیں مایوں کا پیلا جوڑا پہننے کی بجائے سفید لباس زیب تن کر رکھا تھا اور زیور پہنانے کی بجائے دو عورتیں پھپھو کا زیور اتار رہی تھیں یہ کیسا نکاح، یہ کیسی شادی تھی مما بھی چپ اور گم صم سی تھیں۔

''نکاح کی تیاری مکمل ہے دلہن کو جلدی سے لے کر آؤ۔'' کسی نے باہر سے پکارا تھا یہ بات سن کر پھپھو کے لبوں پر شرمگیں مسکراہٹ ابھرنے کی بجائے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا تھا آنکھوں میں بے بسی اور ایک ساتھ ابھری تھی، پھپھو کی کلائیوں سے چوڑیاں اتار دی گئی تھیں اور کانوں سے سونے کی بالیاں پھر بالکل سیدھی مانگ نکال کر کس کر بالوں کی چوٹی باندھ کر سفید دوپٹہ یوں عقیدت سے اوڑھا دیا گیا تھا کہ بس اب ان کا چہرہ ہی نظر آ رہا تھا دو رشتے دار عورتیں انہیں تھام کر کمرے سے باہر چلی تھیں اور ان کے بیچ چلتی پھپھو پر مانو کو کسی لاش کا گمان گزرا تھا کیا زندہ لوگ بھی دفنا دیئے جاتے ہیں ذہن میں تلخ سوال یونہی ابھرا تھا۔

وہ بھی بھی لوگوں کی سنگت میں بڑے سے دالان خانے میں آن رکی تھی اس کی متلاشی نظریں اپنے ہونے والے پھپھا کو کھوج رہی تھیں۔

''لگتا ہے پھپھا، پھپھو کی طرح خوبصورت

READING SECTION
http://readingsection.blogspot.com/

نہیں جو پھپھو یوں افسردہ ہیں۔" ذہن نے ایک اور تاویل گھڑی مگر شادی کا یہ انداز بھی تو اس کی سمجھ سے بالاتر تھا نہ ڈھولکی نہ گانے، نہ قہقہے، نہ زرق برق لباس بس ہر کوئی سر جھکائے عقیدت بھرے تاثرات چہرے پر سجائے خود میں مگن تھا۔

اور پھر اس کی پھپھو کا نکاح ہو گیا اور وہ سن دماغ اور پھٹی آنکھوں سے اتنی مکروہ، اتنی قبیح اور اتنی ظالم رسم کو ہوتے دیکھتی رہ گئی اس کی پھپھو کو ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا جہاں پر ایک بیڈ، ایک الماری، دو کرسیاں اور جائے نماز اور لال گوٹے والے کپڑے میں لپٹے جزدان میں پڑھے قرآن پاک کے سوا کچھ نہ تھا اسے اپنی باذوق پھپھو کا پرتعیش سا کمرہ یاد آیا تھا۔

اسے اب حویلی سے ڈر لگنے لگا تھا، اپنے دادا سے اپنے چاچا اور اپنی پھپھو سے بھی اس پھپھو سے جسے وہ بچپن سے ہی بے حد پسند کرتی تھی اسے اپنی یہ نازک اور حسین سی پھپھو کسی فیری ٹیل کی فیری لگتی تھی اسے اپنی پھپھو کا ہر روپ بے حد بھاتا تھا اس کا دل سراہتا تھا انہیں ہر روپ میں وہ خوبصورت تھیں جب بھی لمبے بالوں کی موٹی سی چوٹی سائیڈ پر ڈالے اپنی ڈائری میں شعر لکھ رہی ہوتیں اور کسی پسندیدہ شعر پر قلم کو ہونٹوں میں دبائے دھیمے سی مسکان تو کتنی حسین لگتیں، یا پھر باغ میں کھڑی پینٹنگ کرتے ہوئے وہ تتلی ہی تو لگتی تھیں پھولوں پر عاشق تتلی اور جب بھی بارش ہوتی تو اس کے ساتھ مل کر خوب بارش میں بھیگتی اسے پکڑتی وہ جل پری لگتیں نت نئی ڈشیں بنانے کا بے حد شوق تھا انہیں تب چولہے کی تپش سے دمکتا چہرہ اور ستواں ناک میں ہیرے کی لونگ عجیب سی چمک بنا دیتی یا پھر کسی کپڑے پر پھول بوٹے کاڑھتے ہوئے ان کی مخروطی انگلیاں، گلابی پوریں اف وہ کس قدر حسین تھیں

اگرچہ انہوں نے صرف مڈل تک پڑھا تھا، وہ گھر ایک آسانی سے یہ بھی ان کی بے حد فرمانبردار پر مانو کے ابو نے دادا سے بحث کر کے اجازت دلوائی تھی، وہ پہننے اوڑھنے کی نا صرف شوقین تھیں بلکہ بہت اعلیٰ ذوق رکھتی تھیں اس معاملے میں انہیں زیادہ تر گھیر دار فراک اور چوڑی دار پاجامے بھاتے تھے بے حد نفیس کپڑا زیب تن کرتی تھیں ان کی چوائس بہت اعلیٰ تھی جلدی انہیں کوئی چیز پسند نہ آتی تھی پھر ہر سوٹ کے ساتھ ہم رنگ چوڑیاں اور بندے بھی دادا ان کے یوں تک سک تیار رہنے پر ان پر خفا ہونے لگتیں تب وہ انہیں گدگدا کر کھلکھلا کر ان کی ڈانٹ کو ہنسی میں اڑاتی مانو کا ہاتھ تھامے بھاگ جاتی اور مانو اس خوبصورت پری کا ہاتھ تھامے اسی کے ساتھ دوڑی چلی جاتی لیکن اب اسے اس پری سے ڈر لگنے لگا تھا، سفید لباس میں ملبوس سا سفید دوپٹہ اپنے اردگرد لپیٹے وہ بس اپنے چھوٹے سے نیم تاریک کمرے میں پڑی رہتی پانچ وقت کی نماز کی پابند تو وہ پہلے بھی تھیں بلکہ بچپن سے مانو کو بھی انہوں نے اپنے سنگ اس عادی بنا ڈالا تھا اب بھی نوافل ادا کر رہی ہوتیں تسبیح کر رہی ہوتیں یا پھر قرآن پڑھ رہی ہوتیں خوشی اور اداسی میں انہیں میوزک سننا بے حد پسند تھا وہ کہا کرتی تھیں مانو آج دل اداس ہے کشور اور لتا کے گانے سنتے ہیں ریڈیو پر اور کبھی کہتیں مانو آج دل خوش ہے رفیع اور لتا کے گانے سنتے ہیں ریڈیو پر اور مانو کے ہاتھوں سے منگوایا چھوٹا سا ریڈیو گود میں لے کر بیٹھ جاتیں اور جب مانو سمجھانا چاہتی کہ پھپھو ریڈیو ہماری مرضی کے گانے تھوڑی لگتے ہیں تو وہ پیار سے اس کی ناک دبا کر کہتیں کہ ان میں سے لگے گے تو ضرور وہی سنے گے اور اب اسے سمجھ ہی نہ آتی کہ پھپھو

اداس ہیں یا خوش وہ تو سپاٹ چہرے کے ساتھ بس ایک ربوٹ کی طرح زندگی نبھائے جا رہی تھیں، وہ ہاتھ تھام کر انہیں باہر لے جانا چاہتی کہ پھپھو دیکھیے کتنا خوبصورت موسم ہے، بوندا باندی ہو رہی ہے پکوڑے بنوا کر بارش میں بھیگتے ہوئے کھاتے ہیں تب وہ دھیمے سے ہاتھ چھڑا لیتی مانو کے اصرار پر بس اتنا کہتیں مانو یہ میری زندہ قبر ہے اور قبر سے مردے نکلا نہیں کرتے تب وہ ان کی اجڑی حالت دیکھ کر رو پڑتی، اس پر اس واقعہ کا بہت اثر ہوا تھا اس نے حویلی جانا کم کر دیا پھپھو کے نکاح کے بعد وہ گھر آ کر بھی کئی مہینے اسٹرب رہی تھی بابا کو جب علم ہوا تھا تو وہ گئے تھے دادا اسے پھپھو کے متعلق بات کرنے مگر انہوں نے ٹوک دیا تھا یہ کہہ کر کہ بس تم نے اپنی مرضی کرنی تھی کر لی لیکن اس معاملے میں، میں تمہاری ہرگز نہیں سنوں گا۔

☆☆☆

چوہدری بختاور اپنے نام کی طرح بخت آور ثابت ہوا تھا اس کے کچھ خواب تھے جاگتی آنکھوں سے دیکھے خواب، ایسے خواب جو اس کی حقیقی زندگی سے ہرگز میل نہ کھاتے تھے اردگرد کے لوگ اگر جان جاتے تو نوچ ڈالتے اس کی آنکھوں سے خواب مگر وہ بختاور تھا، شادی کے چھ سال بعد اپنے والدین کو انوکھی مسرت بھری خوشی سے آشنا کرنے والا ہم کو، نرم خو اور بے حد ذہین یہ سب تو خدا کسی کو بھی نواز دیتا ہے انوکھی بات تو یہ تھی کہ ایک فیوڈل خاندان سے تعلق ہونے کے باوجود اس کا رجحان بزنس کی جانب تھا اسے فصلیں کاشت کٹائی سے کوئی دلچسپی نہ تھی بھی نہیں بلکہ اپنے باپ دادا کے نام اور شملے کو بلند رکھنے کے لئے کسی طرح مزارعوں پر حکمرانی کرنی تھی ان کے محدود ذہنوں کو بھی جاگیرداری کے رعب اور بھی اونچی ذات کے ناطے مذہب پر اپنا تسلط قائم رکھتے اپنے آباؤ اجداد کی فرسودہ رسومات کو دلجمعی اور مضبوطی سے تھامے دلوں پر مہر لگائے کم ذاتوں کو کیسے قابو رکھنا تھا ان سب باتوں سے وہ دور بھاگتا تھا اس لئے جب اس نے اپنی ذہانت کے بل بوتے پر ہاورڈ یونیورسٹی میں بزنس مینجمنٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے اعلان کیا تو پورے خاندان کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا بھلا اتنی جائیداد کے ہوتے ہوئے یہ بھانت بھانت کے لوگوں سے مل ملا کر دن رات کا چین حرام کر کے چھوٹا موٹا کاروبار چلانے کا کیا تک لیکن وہ بختاور تھا اپنے بابا کا بے حد چہیتا اور اپنی بات منوانے کا فن با خوبی جانتا تھا انہیں اپنے لائق فائق بیٹے پر فخر تھا ان کے رشتے داروں کے اور بیٹے کبڈی میں، کتوں کی لڑائی میں، گھوڑوں کی ریس میں انعام جیت کر آئے تھے اور ان کا بیٹا ہر سال کلاس میں اول آنے پر ٹرافی یا شیلڈ لاتا اس کے کزن بعض اوقات اس کا مذاق اڑاتے لیکن اسے پرواہ نہیں تھی اور جب ان کے بیٹے کا اخبار میں انٹرویو آیا فوٹو گرافر نے اس کے پورے صوبے میں میٹرک میں اول آنے پر تصویریں کھینچ کر اخبار میں چھاپیں تو خدا بخش کا سینہ اور چوڑا ہو گیا جو فخر جو غرور بختاور نے انہیں بخشا تھا کسی کے پاس نہ تھا کبھی تو وہ اس کی وہ بات بھی مان لیتے جو بظاہر ان کے خاندان میں نہیں ہوئی تھی باہر جانے کا سن کر بختاور کی ماں کو باہر سے کوئی فرنگن نہ بیاہ لائے کی فکر دامن گیر ہوئی تو بختاور نے جھٹ ان کی اکلوتی یتیم بھانجی جو ان کی زیر کفالت تھی کا نام لے ڈالا اسے وہ اپنے پاؤں کی زنجیر بنا کر باہر کے لئے اڑان بھرنا چاہتا تھا اونچے خاندان کی وہ بچی جو تھی تو بے آسرا لیکن ان کا خون تھی کم از کم کسی کافرانی کا خون تو ان کی

آنے والی نسلوں میں داخل ہو کر ان کی نسل برباد نہیں کرے گا با خوشی بختاور کا نکاح زینب سے کر ڈالا زینب جو محض پرائمری پاس تھی ایک گولڈ میڈلسٹ کے ساتھ بیاہ دی گئی وہ ملنسار تھی، اطاعت گزار تھی اور دل و جان سے اپنے شوہر کو چاہتی تھی اور ان دونوں کی محبت کا ثبوت ان کی اکلوتی لاڈلی بیٹی مانو تھی جس کی پیدائش پر زینب کا کیس بگڑ گیا تھا اور کچھ پیچیدگیاں ہونے کے باعث وہ دوبارہ ماں بننے کے قابل نہ رہی تھی اور بختاور نے اسے خدا کی مرضی جان کر قبول کر لیا تھا اپنی اولاد کے لئے بھی بختاور نے خود کو اپنے گھر بار سے قدرے دور رکھا تھا وہ شہر میں چھوٹا سا کاروبار چلاتا تھا اور بچی تعلیم پر خاص توجہ دیتا ہوئے حویلی سے قدرے فاصلے پر رکھتا تھا بختاور کے اس اقدام پر خدا بخش اور باقی کے لوگ کافی ناخوش تھے مگر بہت کچھ حاکمانہ اور آمرانہ طریقے سے منوانے والے خدا بخش اپنے اس ذہین اور نیک اور صلح جو بیٹے کے سامنے دل کے ہاتھوں مجبور تھے لہٰذا بختاور اپنی مرضی کی پرسکون زندگی گزار رہا تھا، بختاور کے بعد اختیار تھا فیوڈل سوچ کا حامی ایک آمر جاگیردار جسے اپنی زمین کا ایک ایک انچ بے حد عزیز ہوتا ہے اختیار کی دو بیٹیاں تھیں بیٹے کے لئے دوسری شادی کی تھی لیکن دوسری بیوی نے ایک چوہیا کا بچہ بھی پیدا نہ کر کے دیا تھا لہٰذا اب مانو کی دادی بیٹے کی تیسری شادی کی تیاری میں تھی اور سبھی لوگ اس کے حامی تھے کیونکہ اس خاندان کو ایک وارث کی اشد ضرورت تھی بختاور کی پڑھائی تو اس کو لے ڈوبی تھی جو بس ایک بیٹی پر قناعت کیے بیٹھ گیا تھا لیکن اختیار ایسی جذباتی اور بے وقوفانہ سوچ ہرگز نہ رکھتا تھا اور سب سے چھوٹی پھپھو گلناز تھی، جس کا نکاح قرآن سے اس لئے کر ڈالا گیا کہ پوری برادری میں اس کے جوڑ کا رشتہ نہ تھا اور غیر برادری میں بیاہنے کا مطلب جائیداد کا بٹوارا انہیں کسی صورت میں منظور نہ تھا۔

بختاور، گلناز کے لئے کچھ بھی نہ کر پا رہے تھے اور حویلی والوں کے اس ظالمانہ فیصلے سے دل ہو کر انہوں نے حویلی آنا جانا بے حد کم کر دیا تھا، مانو ایک ذہین اور خوبصورت بچی تھی اس کے باپ نے اس کی تربیت ایک پر اعتماد شخصیت کے طور پر کی تھی اور اس کی ماں نے ایک سلیقہ مند سلجھی اور اسلام کو صحیح معنوں میں عملی طور پر اپنانے والی لڑکی کے طور پر پرورش کی تھی اس کی شخصیت میں ایک عجیب سا نکھار، اعتماد اور سلجھاؤ نظر آتا تھا، پھپھو کے گوشہ نشین ہونے کے بعد حویلی کی جان بے حد کم ہو گیا تھا بس جب پھپھو کی یاد ستاتی اور فون پر وہ بے حد اسے یاد کرتیں اور آ دیدہ ہو جاتیں تو وہ کچھ دیر کے لئے ان سے مل آتی اور بوجھل دل پر ایک بوجھ لے کر آتی۔

مانو کا مستقبل صاف اور سیدھا تھا وہ ایم اے کر رہی تھی ایک ذہین سٹوڈنٹ اور بہت اچھی مقررہ تھی ڈگری حاصل کرنے کے بعد اس کا ارادہ اپنے بابا کا چھوٹا سا کاروبار سنبھالنے کا تھا اور اس کے والدین اچھا سا رشتہ دیکھ کر اس کی شادی کا ارادہ تھا، دادی ہر طرف چین ہی چین کر رہا تھا۔

لیکن وقت کب ایک سا رہتا ہے تقدیر کا وار ہمیشہ پیچھے سے ہوتا ہے انسان بے خبری میں مارا جاتا ہے چوہدری بختاور کا کاروبار آہستہ آہستہ گھاٹے کی جانب بڑھنے لگا تھا حالات کچھ اس طرح کے ہوتے جا رہے تھے کہ وہ اپنی کاروباری سوجھ بوجھ اور ذہانت کے باوجود کاروبار کو گرتے ہوئے گراف کو روک نہ پا رہے تھے اس پریشانی میں انہوں نے بینک سے خطیر رقم کا لون

لیا تھا اپنے بنگلے کو بھی اسی سلسلے میں گروی رکھ دیا تھا اپنی پریشانی انہوں نے بیوی اور بیٹی سے شیئر نہ کی تھی انہیں یقین تھا کہ بہت جلد وہ اپنے کاروبار کو سنبھال لے گے اور قرض بھی جلد اتر جائے گا باپ سے مدد مانگنا انہیں منظور نہ تھا یہ ان کی خودداری کے خلاف تھا اور پھر ان سب کو موقع مل جاتا ان کے فیصلے پر تنقید کرنے کا اور وہ مجبور کرتے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر وہ حویلی آن بسے اور اسی دوران چوہدری خدا بخش کی اچانک ایک رات ہارٹ فیل ہو جانے سے موت واقع ہو گئی یہ ایک صدمہ تھا جو سب نے سہا اب حویلی کا سارا نظام ان کا چھوٹا بھائی چوہدری اختیار سنبھال رہا تھا باپ کی موت کے بعد دوری اور بڑھ گئی تھی ہاں البتہ وہ ماں سے ملنے کے لئے کبھی کبھار حویلی چلے جاتے تھے۔

مانو اور زینب انہیں کافی دنوں سے ٹینشن میں دیکھ رہی تھیں زینب کے بے حد استفسار کے باوجود وہ ٹال دیتے تھے اور پھر یہی پریشانی ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی تھی وہ دلوالیہ ہونے کے قریب پہنچ چکے تھے حویلی سے ان کی والدہ کی بیماری کی خبر آئی تھی چوہدری بختاور اور زینب ماں سے مل کر حویلی سے واپس آ رہے تھے کہ اپنی سوچ اور پریشانی میں گم ان سے کار بے قابو ہو گئی تھی آج قرض لوٹانے کی آخری تاریخ تھی، انہوں نے چھوٹے بھائی سے اپنے حصے کی بات کی تھی زمین بیچ کر ان کا ارادہ قرض کی رقم لوٹانے کا تھا مگر عیار اور لالچی فطرت چوہدری اختیار نے ٹال مٹول سے کام لینا شروع کر دیا اور اسی ٹال مٹول میں تاریخ سر پر آن پہنچی تھی بس یہی سب سوچیں ان پر حاوی ہو گئیں اور انہیں موت کی وادی میں پہنچانے کا سبب بنی اس دن مانو پر ایک قیامت تھی جو آ کر بیت گئی وہ لاسٹ سمسٹر کا لاسٹ پیپر دے کر گھر آئی تھی اور کچھ ہی دیر میں دادی کی خیریت معلوم کر کے اس کی مما بابا واپس آنے والے تھے صبح حویلی سے فون آیا تھا دادی کی حالت خراب تھی بس انہیں آناً فاناً نکلنا پڑا مانو نہیں جا سکتی تھی اس کا آج لاسٹ پیپر تھا یونیورسٹی واپسی پر وہ گھر آ کر انتظار کر رہی تھی ابھی سیل پر مما سے بات ہوئی تھی لیکن سامنے سے آتے بڑے سے ٹرالر کو دیکھ کر بھی وہ کار کو قابو نہ کر سکے اپنی پریشانی میں غلطاں انہیں چونک کر اس وقت سامنے سے آتی موت کا احساس ہوا جب وہ سر پر آن پہنچی تھی ایکسیڈنٹ بے حد برا ہوا تھا گاڑی کا اگلا حصہ بری طرح سے پچک گیا تھا اور دونوں جائے حادثہ پر ہی دم توڑ گئے تھے، مانو کا انتظار تمام عمر کے لئے انتظار ہی رہ گیا تھا تقدیر کے اس پلٹے پر مانو کے ہوش و حواس ساتھ چھوڑ گئے تھے، ہوش آیا تو وہ حویلی میں تھی اس کے سیل فون پر اس کے بابا کے فون سے کسی نے کال کی تھی جائے حادثہ پر ان کی کار کے پاس فون گرا پڑا تھا پہلا نمبر جو کہ مانو کا تھا وہ آخری کال تھی پر اسے کال کر کے یہ اندوہناک خبر سنائی گئی تھی اس کی چیخیں نکل گئی تھیں وہ بے یقین تھی اور گھر میں تنہا گم ہوتے حواسوں کے ساتھ اس نے حویلی فون کیا تھا اور پھر اس کے چاچا جائے حادثہ پر پہنچ گئے تھے۔

ڈیڈ باڈیز قریبی سول ہسپتال لے جائی جا چکی تھیں شناخت کروا کر وہ ڈیڈ باڈیز لے کر حویلی چلے گئے تھے اور پھر شہر آ کر مانو کو بھی لے گئے تھے اس کی صورت دیکھ کر اور اجڑی حالت نے پتھر سے پتھر دل کو رلا دیا تھا اس پر بار بار غشی طاری ہو رہی تھی اچانک اتنا بڑا صدمہ، لیکن یہ تو اس کی تقدیر کا دیا پہلا صدمہ تھا اور پھر وہ پے در پے صدمات کا شکار تھی بلاشبہ وہ مضبوط اعصاب

کی پراعتماد لڑکی تھی ورنہ آج کل وہ جن حالات کا شکار تھی شاید بزدل ہوتی تو کب کی خودکشی کر چکی ہوتی اس کا زیادہ تر وقت پھپھو کے پاس ان کے نیم تاریک کمرے میں گزرتا وہ اس پر کچھ نہ کچھ پڑھ کر پھونکتی رہتیں اور اس کے صبر کے لئے دعا گو رہتی اس کا گھر بینک نے اپنے قبضے میں لے لیا تھا چچا کی زبانی اور پھپھو نے تفصیل سے بتایا تھا کہ بختاور بھائی کا کاروبار خسارے میں تھا اور یہی پریشانی ان کی موت کا سبب بنی تھی مانو کے دل پر ایک اور بوجھ آن پڑا تھا اس کا باپ تنہا خود پر جھیلتا کاروباری پریشانی کو اس دنیا سے چلا گیا اس حویلی اور زمین میں اس کا بھی حصہ تھا جسے بیچ کر وہ آسانی سے قرض لوٹا کر ہر پریشانی سے چھٹکارا حاصل کر سکتا تھا لیکن حویلی کے اصول اور پھر ایک دن ایک اور بدترین خبر پا کر طلوع ہوا تھا چونکہ برادری میں اس کے جوڑ کا رشتہ نہ تھا لہٰذا اس کے چچا نے قرآن سے نکاح کا فیصلہ کیا تھا اب ہر قسم کے فیصلے کرنے کا اختیار چوہدری اختیار کو حاصل تھا گاؤں میں چوہدری بختاور کی زمینوں کو لے کر چہ مگوئیاں ہونے لگیں تھیں، سوال اٹھنے لگے تھے اور مانو پڑھی لکھی، عاقل بالغ لڑکی تھی، ہوا کا رخ بدل رہا تھا اس سے پہلے کہ یہ ہوا آندھی کی صورت اختیار کرے چوہدری اختیار نے بچاؤ کی تدبیر نکال لی تھی تیسری بیوی سے ہونے والی بیٹی ابھی دس دن کی تھی ابھی تک اللہ نے اسے اولاد نرینہ سے محروم رکھا تھا اگر اس کا ایک دن کا بھی بیٹا ہوتا تو شاید وہ مانو کا نکاح اس سے کر ڈالتا، جائیداد اس کی محفوظ ہو جاتی مانو پر یہ خبر بجلی بن کر گری تھی تبھی پھپھو نے اس کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا تھا روتی بلکتی مانو کو چپ کرواتے ہوئے انہوں نے پوچھا تھا کہ یونیورسٹی میں کوئی ایسا ہے جو اس وقت اس کا ساتھ دے سکے وہ رات کے اندھیرے میں اسے اس عذاب سے نکال لے جائے پہلا نام ماہ نم کے ذہن میں عاصم کا ہی آیا تھا، پھپھو کے کہنے پر اس نے عاصم کو فون کر کے تمام صورت حال سے آگاہ کیا تھا وہ فوراً اس کی مدد کو تیار ہو گیا تھا ماہ نم کے حالات جان کر اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسے سارے زمانے سے چھپا کر خود میں بسا لے وہ بے حد جذباتی ہو رہا تھا ان کے پاس وقت بالکل نہیں تھا آج رات ہی نکلنا تھا وقت اور جگہ کا انتخاب ہو گیا تھا پھپھو نے ہی ماہ نم کو رات میں حویلی سے نکلنے میں مدد کی تھی ساتھ میں ہدایت کی تھی کہ فوراً نکاح کر لے اپنوں کی بے اعتباری کا زخم وہ کھا چکی تھی پھپھو کی تمام ہدایات اپنے پلے سے باندھ کر اور قرآن کے سائے میں وہ حویلی سے رخصت ہو گئی تھی۔

لیکن ہوا کیا آج وہ عاصم کی بجائے سیفی کی منکوحہ بن کر اس کے گھر کے کسی بیڈ روم میں موجود تھی ماہ نم جو نیم غنودگی میں تھی ایک دم اٹھ کر ہچکیوں کے ساتھ رونے لگی تھی اس کے اعصاب کمزور ہو گئے تھے وقتی صدمات نے اسے نڈھال کر کے رکھ دیا تھا صفیہ اس کی حالت سے گھبرا کر کسی کو بلانے کے لئے بھاگی وہ اسے اپنے قریب بھی نہیں آنے دے رہی تھی سیفی جو اپنے کمرے سے نکل رہا تھا گھبرائی ہوئی صفیہ کو دیکھ کر فوراً اس کے کمرے میں آیا تھا تب تک وہ بیڈ سے اتر کر کمرے سے نکلنے والی تھی اسی لئے تیزی سے آتے سیفی سے ٹکرا گئی۔

"چھوڑو میرا راستہ، مجھے یہاں نہیں رہنا، مجھے کہیں پر بھی نہیں رہنا، مجھے..... مجھے اپنے مما پپا کے پاس جانا ہے۔" روتے ہوئے وہ بلند ہوئی تھی اس وقت وہ بالکل ہوش و حواس میں نہیں تھی ورنہ سیفی کے سامنے وہ یوں کبھی نہ آتی دوپٹہ

ندارد ریشمی سلکی بال پوری طرح سے کھل کر اس کی کمر کو ڈھکے ہوئے تھے اس کا نازک وجود دوپٹے کے بغیر اس کے دلکش خدوخال نمایاں کر رہا تھا وہ ہمیشہ دوپٹے کو سر پر اوڑھ کر رکھتی تھی سیفی کو تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اس کے بال اتنے لمبے اور اتنے خوبصورت ہیں اس نے اس کے دلکش سراپے سے نظریں چراتے ہوئے اسے قابو کرنا چاہا۔

"آرام سے..... آرام سے۔"

"چھوڑو مجھے..... مجھے جانا ہے..... میری مما پپا کے پاس۔" اس نے جھٹکے سے خود کو سیفی سے چھڑاتے ہوئے تیزی سے کمرے سے نکلنا چاہا سیفی نے بھی اسی تیزی سے اس کی نازک کلائی تھامی تھی۔

"چھوڑو مجھے..... مجھے نہیں رہنا تم جیسے کمینے انسان کے پاس، چھوڑو ورنہ میں اپنی جان دے دوں گی۔" آنکھیں بند کرتے ہوئے وہ زور سے چلائی تھی تبھی سیفی نے سختی سے پکڑ کر اسے بیڈ کی جانب دھکیلا۔

"نہیں رہوں گی میں یہاں پر۔" گلہ پھاڑ کر وہ چلائی تھی اس کی کلائی ابھی تک سیفی کے مضبوط ہاتھ میں جکڑی ہوئی تھی۔

"ہوش میں آؤ کیا بکواس کیے جا رہی ہو۔" وہ کچھ بھی سن رہی تھی نہ سمجھ رہی تھی بس مچلتے ہوئے اپنی بات پر اڑی ہوئی تھی تبھی سیفی نے اسے ہوش میں لانے کے لئے ہلکے سے جھٹکے دیا تبھی وہ جھول کر اس کے قریب آئی اور پھر اس کے حواس کام کرنا چھوڑ گئے اس کے بے ہوش وجود کو گرنے سے بچاتے ہوئے اس نے فوراً اسے اپنے بازوؤں میں سنبھالا تھا اور پھر اپنے بازوؤں میں اٹھائے اسے بیڈ پر تقریباً پٹخنے والے انداز میں لٹایا۔

"خیال رکھو اس کا۔" صفیہ کو کہتا کمرے سے نکلتا چلا گیا تھا۔

"ہونہہ اب مما پپا یاد آ رہے ہیں یہ سب یار کے ساتھ بھاگنے سے پہلے سوچنا تھا ان کی عزت خاک میں ملا کر احساس ہوا ہے۔" نفرت اور غصے سے اس نے دل میں سوچا تھا۔

"خواہ مخواہ کی مصیبت گلے پڑ گئی۔" وہ بڑبڑایا تھا۔

☆☆☆

"کہاں جا رہے ہو؟" تک سک سے تیار سیفی کو پیچھے سے آواز پڑی تھی جسے سن کر اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا۔

"دوستوں کی طرف۔" بغیر پلٹے جواب دے کر اس نے آگے کی جانب قدم بڑھایا جبھی وہ فوراً بولے تھے۔

"رکو تم باہر نہیں جا سکتے؟"

"مگر کیوں؟" انداز میں خودسری نمایاں تھی۔

"جو کارنامہ تم نے سرانجام دیا ہے اس کے بعد یہ "کیوں" جیسے سوال پوچھنے کی ضرورت تو نہیں رہتی۔" قریب آ کر انہوں نے جتاتے ہوئے کہا تھا۔

"بٹ!"

"دیکھو جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو جاتا تمہیں یہیں رہنا ہے میں چاہتا تو فوراً تمہیں کسی باہر کے ملک بھجوا دیتا لیکن میں چاہتا ہوں اس مصیبت کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے ایک بار ان لوگوں کے آمنے سامنے بات کر کے سیٹل ڈاؤن ہو جائے پھر ہی دیکھے گے اور اس میں کسی بحث کی کوئی گنجائش نہیں۔" انہوں نے دوٹوک لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"انہیں کیا معلوم کہ "میں" ہی اسے بھگا کر لایا ہوں نہ جانے کتنے عرصے بعد وہ اس بات کا

FEARING COMMUNITY
http://fearingcommunity.blogspot.com/

کھوج لگا سکے، لگا بھی سکے گا کہ نہیں۔"

"بھگا کر، ویل سیڈ..... برخوردار کافی اثر و رسوخ والے لوگ ہیں اور پھر ایسے معاملات چھپائے نہیں چھپتے وہ چین سے نہیں بیٹھے ہوں گے ان کی عزت اور علاقے میں اثر و رسوخ سب داؤ پر لگ چکا ہے وہ بہت جلد اصل بات تک پہنچ جائیں گے اور اگر تم یوں آزاد گھومتے پھرتے نظر آ گئے تو تمہارا قلع قمع کرنے میں دیر نہیں لگائیں گے تم تک پہنچ گئے تو اس تک بھی پہنچ گئے ہیں اس معاملے میں رتی بھر رسک لینے کو تیار نہیں ہمیں انتظار کرنا ہوگا یہاں فارم ہاؤس پر تمہاری مرضی کے کئی مشغلے موجود ہیں امید ہے تم بور ہرگز نہیں ہو گے اور فی الحال یہ پارٹیز وغیرہ یا اپنے دوستوں کی بھی ادھر مت بلانا اور نہ انہیں اپنی یہاں موجودگی کی اطلاع دینا اس معاملے کو میرے طریقے سے ہی ہینڈل کرنے دو۔"

"مائی فٹ۔" نہایت گستاخی سے پیر پٹختا وہ پلٹا اور دھم دھم سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔

پیچھے وہ ایک بے بس باپ کی صورت لئے اسے دیکھتے رہ گئے تھے وہ جتنا کڑیل جوان تھا اس کے باپ کے کندھے فخر سے سیدھے ہونے چاہیے تھے مگر وہ تو ان پر ہر دفعہ اپنی حرکتوں سے ایسا بار ڈالتا کہ وہ اس بار سے جھکتے چلے جا رہے تھے تھکن سے چلتے ہوئے وہ صوفے پر آن بیٹھے، کاکا جان نے افسردہ سی نظر ان پر ڈالی اور گلاس میں پانی ڈال کر انہیں پیش کیا۔

"کاکا میرے گناہ شاید بہت بڑے تھے، یہ مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا یہی میری سزا ہے ناں لیکن اس سے بڑی تکلیف وہ سزا اور سوچ یہ ہے کہ مجھے زچ کرنے کے لئے تکلیف دینے کے لئے یہ خود کو تباہ کر رہا ہے باندھ کر رکھ دیا ہے اس نے مجھے۔" سینے کو ہلکے ہلکے مسلتے ہوئے دلگرفتہ سے بولے۔

"وقت اسے سمجھا دے گا، آپ کو بھی تو وقت نے سمجھا ہی دیا ہے۔" کاکا جان نے نرم لیکن کچھ جتاتے ہوئے لہجے میں کہا اور وہ بس نادم سے بیٹھے رہ گئے۔

☆☆☆

وہ بہت پرجوش تھے سرپرائز دینے کے خیال سے وہ مسکرا رہے تھے انہوں نے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا۔

"آج جمعرات ہے اسفند کو سکول میں ہاف ڈے پر چھٹی ہوگی اور کل ویسے ہی چھٹی ہو گی اور ایک چھٹی تو میں نے ہفتے کی لے لی ہے ہمارے پاس تقریباً دو دن ہیں آج ہی تیاری کر کے کسی ہل اسٹیشن کو نکل جائے گے اسفند اور زیبا کو میں بالکل وقت نہیں دے پا رہا کم از کم یہ دو دن مکمل طور پر ان کے ساتھ انجوائے کرتے گزاروں گا زیبا کی ناراضگی بھی مجھ سے اسی وجہ سے رہتی ہے اسی غصے میں گھر پر تو کیا ہم پر بھی توجہ دینے بالکل بند کر دی ہے میں اپنی بیٹی کو ٹوٹنے نہیں دوں گا مجھے کوشش کرنی ہے اور وہ دونوں کتنے حیران ہوں گے کہ میں جو کل آنے والا تھا میٹنگ اٹینڈ کر کے آج ہی اچانک جا کر انہیں سرپرائز دوں گا لیکن ابھی تو صبح کے دس بجے ہیں ہوں ایسا کرتا ہوں کہ اسفند کو سکول سے ابھی چھٹی کروا کر ساتھ ہی گھر لے جاتا ہوں زیبا تو سوئی پڑی ہوگی ہم باپ بیٹا اسے جا کر جگاتے ہیں۔" خود کلامی کرتے ہوئے وہ سارا پروگرام ترتیب دے چکے تھے اور پھر انہوں نے سکول سے اسفند کو پک کیا وہ ان کے کل کے بجائے آج آنے پر کافی حیران ہوا تھا لیکن جب ڈیڈ نے بتایا کہ وہ دونوں کو ساتھ لے کر سیر کے لئے جا رہے ہیں تو اس کا جوش اور خوشی دیکھنے کے لائق تھی

باپ بیٹا سارے راستے مختلف پروگرام بناتے ہوئے آئے تھے۔

"شی! آواز نہیں نکالنی بالکل تمہاری مما اس وقت سو رہی ہوگی چپکے سے جا کر مما کو سرپرائز دیتے ہیں۔" دبے پاؤں آگے بڑھتے ہوئے انہوں نے اسفند کو ہدایت دی۔

"لیکن مما ڈور لاک کر کے سوتی ہیں۔" اسفند نے سرگوشی میں کہا۔

"میرے پاس ڈپلی کیٹ چابی موجود ہے آہستہ سے دروازہ کھول کر بیڈ کے پاس جا کر دونوں ایک ساتھ اونچی آواز میں بولیں گے سرپرائز ٹھیک ہے۔" انہوں نے چابی نکالتے ہوئے اسفند کو ہدایت دی دونوں باپ بیٹا سرگوشیاں میں بات کرتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ رہے تھے۔

اور پھر انہوں نے بغیر آواز پیدا کیے دروازہ کا لاک کھولا اور ایک دم سے پورا دروازہ کھول کر اسفند کا ہاتھ پکڑے وہ کمرے میں داخل ہوئے لیکن سامنے کے منظر نے ان پر کھولتا ہوا تیزاب ڈال دیا تھا روح تک جھلس گئی تھی زیبا کسی اور مرد کے ساتھ بیڈ پر کافی شرمناک حالت میں تھی انہیں دیکھ کر وہ چیخی تھی اور وہ سات سالہ بچہ جو باپ کا ہاتھ تھامے اپنی ماں کو خوشی خوشی سرپرائز دینے آیا تھا اس کے احساسات کو سمجھنا شاید کسی کے بس کی بات نہیں انہوں نے تیزی سے اسفند کو کمرے سے باہر دھکیلا اور اپنے خاص ملازم کو چیخ کر بلاتے ہوئے اسفند کو ان کے حوالے کیا تب تک وہ دونوں بھی سنبھل چکے تھے لیکن جو بربادی اس گھر میں آئی اس روز اس سے کوئی بھی سنبھل نہ پایا، وہ اس بدذات، بے وفا عورت پر چیخ رہے تھے لیکن اس کی دیدہ دلیری اور ڈھٹائی دیکھ کر الٹا انہیں دوبدو جواب دیتی وہ اسی مرد کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس گھر سے نکلتی چلی گئی تھی انہوں نے کھڑے کھڑے اسے طلاق دے دی تھی ایک بار بھی اس نے پلٹ کر اپنے بیٹے کی جانب نہ دیکھا جس کی معصوم روح پر داغ پڑ چکا تھا اور وہ تنہا کمرے میں پھوٹ پھوٹ کر روئے تھے اپنی مکروہ حرکت کا ذمہ دار اس حرافہ نے انہیں ٹھہرایا تھا کہ ایک کم صورت مرد اور کم دولت مند انسان کے ساتھ وہ نہیں رہ سکتی جو دن رات ایک کر کے کاروبار سے محض اتنا کماتا ہے کہ محض چند ہی آسائشات مہیا کر پاتا ہے وہ اس کا خون کر ڈالنا چاہتے تھے مگر ان کے وفادار اور خاص ملازم اختر بیچ میں آ گئے انہوں نے اسفند کو واسطہ دے کر انہیں انتہائی قدم اٹھانے سے روکا ماں بدکردار اور باپ اس کے قتل میں جیل میں اس معصوم بچے کا کیا بنے گا بہت مشکلوں سے قابو کر پائے تھے، وہ صاحب کو اسفند یہ سب باہر کھڑا سن اور دیکھ رہا تھا اتنا سا وقت پا کر وہ دونوں فرار ہو گئے تھے اور اسفند اپنی ماں کا ہاتھ کسی غیر مرد کے ہاتھوں میں جکڑے دیکھتا رہ گیا تھا اختر بے بسی سے اسے اپنے ساتھ لگائے رو پڑے تھے روح پر گھاؤ دونوں کو ایک جیسے لگے تھے عورت کے اس غلیظ اور مکروہ روپ نے ہر عورت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اعتبار ختم کر دیا تھا ان کا وہ بچہ تھا اور اس عمر میں اتنی مکروہ حقیقت دیکھنا اور جاننا وہ اسے اپنی بانہوں میں بھر کر رونے لگے تھے لیکن اسفند کی آنکھیں خشک تھیں پیاسے صحرا کی مانند ویران اور خشک اور پھر آنے والے وقتوں میں انہوں نے اس کی آنکھوں میں یہی ویرانی ہمیشہ ڈیرے جمائے دیکھا۔

☆☆☆

"کیا مصیبت مول لے لی ہے، عاصم تمہارا یہ احسان اتارنا مجھے بھاری پڑا ہے اور خود ایسے

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

غائب ہو جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔"
کمرے میں چکراتے ہوئے اس نے عاصم کا نمبر ٹرائی کرنا چاہا جو ہمیشہ کی طرح بند تھا فون کو بیڈ پر اچھالتے ہوئے اس کے غصے میں اضافہ ہوا تھا اور پھر فون پکڑ کر وہ اپنے کمرے سے نکل کر ماہ نم کے کمرے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

غصے میں دستک دیئے بغیر وہ اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا وہ جو شاید ابھی ابھی واش روم سے نہا کر نکلی تھی دھلا سا سوگوار حسن گھنے لمبے بال بھیگے ہوئے کمر کے نیچے تک پوری پشت کو بھگوئے ہوئے تھے یوں کمرے میں آتے دیکھ کر وہ سٹپٹا کر دوپٹے کو جلدی سے بڑھ کر اوڑھنے کے لئے بڑھی ناگواری اس کے چہرے پر واضح تھی اس نے دوپٹہ سر پر اوڑھا تھا اور سوالیہ نظروں سے بدتمیز اکھڑ سے انسان کی جانب دیکھا تھا۔

"آج کے بعد کمرے کو لاک لگا کر رکھنا ہو گا ہر وقت۔" ذہن میں یہی سوچ آئی تھی اس کے۔

"اپنے ڈیڈ کو فون کرو ابھی اور اسی وقت اور انہیں بتاؤ کہ تم یہاں پر ہو فوراً یہ ایڈریس لکھا ہے تمہاری وجہ سے میں یہاں قید ہو کر نہیں رہ سکتا وہ لوگ آئیں اور اس مسئلے کو نمٹائیں۔" فون اور کاغذ کی ایک چیٹ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے وہ تلخی سے بولا تھا۔

"میرے پاپا زندہ ہوتے تو میں مسئلہ ہی کیوں بنتی۔" آنکھوں کے ساتھ لہجہ بھی ڈبڈبایا تھا سیفی اس کی بات پر چونکا۔

ماہ نم نے کچھ سوچتے ہوئے حویلی کا نمبر ملایا۔

"اللہ کرے پھپھو فون اٹھائیں۔" قبولیت کی گھڑی تھی جو چوتھی بیل پر پھپھو نے فون اٹھایا ان کی آواز سن کر اس کا گلہ رندھ گیا۔

"ہیلو ہیلو۔" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد پھپھو کی آواز سنائی دی تھی۔

"ہیلو مانو اما نو تم ٹھیک ہو؟"

"جی پھپھو!" بمشکل اپنی آواز پر قابو پاتے ہوئے اس نے گزشتہ رات کے واقعات مختصر جلدی جلدی سنائے تھے۔

کچھ ضروری باتیں وہ پھر خوف کر گئی تھی جیسے عاصم کا عین موقع پر چھوڑ جانا، سیفی کے والد کا آنا اور پھر نکاح کا انتظام وغیرہ اس نے بس اتنا بتایا کہ اس کا سیفی کے ساتھ نکاح ہو گیا ہے اور وہ ٹھیک ہے اور پھر اس نے سیفی کا بتایا پتہ انہیں بتا دیا تھا فون بند ہونے پر سیفی اپنا سیل فون لے کر بنا کچھ کہے اس کے کمرے سے نکلتا چلا گیا تھا اور وہ خاموشی سے بیڈ پر ٹک گئی تھی، جس مشکل میں وہ پھنس چکی تھی اس سے نکلنے کی راہ اسے سوجھ نہیں رہی تھی۔

☆☆☆

"وہ بی بی جی! نیچے آئے ہیں وہ..... صاحب آپ کو بلا رہے ہیں۔" شام کو صفیہ نے قدرے بوکھلائے سے انداز میں آ کر ماہ نم کو اطلاع دی تھی۔

"تو کیا پھپھو نے فوراً ہی بتا دیا؟" وہ حیرت سے سوچ کر رہ گئی اور پھپھو کا فوراً ایڈریس دے دینے کی اسے سمجھ نہ آئی لیکن پھر بھی وہ چادر میں خود کو چھپائے اندر سے حوصلہ جمع کرتی دھیرے دھیرے سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے آئی تھی، وہاں پر بہت سارے لوگ جمع تھے جو یقیناً فوری طور پر بلائے گئے تھے سب کی موجودگی کے بعد ہی اسے نیچے آنے کے لئے کہا گیا تھا، وکیل نکاح خواں سیفی کے ڈیڈ کے جاننے والے صحافی چند ایک اور بااثر شخصیت سیفی اس کے ڈیڈ اور چچا

اور ان کے چار مسلح دار گارڈ براجمان تھے، کاکا جان بھی ایک طرف خاموشی سے کھڑے تھے اسے سیڑھیاں اترتا دیکھ کر وہ تیزی سے اس کے قریب آئے تھے گویا انہوں نے آگے بڑھ کر اسے حوصلہ دیا تھا۔

"تم ذلیل، احسان فراموش لڑکی۔" چچا اسے دیکھ کر آپے میں نہ رہے تھے اور اسے مارنے کے لئے آگے بڑھے تھے ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ماہ نم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے چیل کوؤں کے آگے ڈال دے۔

"خبردار جو کسی نے میری بیوی پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت کی۔" سیفی نے تیزی سے درمیان میں آتے ہوئے چوہدری اختیار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وارن کیا تھا اور ماہ نم اس پل پل بدلتے شخص کے تیور دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔

"چوہدری صاحب بہتر ہو گا کہ اس معاملے کو آرام سے بیٹھ کر حل کیا جائے۔" وکیل نے اٹھ کر مداخلت کی تھی۔

"معاملہ وغیرہ نمٹانے کی کوئی ضرورت نہیں آج حویلی میں اس کی موت کا سوگ منایا جا رہا ہے صبح ہی پوری برادری میں اطلاع کروا دی گئی تھی کہ اسے گم ذات کو سانپ نے ڈس لیا ہے اور یہ مر گئی ہے زہر نے لاش کو خراب کرنا شروع کر دیا تھا اس لئے فوراً دفن کر دیا گیا یہ اب ہم سب لوگوں کے لئے مر چکی ہے یہاں تو میں بس ایک دو ضروری باتیں نمٹانے آیا ہوں ابھی کچھ گھنٹے قبل یہ اپنی پھپھو کو فون کر کے ادھر نہ بتاتی تو شاید اس کی تلاش میں چند دن اور لگ جاتے مگر اس کمینی کی دیدہ دلیری دیکھو فون کر کے بتا رہی ہے اور وہ فون تو پہلے ہی میرے قبضے میں تھا۔" چچا نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے زہر خند لہجے میں سب پر نظر ڈالتے ہوئے کہا تھا۔

"تو پھر یہاں کیا کرنے آئے ہیں؟ جبکہ یہ آپ سب کے لئے مر چکی ہے اس سے اب آپ کا کوئی تعلق واسطہ تو رہا نہیں۔" سیفی نے نہایت سنجیدگی سے دریافت کیا تھا وہ ابھی تک ماہ نم کی ڈھال بنا کھڑا تھا۔

"یہ کچھ کاغذات ہیں اس پر دستخط چاہیے اگر تو یہ آرام سے کر دیتی ہے تو ٹھیک ہم سمجھ لیں گے یہ ہمارے لئے ہمیشہ کے لئے مر گئی ورنہ قبر کی دیواروں تک اس کا پیچھا چھوڑنے والا نہیں میں۔"

دولت کی ہوس نے اس کے چچا کا خون سفید کر ڈالا تھا وہ بھول چکا تھا کہ اس کی یہ بھتیجی یتیم اور مسکین ہے۔

"کیسے کاغذات؟" وکیل نے پوچھا تھا۔

"جائیداد کے جس کی یہ میرے بھائی اور بھابھی کے مرنے کے بعد وارث ہے وہ ساری جائیداد میرے نام کر دے تو بس۔" سفاکی اور عیاری کی انتہا تھی۔

جہاں وہ سب سن کر ساکت اور حیران کھڑی تھی وہیں سیفی بھی اس بات پر چونکا تھا کہ ماہ نم کے والد اور والدہ کی ڈیتھ ہو چکی ہے اسے ملال چھو کر گزرا تھا ابھی چند گھنٹے قبل اس نے کتنی بے رحمی سے اسے باپ کو فون کرنے کو کہا تھا۔

"ٹھیک ہے یہ ان کاغذات پر دستخط کر دے گی لیکن آپ کو بھی چند کاغذات پر دستخط کرنے ہوں گے۔" ملک بختاور نے پہلی بار لب کشائی کی تھی۔

"کن کاغذات پر؟" وہ چونکتے ہوئے۔

"آپ کی طرف سے یہ ضمانت دی جائے گی کہ آپ ان دونوں کی شادی پر خوش اور مطمئن ہیں اور انہیں کبھی کسی بھی قسم کا نقصان پہنچانے کی

READING CORNER
www.readingcornerpk.blogspot.com

کوشش نہیں کریں گے۔" تحمل سے جواب آیا تھا۔

"ورنہ صورت حال تو واضح ہے یہ دونوں عاقل بالغ ہیں رضا مندی سے شادی کرنے کی اجازت انہیں قانون اور مذہب دونوں دیتے ہیں کورٹ میں جا کر اگر اس نے یہ بیان دے دیا کہ دولت کے لالچ کی بناء پر اسے آپ کی طرف سے جان کا خطرہ ہے تو قانون اسی کا ساتھ دے گا پھر آج کل کا میڈیا بخیہ ادھیڑ کر رکھ دے گا آپ کی شان اور عزت کی جگ ہنسائی اور رسوائی کے علاوہ آپ کو کچھ حاصل نہ ہو گا اس کے حصے کی جائیداد بھی آپ کے ہاتھ سے جائے گی۔" انہوں نے بات کو مزید واضح کرتے ہوئے گیند گویا ان کے کورٹ میں ڈال دی تھی۔

"ٹھیک ہے۔" انہوں نے کچھ دیر سوچ کر جواب دیا۔

"بیٹا آپ دستخط کر دو، وکیل صاحب آپ بھی یہ پیپرز چوہدری صاحب کو دے دیں دستخط دونوں جانب سے ہوں گے۔" ملک بختاور نے ماہ نم کی جانب دیکھتے ہوئے کہا اور سیفی کو سامنے خالی صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا ماہ نم بھی قدرے فاصلے پر بیٹھ گئی وہ ابھی تک خاموش تھی اور پھر پیپرز پر نظر دوڑاتے ہوئے وہ وکیل کی بتائی جگہوں پر سائن کرتی چلی گئی سیفی نے اس کی ہاتھوں کی ہلکی سی لرزش کو محسوس کیا تھا، پیپرز ایک دوسرے کو دیئے گئے تو چوہدری اختیار فوراً اپنے گارڈز کے ساتھ اس گھر سے بنا کچھ کہے اور ملے باہر نکلتے چلے گئے تھے۔

ماہ نم جس سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی اور وہاں پر موجود ہر شخص کو اس سے ہمدردی محسوس ہوئی تھی ماسوائے سیفی کو جو اصل صورت حال سے ناواقف تھا۔

"بیٹا آپ جاؤ کمرے میں آرام کرو۔" مختار صاحب نے اس کی ذہنی اور دلی کیفیت کو بھانپتے ہوئے یہاں سے ہٹانا چاہا وہ جس خاموشی سے آئی تھی اسی خاموشی سے سیڑھیاں چڑھتی اپنے کمرے کی جانب چل دی صفیہ کا کا جان کے اشارے پر اس کے پیچھے گئے تھی۔

☆☆☆

"میں اندر آ سکتا ہوں بیٹا جی۔" مختار صاحب نے دروازے پر دستک دے کر پوچھا تھا اور وہ جو کب سے چپ چاپ صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی جلدی سے اٹھ کر دوپٹہ درست کرتے ہوئے کھڑی ہو گئی۔

"جی انکل آیئے۔" دروازے پر ایستادہ کھڑے ہوئے دیکھ کر ان سے کہا تھا۔

"صفیہ آپ یہ کھانا گرم کر لاؤ، اب تک تو ٹھنڈا ہو چکا ہے۔" انہوں نے میز پر پڑی کھانے کی ٹرے کی جانب دیکھتے ہوئے پاس کھڑی صفیہ سے کہا دوسرے معنوں میں یہ اس کو کمرے سے نکالنے کا بھی جواز تھا وہ تنہائی میں ماہ نم سے کچھ باتیں کرنا چاہتے تھے اور ماہ نم کو اس کا اندازہ ہو گیا تھا، صفیہ خاموشی سے ٹرے پکڑ کر باہر نکل گئی تھی مالک کا اشارہ وہ بھی باخوبی سمجھتی تھی۔

"بیٹھیے بیٹا مجھے آپ سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں۔" سامنے بیٹھتے ہوئے انہوں نے صوفے پر ماہ نم کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔

"سب سے پہلے تو میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں کہ بنا آپ سے پوچھے ان کاغذات پر دستخط کرنے کو کہا۔" انہوں نے واضح انداز میں بات کا آغاز کیا، اس کی خاموشی پر وہ پھر گویا ہوئے۔

"دولت کا لالچ جب لہو میں گردش کرنے لگے تو پھر خون سفید ہو جاتا ہے اگر آج آپ یہ دولت جیسی اذیت سے چھٹکارا نہ حاصل کر پائیں تو آپ کے چچا تا عمر بھوکے بھیڑیئے کی طرح آپ کے پیچھے رہتے اور موقع ملنے پر آپ کی ذات کے بخیہ ادھیڑ کر رکھ دیتے اور ایسی دولت آپ کے کس کام جو رہے تو آپ کے نام لیکن استعمال کرنے کا چارہ نہ ہو وہ سب زمینیں آپ کو وہ لوگ کبھی فروخت نہ کرنے دیتے کورٹ کچہری بھی ایسے معاملات میں تیزی سے معاملہ نہیں نمٹا سکتے خواہ مخواہ اپنی جان کا روگ پال لیتی، لوہا گرم تھا لہٰذا میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اس معاملے کو جلد از جلد نمٹا دوں لالچی انسان کمزور اور بزدل بھی ہوتا ہے امید ہے کہ اب آپ کے چچا آپ کی جان خلاصی کر چکے ہوں گے۔" انہوں نے وضاحت دی تھی۔

"آپ کو معذرت کرنے کی ضرورت نہیں میں خود بھی ان سب مصیبتوں سے نجات چاہتی تھی دولت کا مجھے لالچ ہے اور نہ ہوس، میرے بابا نے مجھے اس قابل بنا دیا ہے کہ میں کہیں پر بھی ملازمت کر کے اپنے پیروں پر کھڑی ہو سکتی ہوں۔" اس نے مختصر الفاظ میں ان کو تشفی کروائی تھی اس نے دل کی رضا مندی پر ان پیپرز پر دستخط کیے تھے جن کے بعد اس کے کندھوں سے بھاری بوجھ سرک گیا تھا۔

"شاباش تم ایک بہادر اور پر اعتماد لڑکی ہو، پہلی نظر ہی میں میں نے بھانپ لیا تھا اور مجھے ایسے لوگ پسند ہیں بھی اسی وقت تمہارا ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا تھا، میں تمہارے والد کی جگہ پر ہوں اور اس ناطے سے تمہیں مشورہ دینے کا حق رکھتا ہوں، مستقبل کے بارے میں میرے پاس تمہارے لئے مخلصانہ تجویز ہیں اگر تم مناسب سمجھو تو اس پر عمل کرو ورنہ اگر تمہارے ذہن میں کوئی پلاننگ ہے تو وہ بھی بتاؤ تم اپنے فعل میں آزاد ہو میں تمہیں صرف یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ تم یہاں رہ کر کسی بھی قسم کی پابندی کا شکار نہیں ہو۔" انہوں نے ملائمت سے کہا تھا۔

"جی انکل میرا ارادہ کسی گرلز ہوسٹل میں شفٹ ہو جانے کا ہے اور کوئی نوکری کرنے کا۔" اس نے جلدی سے اپنا خیال بیان کیا تھا۔

"سو فیصد یقین تھا مجھے تم سے کسی ایسی ہی بات سننے کا۔" وہ نرمی سے مسکرائے تھے۔

"میرے سوالات تمہیں برے اور تلخ لگیں گے لیکن ان کا جواب مجھ سے زیادہ تمہارا ڈھونڈنا بے حد ضروری ہے۔" اس کے جواب کے لئے وہ ایک پل رکے تھے۔

"جی انکل پوچھیے میں آپ کی کسی بات کا برا نہیں مانوں گی ایسی مشکل گھڑی میں مجھ انجان لڑکی کا جس طرح آپ نے ساتھ دیا ہے میں آپ کی احسان مند ہوں۔" ان کے ٹھہرنے پر وہ جلدی سے بولی تھی۔

"خیر وہ صرف تمہاری مدد تو نہیں تھی اس میں میری اپنی ذاتی غرض بھی شامل تھی لہٰذا تمہیں چنداں میرا احسان مند ہونے کی ضرورت نہیں۔" اور جس "ذاتی غرض" کی طرف ان کا اشارہ تھا وہ اس سے پہلو تہی کیے بیٹھی تھی، اس لئے وہ خاموش ہی رہی تھی۔

"تم گرلز ہاسٹل اور نوکری کرنے کی بات کر رہی ہو اور جن حالات سے دوچار ہو کر نکلی ہو مجھے یقین ہے کہ تمہارے پاس انکم کے نام پر کچھ نہیں ہو گا ایسے میں ہاسٹل کا خرچا اور نوکری کون سی تمہیں پلیٹ میں بھی مل جائے گی اس میں بھی محنت اور صبر کی ضرورت رہے گی تو یہ سب کیسے ہو گا۔" انہوں نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا تھا۔

"میری کچھ یونیورسٹی فیلو ہیں اس شہر میں

READING CORNER http://readingcornerpk.blogspot.com/

میں ان سے ادھار لے کر ہاسٹل شفٹ ہو جاؤں گی اور پھر نوکری کی تلاش اور اس سلسلے میں بغیر ہمدردی اور سفارش کے اگر آپ کے آفس مجھ لائق کوئی نوکری ہو تو مجھے ضرور ذہن میں رکھیئے گا یہ ایک اور احسان ہوگا آپ کا۔" انہوں نے ان کے سوالات کا سنجیدگی سے جواب دیا تھا جس کے بعد وہ ہلکا سا قہقہہ لگا کر ہنسے تھے۔

"میں تمہیں ایک پریکٹیکل لڑکی سمجھا تھا لیکن تمہارے جواب میں بے حد جذباتی پن نمایاں ہو رہا ہے تم صرف ایک نقطے پر سوچ رہی ہو اور بہت ساری اہم باتوں کو یکسر نظر انداز کر رہی ہو۔" ان کی بات پر اس نے تلخی نظروں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔

"تمہارے چچا یوں تو جائیداد لے کر یہاں سے گئے ہیں جو اصل میں تمہاری تھی، تمہارا حق تھا اور پھر اس طرح کی بے عزتی، وہ یہ سب بھولنے والے نہیں وہ اپنے سر پر تمہارے نام کی تلوار لٹکا کر نہیں رکھنے والے جب تک انہیں یقین نہ ہو جائے کہ تم ان کے لئے کبھی بھی کسی بھی قسم کا کانٹا ثابت نہیں ہو گی اور یہ یقین انہیں وقت دلائے گا ابھی لوہا گرم ہے اور تم خود یہ سب کر کے ان کے لئے آسان شکار بن رہی ہو وہ تم پر کچھ عرصہ نظر ضرور رکھیں گے اور یوں تنہا پا کر یقیناً تمہیں جان سے مارنے کی کوشش کریں گے پھر ایک تن تنہا لڑکی کے لئے یہ پورا معاشرہ اس جنگل کا روپ دھار جاتا ہے جس میں ہر سو خونخوار بھیڑیے پائے جاتے ہیں مختلف روپ دھار کر بہت مشکل ہے کہ فوری نوکری تمہیں تمہاری قابلیت دیکھ کر نہیں دی جائے گی تمہاری خوبصورتی کو ہر کوئی کیش کرنا چاہے گا، میں معذرت چاہتا ہوں بیٹا مگر حقیقی رخ دکھانا تمہیں بے حد ضروری ہے، میری باتیں تلخ ہیں مگر یہی سچ ہے، میری کوئی بیٹی نہیں ہے اگر ہوتی تو تمہاری عمر کی ہوتی۔" انہوں نے کچھ دیر کو توقف کیا وہ بغور انہیں سن رہی تھی۔

"سیفی کا حوالہ محض اس مسئلے کا حل کے سوا کچھ نہ تھا میں تمہیں یا سیفی کو اس رشتے کو قائم رکھنے کے لئے کبھی مجبور نہیں کروں گا یہ میرا وعدہ ہے اس معاملے میں تم دونوں خود مختار ہو، میں نے تمام پہلوؤں پر غور کیا اور میرے پاس تمہارے لئے تجویز ہے یا مشورہ سمجھ لو لیکن یہ محض مشورہ ہی ہے تم اس کے باوجود اپنے فیصلے کرنے میں مکمل طور پر آزاد ہو۔" وہ کچھ لمحے کے لئے رکے۔

"جی انکل بتایئے۔" کسی نتیجے پر پہنچتے ہوئے اس نے کہا وہ اب صحیح نہج پر سوچ رہی تھی انہیں اطمینان ہوا۔

ان کی تجویز اس نے خاموشی سے سنی تھی اسے ان کی تجویز قبول تھی مگر ایک شرط پر جسے سن کر انہوں نے نفی میں سر ہلایا تھا مگر کچھ پس و پیش کے بعد وہ اپنی بات منوا چکی تھی۔

"دو دو ضدیوں سے پالا پڑ گیا ہے میرا تو۔" وہ بے بسی سے بولے تھے۔

"او کے ٹھیک ہے۔" اس کے سر پر دھیرے سے دست شفقت رکھتے ہوئے وہ اس کی بات قبول کر چکے تھے اور پھر وہ اس کے کمرے سے چلے گئے اور ماہ نم نے سینے سے ایک لمبی سانس خارج کی اور یونہی بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر آنے والے وقت کے بارے میں سوچنے لگی۔

☆☆☆

وہ کئی مرتبہ عاصم کا نمبر ٹرائی کر چکی تھی لیکن وہ ہر بار بند ہی جا رہا ہوتا تھا، عاصم کے رویے نے اسے بہت ہرٹ کیا تھا جو بھی بات تھی وہ ایک بار اس سے کہتا تو سہی بارہا اسے خیال آیا تھا کہ کہیں اس کے چچا نے ہی مشکل میں نہ ڈال دیا

ہو لیکن پھر اس نے ہی اپنے خیال کی تردید کر دی تھی کیونکہ وہ تو اول روز سے ہی گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو چکا تھا چچا کو تو ابھی کچھ معلوم بھی نہیں ہوا تھا اگر اس وقت وہ کسی نہ کسی طرح سے سیفی کو فون کر سکتا تھا تو اسے کیوں نہیں اس سے تو اچھا سیفی تھا جس نے محض اس کا احسان اتارنے کے لئے اپنی جان جوکھم میں ڈالی اور پھر مفت میں گلے میں پڑنے والی آنت یعنی ماہ نم کی ذمہ داری بھی نبھائی ورنہ بیچ سڑک پر اتار کر چلتا بنتا تم جانو اور عاصم اس جانور میں تو پھر بھی انسانیت تھی ماہ نم دل سے اٹھنے والی آوازوں کو دبا کر بھی دبا نہ پائی تھی اور شدید ناپسندیدگی کے باوجود وہ سیفی کی مشکور تھی ورنہ اس وبال میں پھنس کر آج نہ جانے اس کا کیا حشر ہو چکا ہوتا۔

فجر کی نماز ادا کر کے دھیرے دھیرے سیڑھیاں اترتی نیچے آئی نماز پڑھ کر اس نے خاص طور پر اپنے استحکام کی دعا کی، اس کا خیال تھا کہ ابھی شاید سبھی سوئے ہوں گے ماسوائے نوکروں کے صفیہ بہت صبح سویرے اس کے کمرے میں آئی تھی وہ چاہ رہی تھی کہ اس سے گھر کے معمولات کے متعلق جانے لیکن سیفی اس وقت بلیک پینٹ اور بلیک ٹراؤزر میں جاگنگ کر کے اندر آ رہا تھا جب وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی وہ اسے نظر انداز کیے کچن کی جانب چلا گیا وہ انگلیاں چٹخاتی ایک پل کو وہاں ٹھہری کہ اب کیا کرے۔

"بٹیا رانی! اس وقت ناشتے کی تیاری ہو رہی ہے آپ آ جایئے ادھر کچن میں۔" کاکا جان نے مودب انداز میں آ کر اسے مخاطب کیا اور اس کے داہنے جانب بنے کچن کی جانب اشارہ کیا یقیناً مختار صاحب کاکا جان کو اس کے اور اپنے درمیان ہوئی گفتگو سے آگاہ کر چکے تھے اسی لئے۔

"آپ اتنی صبح یہاں کیا کر رہی ہیں، یا کچھ چاہیے؟" وغیرہ جیسے سوالات پوچھنے کی بجائے اصل بات کی تھی۔

وہ کچن کی جانب بڑھ گئی کتنا مشکل ہوتا ہے ان چاہی جگہ پر ایڈجسٹ کرنا جبکہ آپ بھی سب کے لئے غیر متوقع اور ان چاہے ہوں زندگی اس کے لئے ہر موڑ پر چیلنج لے کر آ رہی تھی اور اسے ہر چیلنج کو قبول کرنا تھا یہ وہ فیصلہ کر چکی تھی اسے اپنے مما پپا خاص طور پر پپا کی تربیت کو شرمندہ نہیں ہونے دینا تھا اسے اچھی طرح سے ادراک ہو چکا تھا کہ حویلی جو فرسودہ روایات میں جکڑی ہوئی تھی اور جہاں پر عورت کو پاؤں کی جوتی کا ہی درجہ دیا جاتا تھا جیسے خاندان سے ہٹ کر کتنی مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے انہوں نے اسے تعلیم دلوائی تھی باشعور اور با اعتماد بنایا تھا اسے جینا تھا سر اٹھا کر زندگی سے اپنا حصہ لے کر۔

"صاحب لوگ تو ویک اینڈ پر ہی ادھر آتے ہیں جب دعوت وغیرہ ہو دوست احباب کی یا پھر آرام کرنے کے لئے لیکن یہاں پر نوکر کافی ہیں ان کے کوارٹرز بھی ہیں اور تین ٹائم کا کھانا ان کا یہیں پر بنتا ہے وہ لوگ صبح سویرے ہی اپنے کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں اس لئے ناشتہ بھی صبح سویرے بننا شروع ہو جاتا ہے صفیہ اور اس کا خاوند شکور بناتے ہیں کھانا میں گھر کے انتظامات دیکھتا ہوں۔" کاکا جان نے اسے تفصیل سے بتایا، کچن کافی کشادہ اور انگلش طرز کا بنا ہوا تھا کچن سے متعلق ہر قسم کی جدید مشینری وہاں پر سیٹ ہوئی نظر آ رہی تھی فریج بھی کافی بڑی اور ڈبل ڈور تھی ہر چیز صاف ستھری اور سلیقے سے بھری ہوئی تھی نوکروں کے ہاتھ میں انتظام

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

ہونے کے باوجود کچن میں کسی قسم کی گندگی اور پھلاوے کا شائبہ تک موجود نہیں تھا۔

''سیفی بابا کو کھانا پکانے کا بے حد شوق ہے بلکہ جنون ہے وہ کسی بھی وقت آ کر کچھ نت نئی ڈشز تیار کرتے رہتے ہیں اور کچن میں کسی بھی قسم کی گندگی یا بدسلیقگی ان کے مزاج کے خلاف ہے اس لئے یہ سب ہائی الرٹ رہتے ہوئے اس کا کونہ کونہ چمکا کر رکھتے ہیں۔'' چم چم کرتے کچن کو تصلی نظروں سی دیکھتی ماہ نم کو کاکا جان نے مسکراتے ہوئے اطلاع دی تھی جس پر وہ حیران ہوئے بنا رہ نہیں پائی تھی لیکن اپنی حیرت اس نے کسی پر ظاہر نہیں ہونے دی تھی۔

''آہستہ آہستہ آپ یہاں کے بارے میں سب کچھ جانتی جائیں گی ابھی آپ ڈائننگ ٹیبل کی طرف چلیے میں ناشتہ لگوا دیتا ہوں۔'' کاکا جان نے اسے خاموش کھڑے دیکھ کر کہا۔

''کیا آپ وہیں ناشتہ کرتے ہیں؟'' وہ نرمی سے مخاطب ہوئی تھی۔

''نہیں بٹیاں رانی، ہم تو یہی پر۔'' کاکا جان نے مسکراتے ہوئے بتانا چاہا۔

''تو پھر میں بھی یہیں پر کروں گی۔'' ماہ نم نے ان کی بات کاٹتے ہوئے جلدی سے کہا۔

''ارے نہیں بٹیا رانی، صاحب نے مجھے رات کو آپ کے متعلق واضح حکم دیا تھا کہ آپ کی ضد کی وجہ سے وہ آپ کو گھر کے انتظامات دیکھنے کا مان چکے ہیں لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ یہاں کوئی ہاؤس کیپر وغیرہ ہیں، آپ ہم سب کے لئے محترم ہیں اور ہم میں سے کسی ایک کی بھی کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی آپ گھر کے انتظامات جیسے مرضی سنبھالے کہیں سے بھی روک ٹوک کا سامنا نہیں ہوگا لیکن اگر آپ خود کو ایک ملازمہ کے طور پر یہ سب کریں گی تو ہمارے لئے دشوار ہوگا آپ ناشتہ، کھانا جو مرضی یہاں بنوائے یا پکائے لیکن کھانا آپ صاحب لوگوں کے ساتھ ہی کھایا کرے گی اس بات میں وہ مجھے حکم دے چکے ہیں۔'' کاکا جان نے فوراً اس کی خواہش کو رد کرتے ہوئے نرمی سے کہا اور ماہ نم بس چپ ہی رہی اس کا بحث کرنے کو دل نہیں چاہا۔

''کاکا جان! ناشتے میں کتنی دیر ہے؟'' باہر سے سیفی نے بلند آواز میں پوچھا تھا۔

''لا رہے ہیں سیفی بابا۔'' کاکا جان فوراً الرٹ ہوئے تھے شکور جو ناشتہ تیار کر چکا تھا اور ٹرالی میں سیٹ تھا جلدی سے کاکا جان کے اشارے پر ٹرالی گھسیٹتا باہر کی جانب چل پڑا کاکا جان اور ان کے پیچھے وہ بھی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی چل پڑی۔

''السلام علیکم!'' مختار صاحب اور سیفی کو ڈائننگ ٹیبل کی کرسیوں پر بیٹھے دیکھ کر قدرے جھجک کر اس نے دھیرے سے سلام کیا۔

''وعلیکم السلام! ارے آؤ بیٹا تم وہاں کیوں کھڑی ہو ناشتہ کرو آ کر۔'' مختار صاحب نے فوراً سلام کا جواب دیتے ہوئے اپنی بائیں کرسی کی جانب اشارہ کیا جس کے ساتھ والی کرسی پر سیفی براجمان تھا وہ اس وقت وائٹ ٹی شرٹ اور جینز ملبوس کر رکھی تھی وہ ابھی ابھی نہا کر آیا تھا اس کے قدرے بڑھے فرنچ ہیئر کٹ بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا، اس نے انہیں برش نہیں کیا تھا بس انگلیوں سے سلجھا رکھا تھا اس کے بال کافی گھنے تھے اس نے ماہ نم کی موجودگی کا کوئی نوٹس نہیں لیا تھا وہ کاکا جان کی مدد سے رکھے گئے ناشتے کی جانب پوری طرح سے متوجہ تھا، ماہ نم مختار صاحب کی دائیں جانب کی کرسی پر خاموشی سے جا بیٹھی سیفی سے تمام عمر ایک فاصلہ بنائے رکھنے کا پلان

ارادہ کر چکی تھی وہ۔

''سو یو آر اے ارلی رائزر (So you are a early riser) تو تم صبح سویرے اٹھنے کی عادی ہو۔'' انہوں نے یونہی بات کرتے ہوئے پوچھا۔

''جی سر فجر کی نماز پڑھنے کے بعد مجھے نیند نہیں آتی اس لئے نماز پڑھ کر میں اپنی جاب کو جوائن کرنے آ گئی۔'' اس نے دھیرے سے جواب اور کچھ واضح کرنا چاہا، سیفی نے جاب کا ذکر سن کر باپ کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

''ماہ نم کی ضد پر یہ جب تک یہاں پر ہے ہاؤس کیپر کی جاب کرے گی ورنہ انہیں یہاں رہنا کسی قیمت پر منظور نہیں اور یہ تمہاری طرح ہی ضدی ہے بات منوا کر دم لیتی ہے۔'' انہوں نے سیفی کو جواب دیا۔

اس کا چہرہ سپاٹ رہا لیکن آنکھوں میں ابھرنے والی بے چینی کی لہر ان سے مخفی نہیں رہی تھی۔

''اور بیٹا آپ مجھے سر نہیں بلکہ انکل کہا کریں۔'' انہوں نے ماہ نم کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

''دس از مائی آڈر (یہ میرا حکم ہے)۔'' ماہ نم کے چہرے پر ابھرنے والی تشویش و تلخ کی کیفیت دیکھ کر انہوں نے اگلا جملہ سنجیدگی اور دو ٹوک انداز میں ادا کیا۔

''جی سر! میرا مطلب ہے انکل۔'' ان کے گھورنے پر وہ گڑبڑا کر جلدی سے بولی تھی۔

''عاصم کے گھر کے باہر میں نے ایک بندے کی ڈیوٹی لگا دی ہے جیسے ہی وہ لوگ آئیں گے ہمیں اطلاع مل جائے گی عاصم سے مل کر میں اس ذمہ داری کو اس کے حوالے کر کے خود بھی اس قید سے آزاد ہونا چاہتا ہوں۔'' کسی کو بھی براہ راست نہ دیکھتے ہوئے ناشتے میں مصروف اس نے کہا تھا۔

''عاصم سے مجھے کوئی سروکار نہیں آپ کو یہ ''ذمہ داری'' اس کے حوالے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں چند مہینوں میں جب حالات سازگار ہو جائیں گے تو میں خود ہی کسی وومین ہاسٹل شفٹ ہو جاؤں گی، بیچ راستے میں چھوڑ جانے والے لوگ بزدل ہوتے ہیں اور مجھے بزدل لوگ بالکل پسند نہیں ایسوں کو میں اپنا دوست تو کیا، جاننے والا بھی نہیں مانتی۔'' وہ پر اعتماد لہجے میں بولتی چلی گئی۔

''انکل اگر آپ کی اجازت ہو تو میں پورا گھر دیکھنا چاہوں گی تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہاں پر کس چیز کی ضرورت ہے۔'' وہ نیپکن سے ہاتھ اور منہ صاف کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور ان کا اثبات میں ہلتا سر دیکھ کر پر اعتماد چال چلتی صفیہ کو کچن سے بلا کر اس کے ساتھ گھر دیکھنے کا ارادہ کرتی کچن کی جانب بڑھ گئی تھی۔

اس کی بات پر سیفی نے غصے سے نیپکن پٹخا تھا اور تیزی سے ناشتہ کرنے لگا تھا، سنانے کو تو وہ اس کو کھری کھری سنا سکتا تھا مگر نہ جانے کیوں خاموش ہی رہا، مختار صاحب نے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ کو چھپانے کے لئے انہوں نے جلدی سے فریش ایپل جوس کا گلاس لبوں سے لگا لیا۔

''تم شیر ہو تو وہ شیرنی ہے بیٹا جی نگر کا مقابلہ رہے گا۔'' دل میں وہ بگڑے موڈ کے ساتھ ناشتہ کرتے بیٹے سے مخاطب ہوئے تھے۔

☆☆☆

جسے وہ اندر سے ایک بڑی کوٹھی سمجھی تھی باہر سے دیکھ کر وہ حیران کھڑی رہ گئی تھی یہ تقریباً دو

READING COMMUNITY
http://readingcommunity.blogspot.com/

ایکڑ میں پھیلا ہوا فارم ہاؤس تھا کوٹھی کے سامنے ایک بڑا سا باغ تھا جس کے درمیان سڑک جو گیٹ تک جاتی تھی کر دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا ایک طرف پھل دار درخت لگے ہوئے تھے، امرود، کینو، جامن، لیچی اور آم وغیرہ جب دوسری طرف کا باغ بے حد خوبصورت اور رنگین پھولوں سے سجایا گیا تھا باغ کی ترتیب بے حد آرٹسٹک انداز کی تھی درمیان میں ایک فوارہ بھی لگا ہوا تھا ایک جل پری کے ہاتھ میں بڑی سی سیپ تھی جس سے پانی نکل رہا تھا فوارہ کے اندر کنول کے پھول تیرتے پھر رہے تھے اور راج ہنس کا ایک جوڑا بھی وہیں موجود تھا۔

ماہ نم کو وہ حسین منظر مبہوت کر گیا تھا، پھل دار باغ سے پرے اسے ہارس رائیڈنگ کا میدان اور ساتھ میں اصطبل بنا بھی کسی حد تک نظر آ رہا تھا جبکہ دوسرے باغ کے کونے پر ایک سوئمنگ پول اور اس کے پاس ایک بڑا سا کمرہ بنا نظر آ رہا تھا جس کے دروازہ اور کھڑکیاں شیشے کی تھیں کمرہ تقریباً سامان کے بغیر نظر آ رہا تھا۔

''یہ جی سیفی بابا کا سٹوڈیو ہے۔'' صفیہ نے سٹوڈیو کو غلط تلفظ سے ادا کرتے ہوئے ماہ نم کو بتایا۔

''وہ جی یہاں پر تصویریں وغیرہ بناتے ہیں اور جب وہ اس کمرے میں ہوتے ہیں تو انہیں کوئی بھی جا کر ڈسٹرب نہیں کرتا بڑا ناراض ہوتے ہیں جی۔'' اس کے چہرے پر پھیلے سوال کا جواب صفیہ نے دیا تھا ماہ نم ایک بار پھر حیران ہوئی تھی یہ جان کر کہ سیفی ایک مصور بھی ہے۔

''اور جی گھوڑے پالنا بھی ان کا شوق ہے بڑے مہنگے اور قیمتی گھوڑے ہیں جی ان کے پاس ریس وغیرہ میں دوڑاتے ہیں۔'' صفیہ نے مزید اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔

''ہوں۔'' اس نے آگے جانے کے لئے قدم بڑھائے لیکن وہ اتنے بڑے احاطے کا ایک دن میں ہی سروے کرنے سے قاصر تھی صفیہ کے بتانے پر وہ کوٹھی کے پچھلے حصے کی جانب چلی آئی جہاں پر ایک چھوٹا سا چڑیا گھر موجود تھا کوٹھی تقریباً درمیان میں تعمیر کی گئی تھی اور اس کے چاروں طرف کچھ نہ کچھ بنا ہوا تھا ماہ نم وہاں پر ہرن، چکور، مور اور مختلف نسلوں کے طوطے دیکھ کر حیران اور خوش بھی ہوئی سٹوڈیو کے قریب ایک خوبصورت سا شفاف پانی سے بھرا سوئمنگ پول بھی بنا ہوا تھا ایک سائیڈ پر سبزیوں کے لئے جگہ مختص تھی اور کوارٹرز بھی بنے ہوئے تھے وہ بس دور سے دیکھ کر ہی واپس مڑ آئی تھی کافی وقت گزر چکا تھا باقی سروے اس نے کل پر ملتوی کر دیا تھا ابھی اس نے اندر بھی کمروں کی جانچ کرنی تھی، کاکا جان نے کہا تھا کہ یہاں پر آئے دن دعوتیں وغیرہ ہوتی رہتی ہیں مہمان گیسٹ روم میں بھی ایک دو دن گزارتے ہیں، اسے اگر کسی چیز کو تبدیل کرنے یا اضافہ کرنے کی ضرورت محسوس ہو اس کی لسٹ بنا لے اور اس میں پیسے کی پرواہ نہ کرے وہ بہت خوش تھے ماہ نم کو یوں کام کرتا دیکھ کر بقول ان کے اب وہ بوڑھے ہو گئے اتنے بڑے گھر بلکہ فارم ہاؤس کا انتظام سنبھالنا انہیں اب مشکل لگنے لگا ہے اب وہ اس سلسلے میں ان کی مدد کرے گی تو انہیں بھی آرام ہو جائے گا لیکن ان کا رویہ اس کے ساتھ ایک ملازم کا سا تھا۔

''ان سب کاموں کے لئے بہت سارے نوکر ہوں گے؟'' اس نے واپس آتے ہوئے صفیہ سے پوچھا۔

''ہاں جی تقریباً پندرہ بیس تو بن ہی جاتے ہیں ان سب کو کاکا جان نبھاتے ہیں۔'' صفیہ نے جھٹ کہا، اسے یہ نازک سی لیکن پراعتماد لڑکی

اچھی لگی تھی۔

''اور کاکا جان؟'' کب سے ذہن میں گردش کرتے سوال کو اس نے پوچھا۔

''ہے تو وہ بھی نوکر جی لیکن بہت پرانے ہیں بڑے صاحب کے والد کے زمانے سے ہیں بہت اچھے نیک اور مالکوں کے وفادار ہیں شروع سے ہی سارا انتظام وہ سنبھالے ہوئے ہیں بڑے صاحب ان پر بہت اعتماد کرتے ہیں جی اور سیفی بابا کو تو انہوں نے ہی پالا ہے سیفی بابا ان کو بہت خاص درجہ دیتے ہیں انہیں کوئی بھی نوکر نہیں سمجھتا ماہ نم کو جتنی معلومات درکار تھیں وہ اسے مل چکی تھیں بلاوجہ کی کرید اور تجسس اسے پسند نہیں تھا اور نوکروں سے ذاتی سوال تو بالکل نہیں اس لئے وہ خاموشی سے اندر چلی آئی اس کا رخ کچن کی طرف تھا دوپہر میں کیا پک رہا ہے وہ جاننا اور دیکھنا چاہتی تھی۔''

وہ ابھی کچن کے دروازے میں داخل ہی ہوئی تھی کہ کچن سے باہر نکلتے تیزی سے سیفی سے ٹکراتے ٹکراتے بچی وہ کافی عجلت میں لگ رہا تھا ایک سائیڈ سے ہو کر تیزی سے باہر نکل گیا لیکن اس کا کندھا پھر بھی اس کے بازو سے ٹکرایا تھا مگر وہ اس کی طرف بالکل متوجہ نہیں تھا۔

''شام کو سیفی بابا کچھ دوستوں کی دعوت ہے کھانا وہ خود ہی بنائیں گے اس کے متعلق ہدایات دے کر گئے ہیں۔'' سب کو کچن میں مصروف اور الرٹ دیکھ کر شکور نے جلدی سے انہیں بتایا۔

یہ سن کر ماہ نم اپنے بیڈ روم میں چلی آئی خواہ مخواہ وہاں پر رہنا اسے بیکار لگا تھا اور ویسے بھی ظہر کا وقت تھا وضو کر کے وہ نماز پڑھنے میں مگن ہو گئی، عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد ہی وہ نیچے آئی تھی وہ اپنی جاب میں کوئی کوتاہی نہیں برتنا چاہتی تھی ویسے بھی وہ زندگی کے ساتھ سمجھوتہ کرنے والی لڑکی تھی زندگی جو اس کے لئے چیلنج لے کر آئی تھی وہ اسے قبول کر چکی تھی اور اس گھر میں اپنی حیثیت کا تعین بھی وہ ایک ہاؤس کیپر تھی اور بس اور ہاؤس کیپر کے کام ہوتے ہیں وہ اسے سر انجام دینے تھے قطعی اس نظر سے بالاتر ہو کر وہ اس گھر میں رہنے والے ایک شخص کو بالکل پسند نہیں کرتی۔

آوازیں چونکہ کچن کی جانب سے آ رہی تھیں وہ کاکا جان کو وہیں پر متوقع ہونے کی وجہ سے ادھر ہی چلی آئی لیکن کچن کا ماحول تو کافی دلچسپ بنا ہوا تھا۔

سیفی اپرن پہنے نہایت مہارت سے سلائیڈ پر سبزیاں چوپ کر رہا تھا اس کے ہاتھ تیز چھری کے ساتھ برق رفتاری سے چل رہے تھے شکور سنک میں گوشت دھو رہا تھا اور چولہے کے اوپر دو عدد ہنڈیا دھری ہوئی تھیں اسے کچن میں داخل ہوتے دیکھ کر بس ایک نظر سیفی نے اسے دیکھا اور پھر اپنے کام میں مگن ہو گیا۔

(باقی اگلے ماہ)

اچھی کتابیں پڑھنے کی عادت ڈالیئے

ابن انشاء

اردو کی آخری کتاب ..... ☆

خمار گندم ..... ☆

دنیا گول ہے ..... ☆

آوارہ گرد کی ڈائری ..... ☆

ابن بطوطہ کے تعاقب میں ..... ☆

چلتے ہو تو چین کو چلئے ..... ☆

READING CORNER http://readingcornerpk.blogspot.com/

وجاہت کا روگ

قرۃ العین رائے

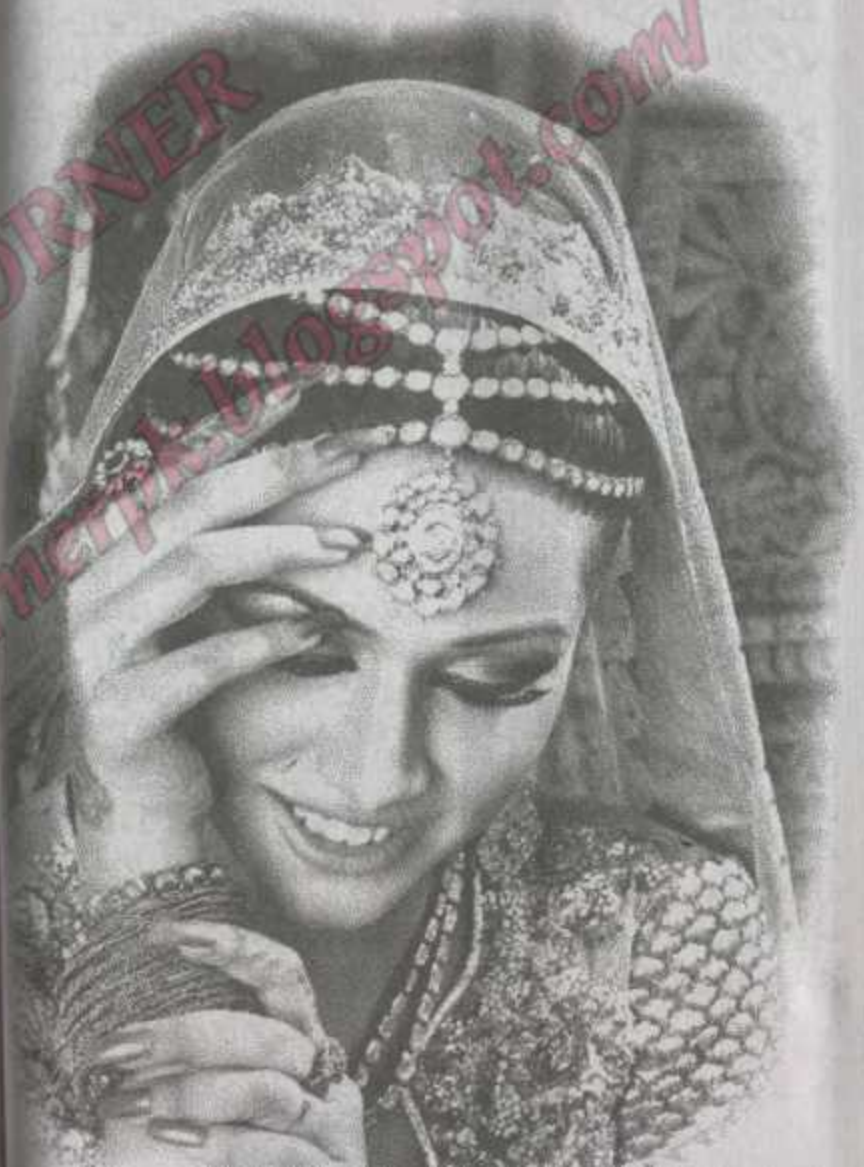

دل نے دستر خوان بچھایا دعوت عشق ہے
ہے قبول تو آ جا جاناں دعوت عشق ہے

شکور اس کی آمد سے بے خبر مگن متوقع کی مناسبت سے گانا گا رہا تھا ماہ نم گانے کے بولوں پر گڑبڑا کر رہ گئی۔

''شکور بھائی جان کہاں ہیں؟'' اس نے جلدی سے شکور سے پوچھا۔

''وہ تو جی گھوڑوں کی طرف گئے ہیں۔'' مصروف سے شکور نے جلدی سے بتایا اور ماہ نم الٹے پاؤں ہی باہر نکل آئی۔

''باورچی کہیں کا۔'' سیفی کے ایک اور خطاب میں اضافہ کرتے ہوئے باہر جاتی ماہ نم کو بغور دیکھا اور پھر جلدی سے اپنے سیل فون پر کسی کا نمبر ملا کر جلدی جلدی کچھ ہدایات دینے لگا شکور کچھ سمجھتا اور کچھ نہ سمجھتا اپنے کام میں مگن رہا۔

ماہ نم بھی یونہی چلتی ہوئی پھل دار باغ کو دیکھتی ہوئی ہارس گراؤنڈ کی جانب بڑھ گئی جس کے چاروں طرف بانس کا مضبوط جنگلا بنا کر لگایا گیا تھا وہ اس جنگلے کے قریب آ کر یونہی کھڑی ہو گئی گھوڑوں کی ہنہناہٹ کی آواز آ رہی تھی اسے اردگرد کی خاموشی اور نامحسوس سی چہل پہل مزہ دے رہی تھی وہ وہیں پر رک گئی کاکا جان نظر آ جاتے تو وہ انہیں وہ لسٹ تھما دیتی جو اس نے ٹینس روم دیکھتے ہوئے چند ضروری اشیاء کی بنائی تھی۔

زندگی بھی ایک پہیلی ہی ہے اور جب آپ اسے سلجھا لیتے ہیں تو حیران رہ جاتا ہیں کہ اچھا اس سوال میں پوشیدہ یہ جواب تھا اس کی زندگی بھی تو پہیلی ہی بنتی جا رہی تھی اور اب وہ خود کو ایک فارم ہاؤس پر یوں کھڑے اس پہیلی کا پوشیدہ جواب پا کر حیران سی کھڑی ہوئی تھی۔

''نہ جانے پھپھو کا کیا حال ہوگا؟ اور

مکمل ناول

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

چچا..... کیا ان کے دل میں میرے لئے کبھی بھی رحم نہیں جاگا ہوگا اپنے سفاک رویے پر وہ کبھی نادم نہیں ہوں گے؟" خاموش سوچوں میں غلطاں تھی اردگرد سے یکسر بے خبر۔

جبھی اسے اپنے بے حد قریب گھوڑے کی تیز ہنہناہٹ سنائی دی اور وہ اپنے خیالات سے چونک کر بے اختیار پیچھے ہٹی گراؤنڈ میں ایک خوبصورت توانا براؤن کلر کا گھوڑا موجود تھا جس کی باگ کسی نوکر نے سنبھال رکھی تھی کاکا جان اسے دیکھ کر اس کے قریب آئے۔

"وہ میں یونہی آپ کو دیکھتی ادھر چلی آئی یہ لسٹ بنائی تھی آپ کو دینا چاہ رہی تھی۔" ان کے سوالیہ انداز پر وہ جلدی سے بولی تھی۔

"آپ کا گھر ہے بٹیا رانی، میں ابھی آتا ہوں سیفی بابا آجائے ذرا یہ بہت اڑی کر رہا ہے کاٹھی نہیں ڈالنے دے رہا بہت عصیلا ہے اب اسے سیفی بابا ہی سنبھالیں گے۔" گھوڑے کی جانب دیکھتے ہوئے کاکا جان نے اپنے نرم لہجے میں کہا گھوڑا بہت بدک رہا تھا باگ تک نہیں پکڑنے دے رہا تھا بے چارے ملازم نے نہ جانے کیسی باگ سنبھال رکھی تھی ماہ نم کو اس سارے منظر میں بے حد دلچسپی محسوس ہوئی خاص طور پر وہ اس گھوڑے سے سیفی کو ہارتے ہوئے دیکھنے کی خواہش مند تھی نہ جانے کیوں جبھی اسے سیفی گراؤنڈ میں داخل ہوتا دکھائی دیا بلیو جینز کے اوپر سفید شرٹ جس پر اس نے براؤن سلیو لیس جیکٹ پہن رکھی تھی یہ لباس اس کے مضبوط اور کسرتی جسم کو بے حد نمایاں کر رہا تھا بلیو جینز کے نیچے لانگ شوز تھے اور آنکھوں پر سن گلاسز لگائے وہ پراعتماد چال چلتا گراؤنڈ میں داخل ہوا تھا۔

"یہ انسان ہے یا چھلاوہ؟" ماہ نم سوچ کر رہ گئی تھی ابھی کچھ دیر پہلے کچن میں باقاعدہ شیف والا حلیہ بنائے ایک ماہر کک کی طرح کوکنگ کر رہا تھا اور اب کسی انگریزی فلم کا ہیرو جیسا حلیہ بنائے گھوڑے کی جانب بڑھ رہا تھا۔

"گھوڑے پر خاص طور پر اڑیل گھوڑے پر پہلا امپریشن بہت جاندار پڑھنا چاہیے اور تم ڈرے ہوئے سے اس کی لگام تھامے کھڑے ہو تمہیں تو وہ کسی گنتی میں شمار کرنے والا نہیں۔" سیفی نے ملازم کے قریب آتے ہوئے کہا اور ماہ نم کو اس کا حلیہ بدلنے کی لاجک سمجھ آئی۔

"عجیب بات ہے۔" وہ بدبدائی، دلچسپی میں مزید اضافہ ہوا تھا چاہ کر بھی وہ وہاں سے جا نہ پائی، کاکا جان بھی اس کے قریب آکر مودب سے کھڑے ہو کر گراؤنڈ کی جانب دیکھ رہے تھے سیفی نے اس کی موجودگی کو نظر انداز کیا ہوا اس کی ساری توجہ صرف اپنے گھوڑے پر تھی گلاسز اتار کر اس نے شرٹ کے اوپر کے دو کھلے بٹنوں کے پاس اڑسے اور لگام ملازم کے ہاتھ سے لے لی گھوڑا بے چین تھا اور ٹک کر کھڑا نہیں ہو رہا تھا اس کی ہنہناہٹ میں غصہ اور وارننگ دونوں محسوس کیے جا سکتے تھے۔

"ایزی کارلس..... ایزی۔" سیفی نے لگام تھام کر اسے پچکارا گھوڑا مزید بدکا تھا اور ماہ نم کو یقین ہو چلا تھا کہ وہ سیفی کو اپنی پیٹھ پر سواری کا اعزاز بھی بخشنے والا نہیں۔

ایک بار پھر کی گئی کوشش پر گھوڑے نے اپنی اگلی دونوں ٹانگیں اٹھا کر زمین پر ماری اگر سیفی برق رفتاری سے ایک سائیڈ پر نہ ہو جاتا تو اس کی دونوں ٹانگیں اس کے سینے کو لگتیں ماہ نم کا دل دھڑکا تھا یہ سب اتنا آسان نہیں تھا جتنا وہ سمجھ رہی تھی۔

"اللہ خیر رکھے۔" کاکا جان بے ساختہ بولے تھے۔

سیفی کی چھوٹی سی پونی سے بال نکل کر بکھر گئے تھے جسے اس نے بے نیازی سے کانوں کے پیچھے اڑسا تھا۔

"ایزی کارلس..... ایزی..... ایزی مائی بے بی۔" سیفی اسے پیار سے پچکار ضرور رہا تھا لیکن اس کی باڈی لینگویج میں ایک خاص نڈر پن اور ہلکا سا غصہ چھلک رہا تھا جیسے وہ گھوڑے کو باور کرا رہا ہو کہ میں تم سے زیادہ ضدی اور اڑیل ہوں لگام کو اس نے ہلکا لیکن بھرپور جھٹکا دیا تھا۔

"ایزی مائی بے بی۔" ہر ہنہناہٹ کے جواب میں سیفی اسے پیار سے پکارتے ہوئے اس کے ساتھ چکر لگا رہا تھا اور پھر کچھ دیر کی مزید تگ و دو کے بعد کاکا اس نے سیفی کی ضد کے آگے ہار مان لی تھی اور سیفی نے پاس کھڑے ملازم سے کاٹھی لے کر اسی پر رکھتے ایک ہی جست میں اس پر سوار ہونے میں دیر نہیں لگائی تھی، ماہ نم کو اس کے چہرے پر در آئی فاتحانہ مسکراہٹ بھائی نہیں تھی اور وہ اسی وقت مڑ گئی اور سیفی نے اس کے چہرے پر چھائی مایوسی کو اتنی دور سے بھی تاڑ لیا تھا جس پر اس کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی تھی۔

وہ اور کاکا جان آگے پیچھے ہی اندر داخل ہوئے راستے میں وہ اپنی لسٹ میں شامل سامان کے متعلق بتاتی آئی تھی اور اب اس کا ارادہ اپنے کمرے میں جانے کا تھا۔

"کاکا جان سیفی بابا نے باربی کیو کا بھی انتظام کر رکھا ہے تحفوں کی تیاری وغیرہ وہ کر گئے ہے دعوت کا انتظام سوئمنگ پول کے پاس کرنا ہے ماہ نم بی بی کے لئے انہوں نے حکم دیا ہے کہ وہ اپنی نگرانی میں آپ کے ساتھ مل کر انتظام دیکھے اور یہیں پر رہے۔" شکور نے اسے سیڑھیوں کی جانب بڑھتا دیکھ کر سیفی کا پیغام دونوں کو ہی پہنچا دیا اور وہ سن کر خاموشی سے واپس پلٹ آئی۔

ایک ملازمہ ہی تو ہوں میں اس کی شکور کے منہ سے ادا ہونے والا حکم کا لفظ جو اس نے جلدی سے بدلا تھا کے متعلق سوچتے وہ کاکا جان کے ساتھ انتظام دیکھنے چل پڑی نہ جانے کیوں دل کو ٹھیس لگی تھی وہ کاکا جان کو انتظام کرتے دیکھتی رہی وہ اس سے مشورے بھی مانگ رہے تھے اور وہ انہیں جہاں ضرورت پڑتی دے بھی رہی تھی شام تک تمام انتظام مکمل ہو چکا تھا ڈھلتے سورج کی لالی میں سوئمنگ پول اور خوبصورت پھولوں سے آراستہ باغ بے حد بھلے لگ رہے تھے وہ اداس اور کھوئے کھوئے سے انداز میں منظر کو دیکھتی اندر چلی آئی ملازمین کے کھانے کا وقت ہو رہا تھا کچن کا دوسری سائیڈ کا دروازہ جو پچھلی طرف کھلتا تھا وہاں پر سب کھانا لے جانے کے لئے کھڑے تھے شکور ہی سب کو دے رہا تھا سارا نظام اتنے منظم اور اچھے طریقے سے چل رہا تھا کہ اسے کچھ بھی تبدیل کرنے کی خاص ضرورت محسوس نہیں ہو رہی تھی اس لئے وہ سب بس خاموشی سے دیکھ اور سمجھ رہی تھی واقعی کاکا جان اپنے مالکوں سے بے حد مخلص اور ان کے وفادار تھے، مغرب کی نماز پڑھنے کی غرض سے وہ اپنے کمرے کی جانب چل پڑی تھی جبھی سیفی مکمل تیاری کے ساتھ نیچے اترتا ہوا نظر آیا وہ اپنی بلیک شرٹ کے بازو پر کف لنکس لگاتا ہوا تر رہا تھا فرنچ ہیر کٹ بال تھے شرٹ کے اگلے دو بٹن بھی کھلے ہوئے تھے جس میں گلے میں پہنی چین نمایاں نظر آ رہی تھی جسم پر فیوم کا بے حد چھڑکاؤ کیا گیا تھا وہ کافی تک سک سے تیار ہوا لگ رہا تھا ماہ نم نے اسے نظر انداز کر کے خاموشی سے اوپر جانا چاہا۔

"کہاں؟" وہ اس کے سوال پر ٹھٹکی تھی

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

لیکن اس کے سنجیدہ تاثرات دیکھتے ہوئے مختصراً بولی تھی۔

"نماز پڑھنے جا رہی ہوں۔"

"پڑھ کر آ جانا کھانا اپنی موجودگی میں لگوانا اور بعد میں کافی بھی خود بنوا کر بھجوا دینا تمہیں آنے کی ضرورت نہیں، کافی بنانی آتی ہیں ناں؟" اس نے محض سر اثبات میں ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔

"پارٹی رات گئے تک چلے گی گیسٹ روم کو چیک کر لینا شاید میرے ایک دو دوست ٹھہر جائیں لاؤنج میں ٹی وی موجود ہے تمہیں اسے دیکھتے ہوئے اپنا وقت گزار سکتی ہو۔" اس نے اب بھی محض سر ہی ہلایا تھا اور وہ ایک بار پھر اس کے ملگجے حلیے پر نظر ڈالتا نیچے اترتا چلا گیا تھا، وہ اسے ایک ملازمہ کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا نہ جانے کیوں اسے انسلٹ کا احساس ہوا تھا حالانکہ حقیقت تو یہی تھی وہ اپنے پراگندہ خیالات کو جھٹکتی ہوئی کمرے میں چلی آئی اور پھر سب کام اس نے اپنی نگرانی میں کرائے تھے شکور کی اور ایک دو اور ملازموں کی خوب دوڑیں لگ رہی تھیں عشاء کی نماز بھی اس نے لاؤنج میں ہی پڑی جہاں وہ پڑھ رہی تھی اس کی بائیں جانب بڑی سی فرش تک آتی گلاس ونڈو تھی جس کا رخ سوئمنگ پول کی جانب تھا کسی تیز گانے کی دھن پر جھومتے ہوئے سیفی کی نظر اس کھڑکی کی جانب اٹھی تھی۔

"پکی مولاتی ہے۔" اس کے دل میں یہی خیال آیا تھا اور اپنی دوست ثنا کے کسی بے تکے مذاق پر قہقہہ لگا کر اس کا خیال جھٹک دینا چاہا۔

صوفے پر بیٹھے بیٹھے اب اسے اونگھ آنے لگی تھی وہ رات جلدی سونے کی عادی تھی تبھی شکور کافی کا آرڈر لے کر آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک خوبصورت سا شاپنگ بیگ بھی تھا۔

"یہ سیفی بابا نے بھجوایا ہے آپ کے لئے، انہوں نے اپنی دوست کے سے کہہ کر آپ کے لئے کپڑے منگوائے ہیں کہہ رہے تھے کہ اتنے دنوں سے ایک ہی جوڑا پہن رکھا ہے آپ کو ضرورت ہو گی دوپہر کو میرے سامنے ہی فون کیا تھا۔" نان سٹاپ بولتے ہوئے شکور نے دانت نکوستے ہوئے بیگ اس کی جانب بڑھایا، اس نے خاموشی سے تھام کر وہیں قریب صوفے پر رکھ دیا اور خود کافی بنانے اٹھ گئی وہ بیگ لینے پر مجبور تھی اسے واقعی ایک جوڑے میں گزارا کرنا مشکل ہو رہا تھا، کافی وغیرہ بنا کر اس نے بھجوا دی تھی کاکا جان کب کے اپنے کمرے میں جا چکے تھے ان کا کوارٹر کوٹھی کے قریب ہی تھا، گھٹنوں میں درد کی وجہ سے وہ اتنی دیر تک کام نہیں کر سکتے تھے اور ان کی طبیعت کے پیش نظر ہی سیفی نے ماہ نم کو روک رکھا تھا ملازمین کے ساتھ مل کر اس نے کچن کا پھیلاوا سمیٹا تھا صفیہ برتن دھو کر خشک کر کے ان کی جگہ پر رکھتی جا رہی تھی اور اپنے خاندانی قصے بھی سناتی جا رہی تھی جسے ماہ نم غیر دلچسپی سے سن رہی تھی۔

باہر کچھ آوازیں ابھری تھیں اور پھر معدوم ہو گئی تھیں رات کافی ہو چکی تھی جبھی شکور نے آ کر سیفی کا نیا حکم سنایا تھا سب جا کر سو سکتے ہیں ماہ نم شاپنگ بیگ لے کر اپنے کمرے کی جانب چل دی جبھی اس نے سیف کو اپنے بیڈ روم میں جاتے دیکھا جو اس سے دو کمرے آگے تھا مختار صاحب تو نیچے والے کسی کمرے میں رہتے تھے وہ ہارٹ پیشنٹ تھے اور سیڑھیاں چڑھنے سے پرہیز کرتے تھے اور آج تو وہ صبح سے ہی کسی میٹنگ کو اٹینڈ کرنے اسلام آباد گئے ہوئے تھے شاید کل ان کی واپسی تھی کاکا جان نے صبح ناشتے کی ٹیبل پر ان کی

غیر موجودگی کی وجہ بتائی تھی ان کی صبح پانچ بجے فلائٹ تھی وہ منہ اندھیرے ہی چلے گئے تھے بقول کاکا جان کے ان کے کاروبار کا سلسلہ کافی وسیع تھا اور اس کی دیکھ بھال میں وہ کافی مصروف رہتے تھے۔

دروازے کو اندر سے لاک لگا کر اس نے بیڈ پر بیگ کو رکھتے کھولا اور جیسے جیسے وہ کپڑوں کو باہر نکالتی چلی گئی غصے سے اس کا برا حال ہوتا چلا گیا اس بدتمیز انسان سے ایسی ہی کسی بے ہودگی کی امید کی جا سکتی تھی، اس کا دماغ کھول کر رہ گیا تھا اور دوسرے ہی لمحے وہ تن فن کرتی سیفی کے کمرے کا دروازہ دھاڑ سے کھول کر اس کے کمرے میں موجود تھی وہ جو صوفے پر آڑھا ترچھا بیٹھا ہوا تھا اسے دیکھ کر سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو؟ جاؤ یہاں سے۔" مخمور لہجے میں وہ بولا تھا۔

"مجھے کوئی شوق نہیں تمہارے کمرے میں آنے کا، میں تمہیں تمہاری یہ بے ہودہ نوازش لوٹانے آئی ہوں۔" اس نے بیگ کو فرش پر پھینکتے ہوئے نہایت غصہ سے کہا اور مزید بولی۔

"آئندہ میرے ساتھ اس قسم کی بدتمیزی کرنے کا سوچنا بھی مت میرے حالات مجھے یہاں پر روکے ہوئے ہیں لیکن اسے میری کمزوری سمجھنے کی غلطی بھی مت کرنا میں کچھ اور نہ کر سکی تو اپنی جان تو دے ہی سکتی ہوں مجھے اپنی عزت اپنا وقار اپنی جان سے بڑھ کر ہے۔" غصہ میں جو منہ میں آیا وہ بولتی چلی گئی۔

"جسٹ گیٹ آؤٹ فرام مائی روم۔" جواب میں وہ غصے سے چلایا تھا اور ہاتھ میں پکڑی بوتل بھی سامنے دیوار کو دے ماری تھی، ماہ نم اس کی دھاڑ کا جواب انگلی اٹھا کر دینے ہی لگی تھی وہ اس کے ردعمل سے ڈری نہیں تھی یہی ثابت کرنے کے لئے اسے ایک دو اور کھری کھری سنانے کے لئے رکی اندر سے وہ اس کے غصے سے خائف ضرور ہوئی تھی۔

اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوتا دیکھ کر وہ جو غصے میں کھڑا ہو چکا تھا ایک دو قدم لڑکھڑاتے ہوئے اپنی سرخ آنکھوں کے ساتھ اس کے قریب آیا اور اس کا بایاں بازو دبوچ کر اسے کمرے سے نکالتے ہوئے غرایا تھا۔

"نکل جاؤ میرے کمرے سے۔"

ماہ نم کو یکبارگی صورت حال کا اندازہ ہوا اور وہ فوراً اپنے کمرے میں آ کر اسے لاک لگا کر اپنے بیڈ پر آن بیٹھی تھی، ماہ نم کو سیفی کی سرخ آنکھوں کو یاد کر کے جھرجھری آئی تھی پہلی بار اس نے کسی انسان کو نشے کی حالت میں دیکھا تھا اسے سیفی سے نفرت محسوس ہوئی تھی اور خوف بھی نشے میں انسان اپنے حواسوں میں کب رہتا ہے پورا جانور بن جاتا ہے اور اگر وہ اس کے ساتھ کچھ ایسا ویسا کر جاتا رات کے اس پہر کون تھا جو اسے بچاتا اور وہ تو پھر اس کی منکوحہ بھی تھی بے شک وہ دونوں دل سے اس کاغذی رشتے کو قبول نہیں کرتے تھے لیکن حقیقت تو یہی تھی وہ کپکپا کر رہ گئی تھی اور بیڈ کے ایک کونے میں سمٹ کر چادر سر تک تانے سونے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

☆☆☆

نماز ادا کرنے کے بعد وہ یونہی بڑی سی گلاس ونڈو کے سامنے جا کھڑی ہوئی نرم نرم سی دودھیا سحر میں باغ کا منظر بے حد پرسکون اور دل آویز لگ رہا تھا تبھی اس کی نظر جاگنگ کرتے سیفی پر پڑی وہ ایک دم تازہ دم جاگنگ میں مصروف تھا، رات جس طرح اس نے ڈرنک کر رکھی تھی اس وقت اس کے انداز سے ذرا بھی اس خمار کا شائبہ ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

رات کا خیال آیا تو رات والا منظر پھر اس کی یاد میں تازہ ہوا اور وہ جھرجھری لے کر رہ گئی۔

نشہ تو انسان کو جانور بنا دیتا ہے اچھے بھلے کی تمیز کھو دیتا ہے اچھا بھلا انسان بھی، لیکن رات وہ جس طرح غصے میں بغیر سوچے سمجھے اس کے کمرے میں جا کر اسے وارن کرنے گئی تھی اس نے اس کی بدتمیزی کا کوئی بھی جواب نہیں دیا تھا بس اسے کمرے سے نکال باہر کیا حالانکہ جتنا وہ اسے جانتی تھی وہ فلرٹ اور عیاش کو جوان یہ تو اس کے لئے سنہری موقع تھا وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا تھا لیکن اس نے اس کی عزت کا مان رکھا تھا دن کی روشنی میں دل اسے سیفی کے متعلق کچھ اور ہی بتا رہا تھا دکھا رہا تھا اپنے خیالات سے گھبرا کر وہ نیچے کچن کی جانب چلی آئی سبھی لوگ اٹھ چکے تھے کاکا جان ہاتھ میں تسبیح لئے شاید کافی بنانے کا انتظام کر رہے تھے، ماہ نم آگے بڑھ کر کافی مگ میں پھینٹنے لگی صفیہ اور شکور بھی آ چکے تھے رات دیر تک کام کرنے کے باعث دونوں ہی تھکے اور خاموش تھے۔

''شکور، رحمو سے کہہ کر سوئمنگ پول کے پاس سے صفائی کروا دو سیفی بابا نے اپنے سٹوڈیو جانا ہے وہاں کی فوراً صفائی کروا دو پہلے۔'' کاکا جان نے زیر لب تسبیح کرتے ہوئے شکور کو ہدایت دی اور وہ سر ہلاتا ہوا چلا گیا۔

''سیفی بابا وہیں ناشتہ کریں گے؟ کوئی نئی تصویر بنانی ہے؟'' صفیہ نے یونہی پوچھا۔

''ایک باورچی ایک مصور بھی ہے اصل میں یہ شخص ہے کیا؟'' نہ چاہتے ہوئے بھی ماہ نم پھر سیفی کے متعلق سوچنے لگی تھی۔

''سر آ گئے؟'' دل کی آواز کو نظر انداز کرنے کے لئے اس نے یونہی کاکا جان سے مختار صاحب کے متعلق پوچھا۔

''نہیں، شاید دوپہر تک آ جائیں۔'' کاکا جان نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا کافی تیار ہو چکی تھی۔

''شکور سیفی بابا کے کمرے میں کافی دے آؤ وہ کمرے میں جا چکے ہیں۔'' کاکا جان نے کچن میں آتے شکور سے کہا۔

''میں بھی کہوں کاکا جان سیفی بابا کی طبیعت میں یوں ٹھہر کر بیٹھنا تو نہیں ہے وہ کیسے یہاں پر رکے ہوئے ہیں پر اب سمجھا ان کا موڈ تصویریں بنانے کا ہوگا۔'' شکور نے یونہی تبصرہ کیا۔

''ہوں اور اللہ کرے کچھ دنوں تک بناتے رہیں۔'' کاکا جان نے فوراً کہا تھا چونکہ ماہ نم کو اب وہاں پر اپنے لائق کوئی کام نظر نہ آیا وہ واک کرتی ہوئی پارس گراؤنڈ کی طرف چلی آئی اس وقت گراؤنڈ میں دو تین گھوڑے چکر لگا رہے تھے ان کی دیکھ بھال کرنے والے نوکر ساتھ تھا اسے یہ سب دیکھنا دلچسپ لگا تو وہ یونہی جنگلے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔

''کل میں نے ٹینا سے تمہارے لئے کچھ لیڈیز کپڑے لانے کو کہا میرا اس معاملے میں تجربہ زیرو ہے اور چونکہ وہ ایسے ہی کپڑے پہنتی ہے جسے تم ''بے ہودہ نوازش'' کہہ رہی تھی تو وہ ویسے کپڑے لے آئی غلطی شاید اس کی بھی نہیں میں نے اسے یہ کہا تھا کہ چند لیڈیز کپڑے لے آئے وہ بھی شاید میں اسے شاپنگ کا کہہ رہا ہوں تو وہ اپنی مرضی کے اپنے کپڑے خرید لائی پارٹی میں وہ مجھے کچھ کہنا تو چاہ رہی تھی مگر میرا دھیان نہیں گیا آئی تھنک وہ شاید رات یہاں Spend کرنے کا سوچ کر نائیٹی اور شارٹ بلوز وغیرہ لے آئی تھی۔'' اس کے قریب آ کر بلا تمہید کے وہ بولا تھا اور یوں اچانک اس کی آواز سن کر وہ اچھل ہی پڑی تھی اور اس کی بات سمجھ کر

وہ شرم سے سرخ پڑی تھی۔

''اپنی ویز کپڑے میں اسے بھجوا چکا ہوں اور بتا بھی چکا ہوں کیسے کپڑے چاہیے آئی ہوپ اب وہ ایسی کوئی بے تکی حرکت نہیں کرے گی دوپہر تک آ جائیں گے چیک کر لینا۔'' وہ جس طرح سے آیا تھا پوری بات کر کے اسی طرح سے پلٹ گیا تھا اس کا رخ اپنے سٹوڈیو کی طرف تھا اس کا دل ہر چیز سے اچاٹ اور بیزار ہو گیا تھا لہٰذا وہ دوبارہ اندر کی جانب چلی آئی تھی، ناشتہ کر کے وہ یونہی بیڈ روم میں چلی آئی تھی بھوک وہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

☆☆☆

اپنی مرضی سے کہاں اپنے سفر پہ ہم ہیں
رخ ہواؤں کا جدھر کو ہے ادھر کو ہم ہیں

لیکن وہ شاخ سے گرے سوکھے پتے کی مانند تمام عمر ہواؤں کے رخ پر نہیں جینا چاہتی تھی بعض اوقات اس کا بڑا دل چاہتا وہ پھپھو سے بات کرے لیکن وہ ایسا نہ کر پاتی اسے ڈر نہیں تھا لیکن وہ پھپھو کے لئے کوئی مشکل کھڑی نہیں کرنا چاہتی تھی اور یقیناً وہ کڑی نگرانی میں تھیں ورنہ موقع دیکھ کر وہ خود ہی اسے فون کر لیتیں، فی الحال وہ اس بڑے سے فارم ہاؤس پر ایک سڑے ہوئے کھڑوس شخص کے ساتھ بیکار زندگی گزارنے پر مجبور تھی یہ اس کی اندر آتے ہوئے رائے تھی اس کی چال سست اور دھیمی تھی تبھی اس کے پیچھے مختار صاحب بھی داخل ہوئے۔

انہیں دیکھ کر اسے خوشگوار سی حیرت ہوئی وہ اتنے امیر کبیر اور گریس فل شخصیت تھے لیکن غرور اور اپنے اکڑ و بیٹے جیسے کوئی تاثر ان کی شخصیت میں نہ تھے ہمیشہ اسے ان سے ایک پر شفقت دوستانہ تاثر ملتا تھا۔

''السلام علیکم! کیا حال ہے بیٹا؟'' ان کے سلام میں پہل کرنے پر قدرے شرمندگی محسوس کرتے ہوئے اس نے جلدی سے جواب دیا۔

''وعلیکم السلام! میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں؟'' فارمیلٹی نبھائی تھی۔

''بالکل ٹھیک نہیں ہوں اور اس وقت تک نہیں ہوں گا جب تک آپ مجھے انکل کہنا شروع نہیں کرتیں۔'' انہوں نے قدرے گھور کر جواب دیا تھا۔

''سوری انکل۔''

''کاکا ایک کپ کافی پلا دے اور برخوردار کہاں ہیں۔'' لاؤنج میں صوفے پر بیٹھتے ہوئے انہوں نے قریب آتے کاکا جان سے پوچھا تھا۔

''سٹوڈیو میں۔'' انہوں نے خیر مقدمی مسکراہٹ کے ساتھ مختصر جواب دیا تھا اور انہوں نے سر ہلا دیا تھا۔

''اور بیٹا کیا ہو رہا ہے؟'' وہ پھر سے ماہ نم کی جانب متوجہ ہوئے تھے اور قریبی صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''بور ہو رہی ہوں آپ نے مجھے ایسے ہی یہاں پر خانہ پری کی جاب دی ہے کاکا جان تو بہت پہلے اور بہت عرصے سے انتظام سنبھالے ہوئے ہیں میرے لائق کوئی کام نہیں۔'' اس نے منہ بسورتے ہوئے کہا وہ ان سے کافی ریلیکس ہو کر ہر پرابلم شیئر کرنے لگی تھی۔

''تو آپ جاب مت کرو یہ تو آپ کی ضد کے آگے میں نے کہہ دیا تھا، اچھا میں آپ کو آپ کی جاب کی Requierments بتاتا ہوں۔'' وہ سیدھے ہو کر بیٹھے اور بولے۔

''یہاں پر میری ایک لائبریری ہے، آپ نے کتابیں پڑھنی ہیں وہاں، مالی کو بتانا ہے کہ آج کل کے موسم میں کون سے امپورٹڈ فلاورز کی پنیری لگانی چاہیے، میں جب یہاں ہوں تو اچھی سی کافی

READING COMMUNITY
http://readingcommunity.blogspot.com/

بنا کر دیتی ہے، آئی تھنک آپ کو کوکنگ پسند ہے تو روزانہ اچھی سی ڈش بنانی ہے میں ہوں گا تو لازمی اس ڈش کی تعریف ہوگی اس سٹرو سے امید مت رکھیے گا، یہ رہا میرا لیپ ٹاپ اس کے ذریعے آپ نت نئی ڈشز سیکھ سکتی ہیں مالی کو بتا سکتی ہیں پلانٹس کے بارے میں وغیرہ وغیرہ، انٹیریر ڈیکوریشن کیجیے، اگر مجھے ٹائم ملا تو شطرنج کھیلنے آتی ہے وہ کھیلیے گے مل کر کہ کتنے سارے کام ہیں تمہارے جاب میں کرنے کے لئے کیا تم خود کو نا اہل ثابت کرنا چاہ رہی ہو یہ سب نہ کر کے۔'' ان کے شریر اور دوستانہ انداز پر وہ کھل کر مسکرائی تھی۔

''کاکا جان کافی عرصے سے اس مکان کا انتظام بہت اچھے طریقے سے سنبھالے ہوئے ہیں لیکن یہ گھر تبھی ہے جب اس مکان کے در و دیوار کسی خاتون سے آشنا ہوں جو کہ بہت سالوں سے نہیں ہے۔'' آخری بات انہوں نے قدرے سنجیدگی سے ادا کی تھی اور وہ سیفی کی والدہ کے متعلق سوال کرتے کرتے رک گئی تھی، اسے یہ سوال کل از وقت اور پرسنل لگا تھا جبھی سیفی بھی اندر آیا تھا اس کے ہاتھ مختلف رنگوں سے بھرے ہوئے تھے جنہیں وہ کپڑے سے صاف کرتا ہوا داخل ہوا تھا اور سامنے ان دونوں کو دیکھنے کے باوجود یکسر نظر انداز کیے وہ سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا تھا ماہ نم کو اس کی بدتمیزی کھلی تھی اور مختار صاحب کے چہرے پر ایک تاریک سایہ ابھرتا دیکھا تھا۔

''میں اپنی نالائقی پر شرمندہ ہوں واقعی بہت سارے کام ہیں میرے کرنے کے لئے ابھی میری جاب کیا ہے کافی بناؤں یا شطرنج کھیلیں گے۔'' ماحول پر عجیب سا تناؤ چھایا تھا اس کا اثر زائل کرنے کے لئے وہ مسکرا کر بولی تھی۔

''کافی پلا دیں شطرنج پھر کبھی میں بس کچھ دیر میں ہی شہر چلا جاؤں گا، چین سے ایک ڈیلی گیشن آیا ہوا ہے شام کو ان سے میٹنگ ہے بس تم دونوں کو دیکھنے چلا آیا تھا اور یہ آپ لے جاؤ انٹرنیٹ انسان کو نہ اکیلا ہونے دیتا ہے اور نہ بور۔'' اس نے قریب پڑے بیگ کی جانب اشارہ کیا جو ڈرائیور اٹھا کر لایا تھا۔

''تھنکس میں کافی بنا لاؤں آئی لائیک آلسو کافی لیپ ٹاپ چاہے آج کے انسان کو تنہائی محسوس ہونے نہ دے لیکن کافی ساتھ نہیں پی سکتا اور میں اکیلی کافی پینا پسند نہیں کرتی۔'' اس نے اٹھتے ہوئے بیگ کی جانب اشارہ کیا اور وہ اس کے اعتماد اور جواب پر خوش ہوئے تھے اور وہ ان کا دھیان بٹا گئی تھی۔

☆☆☆

وہ دوپہر کے کھانے کا مینو بنا رہی تھی جبھی باہر سے کسی کے بولنے کی آواز سنائی دی تھی اور پھر شکور نے بتایا کہ سیفی بابا کے کچھ کلائنٹس تھے تصویر لینے آئے تھے، اوہ تو وہ ایک پروفیشنل پینٹر تھا وہ بھی بس یونہی امیر زادوں کی طرح الٹی سیدھی لکیریں کھینچ کر خود کو شوقیہ مصور ظاہر کرتا ہو گا، وہ اپنے کام میں مگن رہی تھی۔

آج اس کا سندھی بریانی بنانے کو دل چاہ رہا تھا صفیہ کو ساتھ لگائے وہ کچن میں مصروف تھی کاکا جان اور شکور فارم ہاؤس میں لگیں سبزیوں کا جائزہ لینے گئے تھے۔

''یہ کیا ہے سیفی بابا؟'' صفیہ نے جلدی سے سیفی کے بڑھے ہاتھ سے رقم لیتے ہوا پوچھا تھا۔

''نظر نہیں آ رہا پیسے ہیں رحمو کی بیٹی کی شادی قریب ہے یہ اسے دے آؤ پچاس ہزار ہیں کہنا شادی کی تیاری کرے باقی پیسے پھر دوں گا، شکور کو کہنا کہ بریانی میں ڈالنے کے لئے فارم ہاؤس سے تازہ ٹماٹر، دھنیا وغیرہ توڑ کر لائے۔''

ماہ نم اس کی گفتگو پر چونکی تھی اگرچہ اس کی طرف بیک کیے وہ اپنے کام میں مصروف تھی اور ابھی بریانی کی تیاری ابتدائی مراحل میں تھی محض چاول اور چکن اور چند مصالحہ جات دیکھ کر اس نے اندازہ کر لیا تھا کہ کیا بن رہا ہے، حالانکہ یہ مرغ پلاؤ کی تیاری بھی تو ہو سکتی تھی۔

''بریانی میں ہی کیوڑہ اور چھوٹی الائچی ڈالی جاتی ہے، اف پناہ ہے اس شخص سے۔'' اس کی سوچ کو جیسے اس نے پڑھ لیا تھا یہ جملہ اسے ہی سنایا گیا تھا اور پھر وہ چلا گیا تھا۔

واقعی وہ ایک ماہر کک تھا اور کوکنگ کا بے حد شوقین اسے بخوبی اندازہ ہو چکا تھا۔

''بی بی جی میں یہ ذرا رحمو کو دے آؤں۔'' صفیہ نے اسے متوجہ کیا تھا۔

''رحمو کون؟'' ماہ نم پوچھے بنا رہ نہ پائی۔

''مالی ہے جی آپ کو سب نوکروں سے ملوایا تھا تھا اس کی بیٹی کی شادی ہونے والی ہے اور اپنے سیفی بابا ہم غریبوں کا بہت خیال رکھتے ہیں جی ہر ایک کی ضرورت کی خبر رکھتے ہیں ابھی پچھلے دنوں ڈاکٹر ڈرائیور جی اس کے بیٹے کا اپنڈکس کا آپریشن تھا تو سارا خرچہ سیفی بابا نے اٹھایا تھا اور مجھے ہسپتال میں علاج کروایا تھا۔'' صفیہ جھٹ سے بولی تھی۔

''تو انہیں یہ پیسے کیوں دیئے خود کیوں نہیں دیئے رحمو کو؟'' ماہ نم کے ذہن میں ابھرنے والے سوال کو اس نے صفیہ سے پوچھا تھا۔

''خواہ مخواہ میرے سامنے شو آف کر رہا ہے مدد کرتے ہوئے دوسرے ہاتھ کو خبر نہیں ہونی چاہیے مگر یہ خود پسند انسان۔'' ماہ نم نے سوچا۔

''کاکا جان یا میرے ذریعے ہی دیتے ہیں انہیں کسی کو اپنے سامنے جھکا ہوا سر وہ کیا کہتے ہیں احسان مند نظر آنا اچھا نہیں لگتا شروع سے ہی ایسا کرتے ہیں جب ان کی کوئی تصویر بک جاتی ہے تو بعض دفعہ وہ بھی ساری رقم یونہی کسی کی حاجت پوری کرنے کے لئے دے دیتے ہیں اللہ ان کو خوش رکھے ہم غریبوں کا بڑا خیال کرتے ہیں جی۔'' صفیہ نے اس کی سوچ کی نفی کرتے ہوئے بتایا تھا اور اب کی دفعہ وہ خاموش ہی رہی تھی۔

''میں جی یہ رحمو کو دے آؤں اور ٹماٹر وغیرہ بھی لے آؤں۔'' صفیہ نے اجازت طلب انداز میں پوچھا اور اس نے سر ہلا کر اجازت دے دی۔

☆☆☆

بریانی بہت لذیذ بنی تھی، اس کے ہاتھ میں بہت لذت تھی ہر کسی نے تعریف کی سوائے اس کھڑوس کے وہ خاموشی سے کھانا کھا کر اٹھ گیا تھا انکل مختار اور کاکا جان نے اس کے کھانے کی بے حد تعریف کی تھی لیکن نہ جانے کیوں وہ سیفی کی جانب سے منتظر تھی کہ وہ بریانی کے متعلق کوئی تعریفی جملہ بولے گا لیکن وہ اس سے تعریف کیوں سننا چاہتی تھی شاید وہ خود ایک کک تھا نہ جانے دل اس کی دلیل پر مطمئن کیوں نہیں ہوا تھا۔

الویژن صرف مادی چیزوں کے تو نہیں ہوتے انسان اور ان کی شخصیت کے متعلق بھی آپ کو الویژن ہو سکتے ہیں بظاہر جسے ہم جو سمجھ رہے ہوتے ہیں اصل میں وہ ہوتا نہیں سیفی کے متعلق وہ جتنا جان پائی تھی اس کی ناپسندیدگی میں نمایاں کمی واقع ہوئی تھی ایسا نہیں تھا کہ وہ اس کے متعلق کچھ جان کر اور قریبی مشاہدے کی بناء پر اپنی رائے تبدیل کر گئی تھی لیکن دل اس کے متعلق سوچنے لگا تھا اور اپنے احساسات سے باخبر ہو کر وہ قدرے پریشان تھی بس ایسی ہی الٹی سیدھی سوچیں سوچتے ہوئے دوپہر کو ٹینا کے ڈرائیور کے

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

ہاتھ آئے گئے شاپنگ بیگ میں سے کپڑے نکال کر دیکھے تھے اس نے چار پانچ کھلے شلوار سوٹ تھے جدید تراش خراش کے بوتیک سے لئے گئے وہ نہایت خوبصورت، دیدہ زیب ملبوسات تھے اسے سیفی کا ڈرنک کیے ہوئے کا منظر یاد آ گیا کیسے اس نے اسے کمرے سے نکال دیا تھا وہ نفس کا غلام نہیں تھا وہ جان چکی تھی اور اس کی یہی پہلی خوبی اسے اچھی لگی تھی کپڑوں کو سمیٹ کر وہ جلدی سے سونے کے لئے لیٹ گئی تمام خیالات کو جھٹکتے ہوئے۔

☆☆☆

ایک پل کو ٹھٹھکا تھا مگر پھر جلد ہی اپنے احساسات پر قابو پا کر ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔

''بہت پیاری لگ رہی ہے ہماری بیٹی۔'' انکل نے اس کے نکھرے روپ کو سراہا تھا۔

دراصل اس نے سیفی کے منگوائے کپڑوں میں سے بوتیک کا ایک سوٹ زیب تن کر رکھا تھا یہ نیوی بلیو کلر کا سوٹ تھا جس پر مختلف رنگوں کے گلاب کے پھول کاڑھے گئے تھے اور ساتھ میں ست رنگی دوپٹہ تھا جس کو اس نے ہمیشہ کی طرح سلیقے سے سر پر جما رکھا تھا۔

انکل کے تبصرے پر وہ جھینپی تھی اور جلدی سے ناشتے سے فارغ ہو کر کچن میں چلی آئی انکل اپنے آفس چلے گئے تھے ابھی وہ دوپہر کا مینو سیٹ کر رہی تھی کاکا جان کے ساتھ مل کر جب سیفی آیا تھا بنا کچھ کہے وہ کیبنز چیک کر رہا تھا کاکا جان اب اس کی جانب متوجہ تھے۔

''شام کو کچھ دوست آ رہے ہیں میرا ارادہ شیش تاؤک، افغانی قورمہ اور سالہ فروٹ بنانے کا ہے باربی کیو کا انتظام تو لازمی ہے، ہوں مصالحہ جات تو تقریباً ہیں چند ایک چیزیں مس ہیں میں لسٹ بنا دیتا ہوں ذاکر سے کہیے سامان لے آئے اور ذرا شام کو سٹوڈیو کے پاس ہی دعوت کا انتظام کروا دیجئے گا میں ذرا کارلس کو دیکھنے جا رہا ہوں۔'' مڑ کر اس نے کاکا جان کو مخاطب کرتے ہوئے سب کہا تھا اور وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے چلے گئے تھے۔

''یاد آیا موروں کو ویکسین کروا دی گئی ہے اور ہرن کا پنجرہ اپنی موجودگی میں صاف کروائے مجھے صاف نہیں لگا۔'' سوال کے ساتھ ایک اور ہدایت ملی تھی۔

''جی سیفی بابا کل ہی کروائی ہے اور صفائی میں کروا دوں گا۔'' کاکا جان جلدی سے بولے تھے۔

''تھینک یو کاکا جان۔'' وہ ان کو بہت احترام دیتا تھا۔

''شکورا کو کہنا میں خود کروں گا سہ پہر کے بعد آج کچن کی تفصیلی صفائی کر لینا۔'' قدرے پرے کھڑے شکور کو بھی ہدایت جاری کی گئی تھی اور پھر وہ پلٹ گیا۔

نہ جانے ماہ نم کو اپنا یوں اگنور ہونا اچھا نہیں لگا تھا بد دل سی ہو کر وہ لائبریری چلی آئی تھی اور اتنی معلوماتی اور نایاب کتابیں دیکھ کر چھائی بیزاری اڑنچھو ہو گئی تھی ''راجہ گدھ'' کو شیلف سے نکال کر پڑھنے میں محو ہو چکی تھی اور پھر وہ کتاب پڑھنے میں ایسی مگن ہوئی کہ وقت گزرنے کا خیال ہی نہ رہا ناول اتنا خوبصورت اور جاندار تھا اور پھر تخیل کی پرواز بے حد بلند ہونے کے باوجود زمین سے جڑی ہوئی تھی وہ پڑھنے میں مگن تھی جب کوئی تیزی سے لائبریری میں داخل ہوا تھا اور وہ جو آرام دہ حالت میں بیٹھی ہوئی تھی سامنے اسے دیکھ کر تیزی سے کھڑی ہوئی تھی۔

چند بے پرواہ لٹیں چہرے کا احاطہ کیے

ہوئے لمبی موٹی چوٹی بائیں کندھے سے آگے جھولتی ہوئی اس کے لاپرواہ حسن کو بڑھاوا دے رہی تھیں۔

''اوہ مجھے علم نہیں تھا کہ آپ یہاں پر ہیں۔'' اس کی بوکھلاہٹ دیکھ کر شاید اس نے تبصرہ کیا تھا اور کتابوں کی جانب بڑھ گیا تھا۔

اور وہ کتاب ہاتھ میں پکڑے خاموشی سے باہر نکل گئی تھی سیفی نے مڑ کر اسے باہر جاتے دیکھا اور اپنی مطلوبہ کتاب ہاتھ میں پکڑے اسی کرسی پر آن بیٹھا اس کی ہلکی سی گرمائش نے چند لمحے کسی اور وجود کے یہاں ہونے کا احساس دلایا تھا اور نہ جانے کیوں سیفی کے لبوں پر دھیمی سی مسکان ابھری تھی۔

کاکا جان نے اطلاع دی تھی کہ انکل مختار میٹنگ اٹینڈ کرنے کے سلسلے میں شہر سے باہر گئے ہیں کام کچھ خاص نہیں تھا وہ اپنے کمرے میں چلی آئی اور کتاب پڑھتے پڑھتے ہی سو گئی رات پارٹی کیسی رہی اور سیفی نے کچن میں کیا کک کیا اس کے بارے میں جاننا اس کے لئے ضروری نہیں تھا صبح اٹھ کر فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد وہ اپنے معمول کے مطابق کچن میں چلی آئی جہاں پر صرف صفیہ موجود تھی۔

''باقی سب کہاں ہیں؟''

''سیفی بابا تو باہر ورزش کر رہے ہیں دیر سے سوئے تھے تو دیر سے ہی اٹھے شاید سوئمنگ کر رہے ہیں شکور بھی وہیں ہے۔'' صفیہ نے دانت نکالتے اس کے سوال کا جواب دیا اور سوئمنگ کو اپنے لہجے میں ادا کیا۔

''میں نے کاکا جان کے متعلق پوچھا ہے۔'' ماہ نم نے سنجیدہ تاثرات سے کہا۔

''وہ تو جی سیفی بابا کے کچھ دوست گیسٹ روم میں ٹھہرے ہیں شاید ادھر ہی ہوں گے رات دیر تک پارٹی چلی سب نے پی کر خوب شور مچایا توبہ جی توبہ بابا تو خود اتنے اچھے ہیں مگر ان کے دوست توبہ سب آوارہ لفنگے اور چھچھورے ہیں۔''

''مہمانوں کے لئے بھی ناشتہ بنے گا اس کی تیاری کر لو۔'' اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے ماہ نم نے کہا تھا۔

''مہمان کتنے جی ایک لڑکی ہے جو ادھر ہے اور ایک شاید سیفی بابا کا دوست ہے جو سٹوڈیو میں ٹھہرا ہے آپ کے ہوتے وہ اپنے دوستوں کو گھر کے اندر آنے کی اجازت نہیں دیں گے بھی تو پارٹی اب باہر سٹوڈیو کے پاس ہوتی ہے ورنہ تو یہاں گھر میں ہی خوب ہلا گلا ہوتا تھا جی۔'' صفیہ کو بہت زیادہ بولنے اور ہر قسم کی معلومات دینے کا بے حد شوق تھا۔

''سیفی اور اس قسم کی اخلاقی قدریں؟'' وہ طنزیہ انداز میں سوچ رہی تھی۔

''کوئی شک؟'' اب کے دل نے جواب دیا تھا۔

''ہوں۔'' مختصر جواب دیتی وہ باہر نکلی تھی جبھی ایک لڑکی کسی کمرے سے برآمد ہو کر اس کی جانب آتی نظر آئی چونکہ وہ اسے دیکھ چکی تھی اور اسی کی جانب آ رہی تھی جبھی ماہ نم کو رکنا پڑا۔

''اے سنو، ایک کپ کافی بنا دو؟'' وہ شاید اسے کوئی ملازمہ سمجھ رہی تھی انداز کافی استحقاق بھرے تھے اور حلیہ قابل اعتراض اسٹریکنگ کیے کھلے بے ترتیب بال سلیولیس ٹاپ اور باریک بلیک ٹائٹس پہنے اپنے ہر اعضاء کو نمایاں کیے ہوئے تھی ٹاپ کا گلہ آگے پیچھے سے کافی کھلا تھا اس کا حلیہ دیکھ کر ماہ نم نظریں جھکا گئی تھی، وہ جان چکی تھی کہ رات جو سیفی کے دوست یہاں رک گئے تھے یہ ان میں سے ایک ہے ماہ نم اس لڑکی کو سیفی کی دوست کے روپ میں دیکھ کر ایک بار پھر

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

اس کے متعلق اچھی رائے قائم کرتے کرتے رہ گئی تھی۔

"تم کون ہو؟ ہائے یہ ڈریس تو میں نے سیفی کے کہنے پر بھجوائے تھے واؤ وہ اپنی ملازموں کے لئے بھی ایسی شاپنگ کرتا ہے۔" قدرے لڑکھڑاتے ہوئے اس نے کہا تھا وہ شاید ابھی بھی پوری طرح اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔

"یہ جی سیفی بابا کی بیوی ہیں چند دن پہلے ہی سادگی سے نکاح ہوا ہے بڑے صاحب کی بھانجی ہیں رخصتی ابھی نہیں ہوئی ہے خوب دھوم دھڑکے سے رخصتی ہو گی پھر آپ سب لوگ دعوت میں بلائے جائیں گے۔" صفیہ جوان کی آوازیں سن کر پاس چلی آئی تھی ماہ نم کو ملازمہ کہہ دینا بہت برا لگا تھا بھی جھٹ بولی تھی اور ماہ نم اس کی جلد بازی پر بس اسے گھور کر رہ گئی تھی۔

"واٹ؟ تمہارا دماغ ٹھیک ہے سیفی نے شادی کر لی وہ بھی اس مولانی سے؟" سر پر سلیقے سے اوڑھے دوپٹے کو نشانہ بناتے وہ چلائی تھی، اسے اس خبر نے اچھا خاصا شاک لگایا تھا مندی مندی آنکھیں حد سے زیادہ کھل چکی تھیں۔

"وہ تو شادی کے نام سے بھاگتا تھا، میں الو کی پٹھی دو سال سے اس کے پیچھے خوار ہو رہی ہوں۔"

"سیفی سیفی یہ نوکرانی کیا بکواس کر رہی ہے؟ یہ مڈل کلاس کی لڑکی تمہاری وائف ہے، تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو، دو سال سے تمہارے پیچھے خوار ہو رہی ہوں، ہر بہترین رشتہ ٹھکرا کر تمہاری منتیں کر رہی ہوں کہ مجھ سے شادی کر لو مگر تمہارا ایک ہی جواب کہ عورت ذات پر اعتبار نہیں بس دوستی کی حد تک ٹھیک ہے شادی نہیں کبھی نہیں اور اب اس سے شادی اوہ آئی گوٹ اٹ، تم نے ڈرنک کی ہو گی اور اس نے تمہیں پھنسا لیا ہو گا، پھر بلیک میل کر کے نکاح کروا لیا ہو گا، شکل سے ہی گھنی لگ رہی ہے، مگر تم تو ڈرنک میں بھی حواس نہیں کھوتے کتنی بار اس موقع کا فائدہ اٹھانا چاہا تمہاری قربت حاصل کرنا چاہی تم ہر بار دامن بچا گئے اور اب شادی آئی کانٹ بلیو اٹ۔" ایک ڈرنک کا اثر اوپر سے صفیہ کے منہ سے ماہ نم کا تعارف سن کر وہ لڑکی تو گویا صدمے اور حیرت سے پاگل ہو گئی تھی سیفی جو ناول کندھے پر رکھے محض لونگ ٹیکر میں اندر آ رہا تھا اسے دیکھتے ہوئے اول فول بکتی چلی گئی۔

"جسٹ شٹ اپ ٹینا، کیا بکواس کر رہی ہو شی از مائی وائف اور میں نے پورے ہوش و حواس کے ساتھ اس سے نکاح کیا ہے اور اس نے بھی اپنی نسوانیت کی تذلیل کر کے کسی بھی طرح میری قربت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی اور یہ مجھے اسی حلیے میں دل و جان سے قبول ہے اور اب میں تمہارا منہ توڑ دوں گا اگر تم نے ایک لفظ بھی مزید میری بیوی کے متعلق کہا کاکا جان سلیمان سٹوڈیو میں ٹھہرا ہوا ہے اسے کہیے اسے ابھی اور اسی وقت یہاں سے لے کر چلا جائے۔" سیفی نے ماہ نم کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے غراتے ہوئے کہا تھا، ماہ نم اس سارے ہنگامے پر حیران پریشان کھڑی رہ گئی تھی۔

"اور اب میں تمہاری شاپنگ کیے کپڑے بھی اپنی بیوی کے تن پر دیکھنا پسند نہیں کروں گا۔" آخری جملے پر زور دیتے ہوئے وہ بولا تھا۔

"اس انسلٹ کو میں بھولوں گی نہیں آئی دل ناٹ فارگیٹ دس۔" وہ چلائی تھی۔

"جسٹ گیٹ لاسٹ صفیہ باہر کا راستہ دکھاؤ۔"

کاکا جان تو پہلے ہی باہر نکل گئے تھے سیفی کے کہنے پر۔

اس کی بے ہودہ باتیں سن کر ماہ نم کو لگا جیسے وہ جھلستی دھوپ میں کھڑی تھی اور پھر سیفی اس کے آگے آن کھڑا ہوا اور اسے سائے کا احساس ہوا تھا اس کے توانا وجود سے وہ نظریں چرا گئی تھی۔

"گندے ہاتھ مت لگانا مجھے یو.....!" صفیہ کو گالی دیتی وہ لڑکی لڑکھڑاتی ہوئی باہر چلی گئی اور سیفی دھپ دھپ دو دو سیڑھیاں پھلانگتا اپنے کمرے کی جانب چلا گیا وہ جہاں کی تہاں کھڑی رہ گئی وجود کا بوجھ اٹھانا مشکل ہو رہا تھا قریبی صوفے پر وہ بے جان سے ہو کر ڈھے گئی کتنے گھٹیا الزام لگائے تھے اس بے ہودہ لڑکی نے۔

"آپ وہ کپڑے صفیہ کو دے دیجئے گا آپ کے لئے میں خود شاپنگ کر کے آتا ہوں۔" آنسوؤں سے لریز ماہ نم کی بادامی آنکھیں دیکھ کر وہ قریب آ کر بولا لباس تبدیل ہو چکا تھا بلیو جینز پر سفید ٹی شرٹ پہنے اور ہاتھ میں کار کی چابی تھی۔

"سیفی بابا بڑے صاحب نے ابھی آپ کو باہر آنے جانے سے منع کیا ہے۔" شکور نے ڈرتے ڈرتے حالات کی سنگینی سے آگاہ کرنا چاہا ماہ نم اب بھی دکھ کے زیر اثر خاموش بیٹھی رہی تھی۔

"شٹ تمہیں یا تمہارے بڑے صاحب کو لگتا ہے کہ میں اس چوہے دان میں دشمن کے ڈر سے بیٹھا رہوں۔" سیفی شکور پر الٹ پڑا اور تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"کاکا جان سیفی بابا چلے گئے ہیں میں نے روکنا چاہا لیکن وہ بہت غصے میں تھے۔" شکور نے کاکا جان کو دیکھتے ہی اطلاع دی اور کاکا جان بے حد پریشان ہو گئے۔

"شکور گارڈ سے کہو فوراً سیفی بابا کے پیچھے جائیں۔" انہوں نے فوراً شکور کو دوڑایا اور خود پریشان سے اندر چلے آئے پھر وہ مختار صاحب کو فون کر کے ساری صورت حال سے آگاہ کرنے لگے۔

"جی اچھا؟" فون رکھتے ہوئے وہ بولے تھے۔

"بڑے صاحب میٹنگ نمٹا کر آ چکے ہیں اور اب ادھر آ رہے ہیں اللہ کرے سیفی بابا انہیں راستے میں ہی مل جائیں اور ان کی بات مان کر واپس آ جائیں۔"

"دشمن کے شر سے بچانا میرے مولا وہ لوگ گھات لگائے ہو گئے ہیں جانتا تھا اور زیادہ دن یہاں رکے گے نہیں ایک تو میٹنگ کی مصروفیت اور پھر وہ بیٹیا کی پریشانی کے خیال سے یہاں پر تھے ورنہ جتنا گرم خون ان کا ہے کسی سے ڈر کر وہ یوں بیٹھنے والے نہیں۔" کاکا جان ٹہلتے ہوئے بڑبڑا رہے تھے۔

ماہ نم کے چند لمحوں کے لئے صدمے سے اس کے حواس مفلوج ہو کر رہ گئے تھے نہ جانے کتنا وقت گزر گیا تھا جبھی لاؤنج میں پڑا فون چنگھاڑا تھا نہ جانے کیوں اس کی آواز بڑی منحوس لگی وہ ابھی تک صوفے پر ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی ہوئی تھی کاکا جان نے فوراً ریسور اٹھایا تھا اور پھر ان کے خدشات کی تصدیق ہو گئی ریسور چھوٹتے چھوٹتے بچا تھا ان کے ہاتھ، چہرے کی رنگت یکدم سفید پڑ گئی تھی۔

"جی ہم آ رہے ہیں۔" بس یہی سرسراتی آواز برآمد ہوئی تھی ان کے منہ سے۔

"بٹیا رانی! بڑے صاحب کا فون تھا، سیفی بابا کو گولیاں لگی ہیں ہمیں فوراً شہر ہسپتال روانہ ہونا ہے۔" کاکا جان نے ماہ نم کے قریب آ کر اطلاع دی تھی ان کی آواز گلوگیر تھی اور ماہ نم گھبرا کر صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی اسے اپنی جان جسم سے نکلتی محسوس ہوئی تھی مگر کیوں؟ اس کا

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

جواب سوچنے اور دینے کا وقت نہیں تھا وہ لوگ اسی وقت گاڑی میں روانہ ہو گئے تھے، پیچھے گارڈز کی گاڑی بھی تھی تمام راستے کاکا جان اور ماہ نم کے لبوں پر سیفی بابا کی جان بچنے کی دعائیں رہی تھیں گولیاں کس نے چلوائیں ہیں وہ بہت اچھی طرح سے جانتی تھی۔

☆☆☆

یہ ایک چھوٹا سا پرائیویٹ ہسپتال تھا لیکن اندر سے تمام جدید سہولیات سے آراستہ تھا آپریشن تھیٹر کے باہر مختار صاحب بھی مل گئے جن کے چہرے پر زردی کھنڈی ہوئی تھی اور وہ صدیوں کے بیمار نظر آ رہے تھے۔

''پانچ گولیاں لگی ہیں آپریشن ہو رہا ہے۔'' ان کے قریب آنے پر ہو بس اتنا ہی بول پائے تھے، ماہ نم کا دل دھڑکنا بھول گیا ایک پل کو وہ ان سے نظریں بھی نہیں ملا پا رہی تھی آج ان کا بیٹا موت و زیست کی کش مکش میں اس کی وجہ سے تھا، تبھی ایک انسپکٹر ان کی جانب آیا تھا اور حادثے کے متعلق تفتیش کرنے لگا تھا۔

''انسپکٹر صاحب مجھے کسی پر شک نہیں، ویسے بھی یہ ایک اتفاقی حادثہ ہے سیفی شکار پر لے جانے والی اپنی بندوق صاف کر رہا تھا اس بات سے بے خبر کہ وہ لوڈڈ ہے بس پھر نہ جانے کیا ہوا کہ گولیاں چلتی چلی گئیں۔'' مختار صاحب نے انسپکٹر کے سوالات کے جواب میں یہ کہہ کر ماہ نم کو حیران پریشان کر ڈالا تھا وہ سب جانتے تھے کہ یہ گولیاں چچا اختیار نے ہی سیفی کو جان سے مارنے کے لئے چلوائیں ہیں لیکن اس پر شک تو کیا انہوں نے سرے سے ہی بیان بدل ڈالا تھا وہ اتنے اثر و رسوخ والے تھے کہ بڑی آسانی کے ساتھ اس کیس کو پایہ تکمیل پہنچا کر چچا کو سزا دلوا سکتے تھے مگر وہ تو کچھ اور ہی کہہ رہے تھے ماہ نم کو بالکل سمجھ نہ آیا آخر کیوں۔

''لیکن سر!'' انسپکٹر نے کچھ کہنا چاہا۔

''آپ کو جو بھی لگے ان سب سے بالاتر اسے حادثہ ہی سمجھا جائے اور بس اور یقیناً آپ یہ کام با خوبی کریں گے۔'' مختار صاحب نے بارعب انداز میں کہا اور جو وہ سمجھانا چاہ رہے تھے انسپکٹر سمجھ گیا تھا یقیناً وہ ان سے اچھی طرح واقف تھا جبھی اتنے مودب انداز میں پیش آ رہا تھا۔

''جی سر میں سمجھ گیا ہوں ہو جائے گا بس جب سیفی بابا صاحب ہوش میں آئیں گے ان کا بیان ریکارڈ کر کے یہ کیس ختم کر دیا جائے گا۔'' انسپکٹر یہ بات کہہ کر ان سے ہاتھ ملا کر چلتا بنا تھا۔

''انکل آپ نے اصل بات کیوں چھپائی؟'' ماہ نم پوچھے بنا رہ نہ پائی تھی۔

''میں جانتی ہوں بلکہ ہم سب جانتے ہیں یہ کام چچا کے سوا کسی کا نہیں میں ان کے خلاف گواہی میں دوں گی لیکن یوں کر کے تو ہم انہیں اور شیر کر دیں گے وہ ہمیں کمزور سمجھ کر اور شہ پا جائیں گے۔'' وہ مزید بولی تھی وہ بے حد مضطرب تھی۔

''میں نے کسی وجہ سے یہ سب کہا ہے تھانہ، عدالت اور پھر میڈیا اس بات کو بہت اچھالیں گے ان کے ہاتھ چند دن کمانے کا بہترین ذریعہ نکل آئیں گے اور میں اپنے گھر کی عزت اور تمہیں رسوا نہیں کر سکتا سیفی بھی ایسا ہرگز نہیں چاہے گا اور فی الحال تمہارے چچا شیر ہوئے ہیں یا نہیں میں ابھی اس بات کو سوچ نہیں پا رہا بس میرا سیفی بچ جائے پھر دیکھیں گے تم فکر مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' آخر میں اس کے سر پر دست شفقت رکھتے ہوئے انہوں نے کہا تھا اور اس نے خود کو ان کے ایک اور احسان کے تلے دبے محسوس کیا تھا اس کی آنکھیں پھر سے اشکبار

ہو اٹھی تھیں۔

وہ تینوں کافی دیر آپریشن تھیٹر کے قریب رکھے صوفوں پر سے ایک پر خاموش بیٹھے تھے وقت کچھوے کی چال چلتا ہوا ان کے اضطراب میں اضافہ کر رہا تھا ہسپتال میں اپنی نوعیت کی گہما گہمی تھی نرسز، ڈاکٹرز اور مریضوں کا آنا جانا لگا ہوا تھا لیکن وہ تینوں نے جیسے قدرت کے ریموٹ سے سٹاپ کر دیئے گئے تھے سوائے آنکھوں کے جن سے وقتاً فوقتاً آنسو رواں تھے کاکا جان اور مختار صاحب کی تو سمجھ آتی تھی لیکن ماہ نم کا بھی پورا وجود آنسو بن چکا تھا اتنے تکلیف دہ ماحول میں دل پر ہونے والی واردات نے اسے گم صم کر دیا تھا نہ چاہتے ہوئے بھی وہ ان چاہا شخص اس کی چاہت بن گیا تھا دل کے انکشاف نے اسے حیران پریشان کر ڈالا تھا اور اب دل اس کے جدا ہونے کے خوف سے سہما ہوا تھا۔

وقت نہ جانے کتنا گزر چکا تھا جب ڈاکٹر صدیقی آپریشن تھیٹر سے نکلے تھے مختار صاحب بے اختیار اٹھ کر ان کی جانب آئے تھے۔

''گولیاں نکال دی گئیں ہیں لیکن خون بہت زیادہ بہہ چکا ہے اور زخم بھی کافی گہرے ہیں یہ بارہ گھنٹے بہت اہم ہیں بارہ گھنٹے کے اندر اگر اسے ہوش آ جاتا ہے تو ہم اس کی زندگی کی امید کر سکتے ہیں دوا کا کام ہو چکا ہے اب دعا کیجئے یار اللہ سے دعا کرو انشاء اللہ وہ کرم کرے گا۔'' صدیقی صاحب نے مختار صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

''ابھی کچھ دیر بعد اسے آئی سی یو میں شفٹ کر دیا جائے گا فی الحال آپ لوگ اسے باہر سے دیکھ سکتے ہیں پھر باری باری جائیے گا لیکن ابھی نہیں۔'' تسلی دیتے ہوئے وہ آگے بڑھ گئے۔

مختار صاحب کی ٹانگوں نے جواب دے دیا تھا کاکا جان جو خود بھی بے جان ہوئے تھے ہاتھ تھام کر صوفے پر آن بیٹھے تھے۔

''میں راستے میں تھا جب (اختر باڈی گارڈ) کا فون آیا کہ سیفی کی گاڑی پر گولیوں کی بوچھاڑ کی گئی ہے وہ چونکہ تھوڑی دیر سے نکلے تھے اس لئے ان کی گاڑی قدرے پیچھے تھی ان کے پہنچنے تک دشمن اپنا وار کر کے فرار ہو چکا تھا یہ ایک غیر آباد جگہ تھی یقیناً وہ لوگ اس کا پیچھا کر رہے تھے میں نے ہی اختر کو صدیقی کے ہسپتال پہنچنے کا کہا یہ میرا بہت اچھا دوست ہے میرے پہنچنے تک آپریشن شروع ہو چکا تھا، کاکا جان اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں زندہ نہیں رہ پاؤں گا۔'' مختار صاحب بتاتے ہوئے آخر میں رو پڑے۔

''کچھ نہیں ہو گا اسے وہ ضدی ہے لیکن اس کا دل بڑا نرم ہے ہمیں یوں چھوڑ کر نہیں جا سکتا ہے جانتا ہوں میں اپنے سیفی بابا کو اللہ کرم کرے گا۔'' کاکا جان گلوگیر سے بولے تھے اور ماہ نم تو بس چپ چاپ بیٹھی رہ گئی تھی۔

''انکل یہ سب میری وجہ سے.....''

''نہ بچے نہ تقدیر کے لکھے کو کبھی اپنے کھاتے میں نہیں ڈالتے بس تم اس کے لئے دعا کرو، میں تمہیں کبھی قصور وار نہیں سمجھتا اور نہ سمجھوں گا ایسے مت سوچو۔'' وہ فوراً اس کی بات کاٹ کر بولے تھے، باری باری جا کر وہ اسے آئی سی یو میں دیکھ آئے تھے، ماہ نم میں ہمت نہیں تھی اس کا سامنا کرنے کی، اس جھگڑالو، ضدی اور خود سر انسان کو یوں بے بس، بے خبر دیکھنے کا، نہ جانے وہ اس کا سامنا نہیں کر پا رہی تھی، یا پھر خود کا سامنا کرنے سے بچنا چاہ رہی تھی۔

☆☆☆

''وہ تم سے بے حد محبت کرتا ہے۔'' ان کے جملے نے ماہ نم کو چونکا دیا تھا، بے یقین نظروں

READING COUNTER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

سے اس نے دیکھا تھا شاید اسے سننے میں غلطی ہوئی تھی۔

"یہی سچ ہے بیٹا وہ تم سے بہت پہلے سے محبت کرتا ہے تم وہ واحد عورت ذات ہو جسے اس نے دل سے چاہا ہے اور اس چاہت کو اپنے دل میں چھپا کر رکھا ہے لیکن عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتے۔" مختار صاحب بے حد اپ سیٹ تھے صوفے پر بیٹھے افسردگی سے بولے تھے کاکا جان ان کے لئے چائے لینے گئے تھے رات کا دوسرا پہر شروع ہو چکا تھا گہما گہمی میں کافی کمی واقع ہو چکی تھی وہ جو دل میں اس کی زندگی کے لئے د گونجی مختار صاحب کے منہ سے ادا ہونے والے جملوں پر ساکت اور بے یقین سی بیٹھی تھی۔

"ایک رات وہ حد سے زیادہ ڈرنک کیے گھر آیا میں اور کاکا وہیں موجود تھے جب وہ سیدھا کچن گیا اور چھری سے اپنے ہاتھ پر کٹ لگانے لگا اس پر عجیب سا جنون طاری تھا ہر کٹ پر بس وہ یہی بڑبڑا رہا تھا کہ یہ ہاتھ اس پر اٹھا کیسے میں نے سب کے سامنے اس کے نازک گال پر تھپڑ کیسے دے مارا میں نے اور کاکا جان نے اسے بڑی مشکل سے قابو کیا تھا حواس کھوتے کھوتے بھی بس وہ یہی کہے جا رہا تھا کہ آئی لو یو ماہ آئی جسٹ لو ماہ نم۔

ہم دونوں نے بھول کر بھی اس سے اس بات کا ذکر نہیں کیا کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ وہ اپنے خول میں سمٹ نہ جائے محبت سے منکر نہ ہو جائے، پھر اس رات تم دونوں سے اچانک فارم ہاؤس پر ملاقات ہوئی تمہاری آپ بیتی سنی اور میں نے آناً فاناً تم دونوں کا نکاح کر دینے کا فیصلہ کیا اس سے بہترین موقع شاید نہ ملتا ورنہ وہ تو کبھی بھی شادی نہ کرتا اس رات اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر وہ محض عاصم کا احسان اتار نے تمہیں لینے گیا تھا شہر والی کوٹھی میں جو رہتا ہے اس نے بتایا تھا کہ مجھے کہ کسی کا فون جس پر سیفی بابا نے پہلے انکار کیا اور پھر ایک زور سے بولے "کیا ماہ نم انتظار کر رہی ہے؟ پھر تمہاری پریشانی میں ہی وہ تمہیں لینے گیا حالانکہ اس وقت تمہارے انکار پر اس کی حالت ہو گئی وہ اس نے کبھی ظاہر نہیں ہونے دی تمہارے سے زیادہ میں نے اس کے گرد گھیرا تنگ کیا اور نکاح کے بعد بھی تمہیں وہیں فارم ہاؤس پر رہنے کی تجویز دی یہ اس کی محبت ہی ہے جو تمہاری فکر میں اتنے دنوں سے فارم ہاؤس پر ہوا تھا ورنہ بزدلوں کی طرح گھر میں چھپنے کا سوچ بھی نہیں سکتا وہ تمہیں چاہتا ہے، تمہاری کرتا ہے لیکن اس کا اعتراف وہ کبھی نہیں کرے گا، پلیز بیٹا اسے روک لو میری تو وہ کبھی نہیں سنے لیکن تمہاری پکار اسے روک لے گی۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیئے تھے اور ماہ نم کے آنسو بھی تیز سے بہنے لگے تھے آج شاک کا دن تھا انکشافات کا دن تھا دل کے اقرار نے اسے حیران کر ڈالا اور اب انکل مختار کے انکشاف نے بے یقینی حیرت سے دوچار کر دیا تھا۔

کاکا جان چائے لے آئے تھے لیکن ماہ نم دل کسی بھی کھانے پینے کی چیز دیکھنے کو بھی نہیں چاہ رہا تھا ڈاکٹر صدیقی راؤنڈ پر تھے خاص طور سیفی کی کنڈیشن چیک کرنے آئے تھے لیکن ان کے چہرے پر چھائی سنجیدگی ان تینوں کو کوئی آس دلا نہ پائی تھی۔

☆☆☆

وہ ڈرتی ڈرتی اس کے کمرے میں آئی تھی اور اس حالت میں اسے دیکھ کر اس کا دل کٹا تھا۔

"تم تو غصہ کرتے، اکڑتے ہی اچھے لگتے ہو یوں بے جان سے بالکل اچھے نہیں لگ

رہے۔" اس کے بیڈ کے قریب آ کر وہ دل میں اسے مخاطب ہوئی تھی۔

"اور یہ مجھے اسی حلیے میں دل و جاں سے قبول ہے۔" ماتھے تک ہر وقت لپیٹے رہنے دوپٹے کی وجہ سے ثمینا نے اسے ملانی کہتے ہوئے طنز کیا تھا جس کا جواب اس نے دیا تھا، وہ جان ہی نہ پائی کہ وہ سب کے سامنے اس سے اعتراف محبت کر رہا ہے، آئی سی یو میں اسے بیڈ پر بے ہوش لیٹے دیکھ کر وہ بس اسے دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

"میں تمہارا منہ توڑ دوں گا اگر تم نے میری بیوی کے متعلق اب کوئی اور گھٹیا بات کہی۔" ایک اور جملہ یادداشت میں گونجا۔

"میری بیوی۔" کتنا واضح اقرار کیا تھا اس نے ان دونوں کے رشتے کا کیوں نہ وہ سمجھ پائی کیوں نہ وہ جان پائی۔

گھنی مونچھوں تلے گلابی ہونٹ جو اب سفید ہو چکے تھے دیکھتے ہوئے اس نے خود کو کوسا تھا۔

اس کے دونوں بازوؤں پر ڈرپس لگی ہوئی تھیں سانس کا زیروبم بے حد آہستہ تھا اسے وحشت ہونے لگی تھی اس پورے ماحول سے۔

سائیڈ ٹیبل پر پڑے جائے نماز کو بچھا کر وہ اپنے رب کے آگے سجدہ ریز ہو گئی تھی۔

"اے اللہ میرے شوہر کو زندگی عطا فرما اسے لوٹا دے اسے مجھے میں وعدہ کرتی ہوں مرتے دم تک اسے چھوڑ کر نہ جاؤں گی اپنی محبت کے لئے اس کی محبت کے لئے جو تم نے ہم دونوں کے دلوں میں ڈالی ہے بدل ڈالوں گی اسے تیرے حکم سے تیرے فضل سے بس ایک بار اسے واپس لوٹا دے میرا شوہر مجھے واپس کر دے میں نادان تھی جو تیرے اتنے مضبوط بندھن کے صحیح معنی نہ جان پائی تو نے ہر مشکل سے مجھے نکالا ہے میں نے ہی تجھ سے دعا کی تھی کہ مجھے تقدیر کے غلط ہاتھوں میں نہ سونپنا اور تو نے میری سنی بھی تو اس بزدل کی جگہ تو نے سیفی کو میرا ضامن بنا کر بھیجا مالک اب بھی میری فریاد سن لے ہم نے تو ابھی سفر کا آغاز بھی نہیں کیا اور راستہ میں چھوڑ کر جا رہا ہے میری فریاد سن میرے مولا اسے زندگی عطا کر دے۔" ہچکیوں کے ساتھ روتے ہوئے اس کے ہاتھ دعا کے لئے بلند تھے اور وہ بس دعا کیے چلی جا رہی تھی اسے اپنی ہوش نہیں تھی نہ جانے کتنا وقت بیت گیا جب کسی نے نرمی سے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے اس کی زندگی کی نوید سنائی تھی۔

"اسے ہوش آ گیا ہے تمہاری دعائیں قبول کر لی گئیں ہیں۔" اشکبار نظروں سے اس نے مختار انکل کو دیکھا اور ایک بار شکرانہ بجا لانے کے لئے وہ سجدہ ریز ہو گئی تھی، زندگی بدل گئی تھی زندگی کا مفہوم بدل گیا تھا اب دونوں کے لئے۔

☆☆☆

"جا سکتی ہو تم مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہمدردی کی تو بالکل نہیں۔"

"یہ ہمدردی نہیں میرا فرض ہے۔" وہ تحمل مزاجی میں بولی تھی، دل میں آیا تھا کہ کہہ دے کہ یہ ہمدردی نہیں چاہت ہے، وہ اسے چاہنے لگی تھی اور اس کا پلٹ کا ذمہ دار تو بس رب کائنات ہی تھا جس نے اس کے دل میں سیفی کے لئے محبت کا بیج بو دیا تھا لیکن یوں اچانک اظہار اور رشتے کو قبول کرنا وہ بھی ایسی حالت میں سیفی کبھی دل سے قبول نہیں کرے گا، اسے پہلے آشنائی پھر دوستی اعتماد اور پھر محبت کا رشتہ استوار کرنا ہو گا سو اللہ کا نام لے کر اس نے اپنی اصل منزل کی جانب پہلا قدم بڑھا دیا تھا۔

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

تقریباً ایک ہفتے بعد اسے اس کی ضد پر ڈسچارج کر دیا گیا تھا اور اس کی ضد پر ہی اسے فارم ہاؤس پر ہی لایا گیا تھا خود سر اور ضدی تو وہ تھا ہی اب چڑ چڑا بھی ہو رہا تھا وہ تو اپنے کمرے میں ہی بالائی منزل پر جانے کو بضد تھا تبھی ماہ نم کو مداخلت کرنا پڑی تھی کہ نیچے کا گیسٹ روم کھلوا دیا جائے انکل مختار نے میل نرس رکھنے کی بات کی تھی کیونکہ دو گولیاں اس کے دائیں بازو ایک کولہے کے پاس اور دو پسلیوں میں لگی تھیں وہ ہلنے جلنے تک سے عاری تھا اور پھر خون بہہ جانے کے باعث بے حد نقاہت بھی تھی لیکن ماہ نم نے پر اعتماد انداز میں منع کر دیا تھا کہ اس کی ضرورت نہیں کاکا جان وہ اور بہت سے نوکر ہیں اس کا خیال رکھنے کو انکل اس کی بات کو سمجھ گئے تھے جبکہ سیفی نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

''کاکا جان کہاں ہیں میری دیکھ بھال وہ خود کیا کریں۔'' ماہ نم کی ہتھیلی پر پڑیں ٹیبلٹس دیکھ کر وہ پھر بولا تھا لینے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھایا تھا۔

''تو تم مجھ سے بھاگنا چاہ رہے ہو پر اب ایسا ممکن نہیں۔'' وہ دل میں اسے مخاطب کر کے ہلکا سا مسکرائی تھی۔

''کاکا جان اب بوڑھے ہو چکے ہیں اتنے بڑے فارم ہاؤس کی نگرانی کریں اور تمہاری دیکھ بھال بھی یہ ان کے بس کی بات نہیں دوائی کھا لو۔'' ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بولی تھی۔

''او کے پھر میرے لئے میل نرس کا انتظام کر دو۔'' اس نے دوائی لینے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھایا تھا اور یونہی لیٹا رہا تھا۔

''آخر تمہیں میرے یہاں ہونے سے کیا پرابلم ہے؟'' وہ تھوڑا الجھی تھی۔

''پرابلم..... آئی ہیٹ دس، ہمدردی کہاں مجھے تو عورت سے ہی شدید نفرت ہے اور تم کل سے میرے اردگرد منڈلا کر کیا ثابت کرنا چاہ رہی ہو جسٹ گیٹ آؤٹ فرام مائی روم۔'' وہ اچانک پھٹ پڑا تھا۔

اتنی تذلیل پر ماہ نم اپنی جگہ پر جم سی گئی تھی احساس توہین سے اس کے گال سرخ پڑ گئے تھے وہ جسے آسان منزل سمجھ کر بڑھی تھی راستہ تو سارا خارزار تھا۔

''جسٹ گیٹ لاسٹ۔'' وہ پھر دھاڑا تو اور ماہ نم تیزی سے اس کے کمرے سے نکلتی چلی گئی تھی اسے بری طرح سے رونا آیا تھا اگر وہ ویسی والی ماہ نم ہوتی تو اس کی بدتمیزی کا جواب منہ توڑ تھپڑ سے دیتی دو حرف بھیج کر ایک طرف ہو جاتی لیکن اب ایسا ممکن نہیں تھا جسے آپ چاہنے لگے اس کی خامیوں کے باوجود اور وہی آپ کی یوں تذلیل کرے دل کو کب برداشت ہوتا ہے۔'' روتی ہوئی سیڑھیوں سے نکلی تھی جب کاکا جان نے اسے دیکھا۔

وہ باہر سیڑھیوں میں بیٹھی تھی، کاکا جان نے سیفی کے متعلق کچھ ہدایت دیتے اس کی جانب آئے تھے مختار صاحب کی بے حد ضروری میٹنگ تھی مجبوراً انہیں جانا پڑا تھا اتنا بڑا بزنس وہ کسی پر چھوڑ نہیں سکتے تھے ایک ہفتے سے وہ آفس نہیں گئے تھے لیکن اب جانا ناگزیر ہو گیا تھا۔

''بٹیا رانی!'' انہوں نے پاس آ کر اسے پکارا تھا گو وہ ایک کم گو انسان تھے اور اپنے مالکوں کے بے حد وفادار لیکن ان کے وجود سے شفقت پھوٹتی تھی اور انداز بے حد دوستانہ محسوس ہوتے تھے۔

''کاکا جان اس نے کہا تھا کہ میں اسے دل و جان سے قبول ہوں لیکن اب میں اسے کیونکر بتاؤں کہ وہ بھی مجھے قبول ہے وہ تو میرے وجود کو اپنے اردگرد دیکھ نہیں پا رہا آخر اتنی نفرت کیوں مجھ سے۔'' روتے ہوئے اس نے کاکا جان سے پوچھا تھا نہ جانے وہ اتنی آسانی سے ان سے اپنے دل کی بات کیسے کر گئی تھی۔

''وہ آپ سے نفرت نہیں کرتا عورت ذات سے نفرت کرتا ہے۔'' وہ سنجیدہ سے گویا ہوئے تھے۔

''مگر کیوں؟'' وہ اس الجھی ڈور کو اب سلجھانا چاہتی تھی، منزل تک پہنچنے کے لئے پیچیدہ راستے سے آگاہی ضروری تھی۔

''اس کا جواب تو شاید ستائیس سالوں پر محیط ہے، آئیں وہاں بیٹھتے ہیں۔'' کاکا جان بولے تھے اور باغ میں رکھی کرسیوں کی جانب اشارہ کیا وہ خاموشی سے ان کے پیچھے چلتی ہوئی وہاں آن بیٹھی تھی اور پھر کاکا جان اسے بتاتے چلے گئے۔

☆☆☆

زیبا کو ویسی تو نوکری سیکرٹری کی ملی تھی لیکن اپنی اداؤں کے جال میں پھنسا کر بہت جلد وہ مسز مختار بن گئی تھی اس کا تعلق ایک لوئر مڈل کلاس سے تھا اور یہ عجیب اتفاق کی بات تھی کہ مختار اور زیبا دونوں ہی اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے وہ غربت سے نجات پانا چاہتی تھی اس لئے مختار سے شادی کر لی جو کہ شکل و صورت میں اس سے کمتر تھے وہ ایک حسین ترین عورت تھی اور اپنی تعریف کی بے حد بھوکی ایک سال میں ان کے گھر اسفند علی نے جنم لیا زیبا کو شروع سے ہی وہ اپنے پاؤں کی زنجیر لگتا تھا کم صورت شوہر اس کے حسن کا پجاری تھا لہٰذا اس کے کہنے پر ایک آیا کو بچہ پالنے کے لئے دے دیا گیا ہر وقت دوستوں کی ساتھ پارٹی پکنک تفریح، کلب، ہلا گلہ بس یہی تو زیبا کی زندگی تھی پھر اسے ایک پارٹی میں شکیل ملا وہ بے حد مالدار اور وجیہہ انسان تھا تب زیبا مختار کے ساتھ شادی کے فیصلے پر پچھتانے لگی کہاں مختار کا چھوٹا سا کاروبار جس سے وہ اسے مہینے میں ایک دو تین بار شاپنگ کروا سکتا تھا اور کھانے کے لئے سال، چھ مہینے بعد نادرن ایریاز میں لے جا سکتا تھا اور کہاں شکیل جو ایک دن میں اپنی محبوبہ پر لاکھوں اڑا سکتا تھا اور شاپنگ کے لئے دوبئی لے کر جا سکتا تھا دولت کی ریل پیل نے زیبا کو لالچی فطرت کو اپنی طرف کھینچ لیا مختار احمد پہلے ہی زیبا کی گھر اور بچے سے لاپرواہ رہنے کی وجہ سے اسے سمجھاتا رہتا تھا مگر اب تو اسے رتی بھر پرواہ نہ رہی وہ اب ہر صورت مختار جیسے کم صورت سانولے مرد سے نجات چاہتی تھی اور دوسری طرف شکیل حسن پرست، عیاش فطرت انسان زیبا کی زلفوں کا اسیر وہ لوگ اب گھر میں بھی ملنے لگے تھے مختار کے والدین تو فوت ہو چکے تھے اور زیبا نے کبھی پلٹ کر بھی اپنے بوڑھے باپ کی خبر نہ لی تھی ماں تو شادی سے پہلے مر گئی تھی ان کی دوستی کے چرچے کاروباری حلقہ احباب میں عام ہونے لگے اور گھر میں مختار اور زیبا کی لڑائی جھگڑے بیڈ روم سے نکل کر پورے گھر میں گونجنے لگے تھے اس وقت اسفند پانچ سال کا ہو چکا تھا وہ ایک ذہین بچہ تھا، ماں باپ کے لڑائی جھگڑے نے اس کی شخصیت پر اثر انداز ہو رہے تھے لیکن دونوں کو اس کی ہرگز پرواہ نہ تھی مختار سے لڑنے کے بعد زیبا ہمیشہ روتی ہوئی اسفند کے کمرے میں جاتی اور باپ کے متعلق گھٹیا الزام تراشی کرتی ایسا کر کے وہ اپنی انا کی تسکین کرتی۔

ایک دن مختار صاحب جو کسی کاروباری میٹنگ کے سلسلے میں دو دنوں کے لئے شہر سے

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

باہر گئے ہوئے تھے اگلے روز ہی پلٹ آئے میٹنگ کسی وجہ سے ہو نہیں سکی تھی سوچا آج کا سارا دن بیوی اور بچے کے ساتھ گزاریں تو شاید زیبا کے شکوے کچھ کم ہوں جائے لیکن سرپرائز کے چکر میں جب انہوں نے دھیرے سے بیڈ روم کا دروازہ کھولا آگے زیبا اور شکیل کو نازیبا حالت میں پایا تو ان کی دنیا اندھیر ہو گئی اسی وقت اسفند بھی ان کے پیچھے نہ جانے کہاں سے نکل کر آن کھڑا ہوا تھا وہ ذلت و رسوائی صرف زیبا کے حصے میں نہیں آئی اس کی لپیٹ میں مختار اور اسفند بھی آئے تھے، پورا گھر جل کر خاکستر ہو گیا تھا، زیبا تو اسی وقت مختار سے طلاق لے کر بے خوف اور بے غیرتی کے ساتھ گھر سے نکلتی چلی گئی اور اپنے قدموں میں عورت کا وقار، عزت ہی نہ روندی بلکہ مختار اور اسفند کے احساسات اور جذبات بھی روندتی چلی گئی مختار کو اس نے کم صورت ہونے کا بھی طعنہ دیا تھا اس نے واضح کہا تھا کہ جس طرح کی عیش پسند زندگی جینے کا وہ خواب دیکھتی ہے اسے صرف شکیل جیسا دولت مند ہی پورا کر سکتا ہے اسفند کو تو وہ شروع سے ہی اپنے پاؤں کی زنجیر سمجھتی تھی کبھی اپنے قریب نہ ہونے دیا کہ خواہ مخواہ اڑچن ہو کر اس کی سرگرمیوں میں رکاوٹ بنے گا مختار صاحب زیبا کی وجہ سے بری طرح ٹوٹے تھے اور پھر دن رات وہ پیسہ کمانے والی مشین بن گئے، انہوں نے اپنا ہوش نہیں تھا تو سیفی کی خبر کون رکھتا بس سکول جلدہا، کھانا کھا رہا ہے، جی رہا ہے، یہی کافی تھا باپ کا فرض نبھانے کے لئے وہ کئی دنوں گھر نہ آتے کاروبار پھیلانے کے چکر میں نہ جانے کہاں کہاں سرگرداں رہے تھے تب سیفی کو میں نے اپنی آغوش میں بھر لیا، میں اس گھر میں اس وقت آیا تھا جب مختار صاحب کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی بڑے صاحب مختار صاحب کے والد نے مجھے گھر ملازم رکھا تھا جب اس گھر میں یہ حادثہ ہوا اس سے کچھ مہینے قبل میرا تین سال کا بچہ اور بیوی ایک بس ایکسیڈنٹ میں مارے گئے تھے اپنوں سے جدائی اور تنہائی کے عذاب کو مجھ سے بہتر کون سمجھتا تھا اور پھر وہ سیفی سات سال کا معصوم بچہ جو ماں باپ کی لاپروائی کی بھینٹ چڑھ رہا تھا وہ اس پر ہجوم میلے میں ماں باپ سے بچھڑا ہوا تنہا اور خوفزدہ کھڑا تھا میں نے آگے بڑھ کر اس کی انگلی تھام لی، لیکن میں اس کا باپ اور ماں تو نہیں تھا یہ کمی تو اس کے ساتھ رہی میں اس کی ضرورتوں، خوشیوں اور احساسات کا خیال رکھتا تھا لیکن میرا اس کا رشتہ ماں باپ والا تو نہیں ہو سکتا تھا باپ کی توجہ پانے کے لئے وہ اوٹ پٹانگ حرکتیں کرنے لگا ماں نے جو زہر باپ کے متعلق اس کی دماغ میں بھرا تھا وہ ان کے مصروف ہونے کے بعد اور ان سے دور ہوتا چلا گیا بڑھتی عمر میں اس کی دوستی بھی غلط لڑکوں سے تھی جو اسے حسن بازار میں لے گئے وہاں وہ ہر روز عورت کو بکتے ہوئے دیکھنے لگا اور عورت کے پاکیزہ اور وفا بھرے روپ سے ہر اعتبار اس کا اٹھ گیا وہ مجھے ہر بات آ کر بتاتا تو میں اسے سمجھاتا روکتا مختار صاحب کو بھی اپنی حد میں رہ کر کہتا کہ وہ سیفی بابا کو وقت دیں لیکن وقت تو ہاتھ سے نکل چکا تھا۔

وہ بے حد ذہین ہے بہت ساری خوبیوں کا مالک اس کی ہر کامیابی پر مختار صاحب اس کے پاس نہ ہونے کسی کاروباری مصروفیت میں الجھے ہوتے ان کے پاس بیٹے کی کامیابی پر اسے شاباش دینے کا وقت نہیں تھا اور ماں نے تو پلٹ کر خبر بھی نہ لی اسے عورت کسی بھی روپ میں قبول نہیں نہ ماں، نہ دوست، نہ بیوی اور پھر تم اس کی زندگی میں آئی یونیورسٹی میں اس کی بہت

سی لڑکیوں سے دوستی تھی وہ ان کے احساسات سے کھیلتا تھا کیونکہ وہ خود اسے دعوت دیتی تھیں ہمیشہ کسی سے بھی دوستی کرنے سے پہلے وہ واضح انداز میں کہہ دیا کرتا تھا صرف دوستی نہ پیار نہ شادی اس کے باوجود کوئی اس حد کو کراس کرنا چاہے تو وہ کٹھور بن جاتا تھا کئی تو گھر تک اس کے پیچھے چلی آئی تھیں انہیں ٹالنا میرے لئے مشکل ہو جاتا تھا لیکن ان سب کے باوجود اس نے کبھی کسی عورت کو فریب دیا اور نہ دھوکے سے اس سے چند لمحے حاصل کیے اسی یونیورسٹی میں جہاں وہ بد سے بدنام برا تھا کہ مطابق مشہور تھا تم اسے نظر آئی اس نے مجھے بتایا تھا کہ۔

''کاکا جان آج میں نے یونیورسٹی میں حور دیکھی وہ بہت معصوم اور پاکیزہ نظر آ رہی تھی سفید فراک میں سفید دوپٹے کو سر پر اوڑھے وہ ایک دم دل میں اتر گئی میں نے اسے اس کے نام سے چھیڑا وہ دوسری لڑکیوں کی طرح خواہ مخواہ خود کو پوز کرتے ہوئے نہ شرمائی اور نہ کٹی بلکہ پر اعتماد میں مجھ پر خفا سی نگاہ ڈال کر بے نیاز ہو گئی۔''

''اس نے شادی نہ کرنے کی قسم کھا رکھی تھی جس رات عاصم نے اسے مدد کرنے کے لئے فون کیا شہر بنگلے میں موجود نوکر اصغر پاس ہی موجود تھا اصغر نے مجھے سب کچھ بتایا تھا میں تو زیادہ تر فارم ہاؤس پر ہی رہتا ہوں عاصم نے جب بتایا کہ تم گھر سے بھاگ کر اس کے ساتھ نکاح کرنے والی ہو تو اس کی رنگت زرد پڑ گئی اور ہاتھ میں کانچ کا گلاس توڑ ڈالا تھا عاصم نے اپنی مجبوری بتائی اور یہ بھی کہ تم تنہا اس کی منتظر ہو تو وہ تمہاری پریشانی میں گھر سے نکلا وہ تمہیں کسی مصیبت میں تنہا نہیں چھوڑ سکتا تھا تم نے بھی ثابت کر دیا تھا کہ عورت بے وفا ہے لیکن ان سب کے باوجود وہ تمہیں کسی مشکل میں تنہا نہیں چھوڑ سکتا تھا وہ تمہارے آگے بے بس ہو جاتا ہے اور اسی بے بسی کو خفگی اور غصے میں لپیٹ کر تم سے بھاگتا ہے لیکن ایسا کر نہیں پاتا اسے تمہاری بہت فکر رہتی ہے اگر وہ تم سے بے حد خفا ہے تو ان سب باتوں کے پیچھے اس کے ماضی کے محرکات ہیں، بٹیا رانی تم اس کی زندگی کی اولین آرزو ہو چاہت ہو لیکن وہ شاید اس کا اقرار بھی نہ کرے وہ پتھر ہو چکا ہے اور اس پتھر میں جونک تمہارا یقین تمہاری سچی محبت اور تمہارا خلوص ہی لگا سکتا ہے بظاہر اس میں جتنی برائیاں ہیں وہ اتنا برا ہے نہیں جو وہ نظر آتا ہے وہ اصل میں نہیں ہے یہ سب تو وہ مختار صاحب کو ستانے کے لئے کرتا ہے باپ بیٹے میں اتنی دوریاں بڑھ چکی ہیں جو شاید کبھی نہ کم ہو سکیں لیکن مجھے یقین ہے کہ تم ان دونوں کے بیچ ایک پل بن جاؤ گی اس کے لئے تمہیں حوصلے صبر سے کام لینا ہو گا اپنا آپ مارنا ہو گا کیا تم یہ سب میرے سیفی بابا کے لئے کر سکتی ہو؟''

سیفی کی شخصیت کی تمام الجھی گتھیاں سلجھاتے ہوئے کاکا جان نے ماہ نم سے پوچھا تھا اور سیفی کے ماضی کو جان کر ماہ نم کا دل اس کے درد سے بھر گیا تھا۔

''کاکا جان میری زندگی میں اچانک ہی بہت کچھ تبدیل ہو گیا آپ جانتے ہیں کہ اس روز میں نے عاصم کی مدد کیوں کی تھی، میں نے آپ کو اور انکل کو سب سچ سچ بتا دیا تھا مجھے حیرت ہوتی کہ اللہ نے یوں اچانک یہ سب کیوں میرے ساتھ کیا آخر اس میں بھلائی کیا ہے ماں باپ ایکسیڈنٹ میں اچانک جدا ہو گئے چچا جان کی لالچی فطرت نے مجھے ایک بے ہودہ رسم میں باندھ کر جائیداد ہتھیانے کا سوچا اور خود کو بچانے کے لئے ایک بزدل انسان کی مدد مانگی لیکن اس لمحے میری مدد کو وہ آیا جسے میں ناپسند کرتی تھی جسے

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

میں ایک عیاش پرست، آوارہ سا نوجوان خیال کرتی تھی اور اب مجھے سمجھ آیا کہ مجھے اس بکھرے ہوئے شخص کو سمیٹنے کے لئے منتخب کر لیا گیا ہے میرے دل میں نکاح کے بعد اس کی محبت ڈال دی گئی ہے میں اس پتھر میں جونک لگا کر رہوں گی انشاء اللہ۔" ماہ نم نے آنسو پونچھتے ہوئے پر اعتماد اور پر یقین لہجے میں کاکا جان سے کہا تھا۔

"میڈیسن کا وقت ہو رہا ہے۔" اتنا کہہ کر وہ اندر کی جانب بڑھ گئی تھی اور پیچھے سے کاکا جان نے اس کے مضبوط ارادے کو اس کی پر اعتماد چال سے جانچا تھا اور ہاتھ دعا کے لئے بلند کر دیئے دونوں کی دائمی خوشیوں کے لئے وہ خوش تھے۔

کہ آج اس سات سال کے ڈرے سہمے بچے کی انگلی انہوں نے اس لڑکی کے ہاتھ تھما دی تھی جس پر انہیں یقین تھا کہ وہ نہ اسے دنیا کے میلے میں گم ہونے دے گی اور نہ ہی خود ساختہ اذیت بھری زندگی جینے دے گی۔

☆☆☆

شاید شکور کی موجودگی کی وجہ سے سیفی خاموش رہا تھا اور شکور کی مدد سے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"چکن کارن سوپ آپ کا پسندیدہ ہے امید ہے اچھا لگے گا میں نے خود بنایا ہے۔" سیفی کے قریب ہی بیڈ پر ٹکتے ہوئے ماہ نم نے گرما گرم سوپ کے پیالے سے چمچ بھر کر سیفی کی جانب بڑھایا اس سے پہلے وہ اس کی گردن کے پاس نیپکن لگا چکی تھی سیفی کی آنکھوں میں شدید استعجاب ابھرا تھا ماہ نم کا اتنا دوستانہ بلکہ استحقاق بھرا انداز دیکھ کر وہ کچھ لمحے نہ کچھ سمجھ پایا تھا اور نہ بول پایا ہمیشہ اس نے ماہ نم کی نظروں میں اپنے لئے ناپسندیدگی دیکھی تھی اور آج ان نظروں کے کچھ اور ہی رنگ ابھرے تھے اور مصور ہونے کے باوجود وہ ان رنگوں کی زبان سمجھ کر بھی پڑھنا نہیں چاہ رہا تھا اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا وہ بس خاموشی سے سوپ پیتا چلا گیا اور پھر اسی خاموشی سے دوائی بھی کھائی اور پھر ماہ نم نے ہی اسے لیٹنے میں مدد کی اس کے نرم و نازک ہاتھ تھامے اس کی مدد سے لیٹ گیا وہ اس کے قریب تھی بے حد قریب اور پھر وضو کر کے وہ اس کے کمرے میں ہی نماز پڑھنے لگی تھی وہ ہر وقت ماتھے تک نماز کی طرح دوپٹے کو لپیٹے رکھتی تھی اور یہ انداز اس پر جچتا تھا دعا کے لئے ہاتھ بلند کیے وہ آنکھیں بند کر کے بڑے خشوع خضوع کے ساتھ دعا مانگ رہی تھی اور پھر کچھ آیتیں پڑھ کر اس نے اٹھ کر سیفی پر پھونکی تھیں پھر وہ کمرے سے چلی گئی اور سیفی جو ابھی تک ورطہ حیرت میں مبتلا تھا کچھ ہی دیر بعد اسے اپنے کمرے میں واپس آتا دیکھ کر چونک گیا اس کے ہاتھ میں بستر تھا جو اس نے سیفی کے بیڈ کے پائنتی کی طرف بچھا لیا۔

"یہ سب کیا ہے؟" اب کی دفعہ وہ پوچھے بغیر نہ رہا لہجے میں تلخی نمایاں تھی۔

"اس وقت آپ کو چوبیس گھنٹے کسی کی ضرورت ہے لہٰذا آج سے آپ کے کمرے میں ہی سوؤں گی موبائل آپ کے پاس موجود ہے اپنا میرے پاس ہے کسی بھی چیز کی ضرورت ہو رات کو مجھے کال کر دیں اگر میں نیند سے نہ جاگوں۔" ماہ نم نے نارمل سے انداز میں کہا وہ جتنا کم بول رہی تھی اس کے انداز اس سے زیادہ بول رہے تھے، جو وہ نہیں بھی کہہ رہی تھی سیفی کو وہ بھی سمجھ آ رہا تھا جیسے اس کا پر اعتماد انداز کہ آج سے تم میری ذمہ داری ہو۔

"اس کی قطعی ضرورت نہیں شکور یا کاکا جان ہے میرا خیال رکھنے کے لئے تم جا سکتی ہو اپنے

کمرے میں جا کر سوؤ۔" اس نے اس کی ہمدردی لینے سے انکار کرنا چاہا۔

"شکور یا کاکا جان آپ کی بیوی نہیں ہیں جس طرح سے میں آپ کا خیال رکھ سکتی ہوں وہ نہیں۔" ماہ نم نے سیفی کے قریب دھماکہ کیا تھا اس کا پر اعتماد رویہ جو کہہ رہا تھا اس کی تصدیق ہو گئی تھی۔

"بیوی!"

"جی بیوی، میں نے اس ایک ہفتے بہت سوچا میں پرٹیکل لڑکی ہوں اور کوئی بھی فیصلہ جذباتی پن سے نہیں کرتی چند مہینے یہاں گزار کر اس کاغذی رشتے کو ختم کر کے اگر میں کسی اور جگہ شفٹ ہو جاؤں گی نوکری بھی کر لوں گی اور ایک دن شادی بھی لیکن اس کی کیا گارنٹی ہے کہ کوئی اور شخص آپ سے بہتر ہو گا آپ سے بدتر بھی تو ہو سکتا ہے تو پھر آپ ہی کیوں نہیں لہٰذا بہت سوچ سمجھ کر میں نے آپ کے ساتھ اپنا رشتہ تمام عمر قیام رکھنے کا فیصلہ کیا ہے لیکن ہر کوئی اپنے فعل کے لئے آزاد ہے بس میری اتنی ہی درخواست ہو گی کہ تمام عمر اپنا نام مجھ سے مت چھینے گا اور نہ ہی اس گھر کی چھت، باقی آپ دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں تو میری طرف سے اجازت ہے ویسے تو یہ وقت ان باتوں کا نہیں میں صرف آپ کو جلد از جلد تندرست ہوتے دیکھنا چاہتی ہوں مگر شاید یہ سب کلیئر کرنا ضروری ہے۔"

ماہ نم اچھی طرح سمجھ چکی تھی کہ سیفی کو صرف اور صرف سچائی اور پر یقین انداز سے ہی بدلا جا سکتا ہے سیفی اس کی زندگی کا ایک بہت بڑا چیلنج تھا اور وہ اس چیلنج کو قبول کر کے مکمل تیاری کے ساتھ میدان میں اتری تھی اسے ہر حال میں اسے جیتنے تھا۔

سیفی اسے خاموش جانچتی ہوئی نظروں سے ادھر ادھر کام کرتے ہوئے دیکھتا رہا لیکن بولا کچھ نہیں اور ماہ نم کو اندازہ ہو گیا اگلے چند دنوں میں کہ سیفی کی خاموشی ایک طوفان کا پیش خیمہ تھی، وہ طوفان جو اس کے پر اعتماد رویے کو ڈانواڈول کر کے رکھ دیتا تھا۔

☆☆☆

"تم جاؤ شکور!" اگلی صبح جب شکور سیفی کو فریش اپ ہونے کے لئے اس کی مدد کرنے آیا تو سیفی نے اسے واپس بھجوا دیا ماہ نم نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھی۔

"بیوی تو آپ ہیں میری اور کام میرے شکور کر رہا ہے۔" بیڈ پر لیٹے وہ طنزیہ انداز میں بولا تھا اس کا انداز کافی جتاتا ہوا سا تھا۔

ماہ نم نے خاموشی سے ہاتھ آگے بڑھایا اور بڑی مشکل سے واش روم تک سیفی کو لے کر گئی اتنی دھان پان سی لڑکی اتنے جوان مرد کا بوجھ سہارتے ہوئے واش روم کے چند قدم طے کروانا بہت مشکل تھا ماتھے پر پسینہ اور سانس کی رفتار تیز تھی اور پھر سیفی اس کا ایک طرف اور دوسرے طرف سے کندھا پر اپنا بازو رکھ کر چل رہا تھا وہ اس کے پورے وجود پر چھایا ہوا تھا وہ اس کے بے حد قریب تھا لیکن ماہ نم کو نروس نہیں ہونا تھا دل چاہے اندر سے کتنا ہی دھڑک رہا ہو اسے کان نہیں دھرنے تھے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ ضدی، خود سر سیفی کو صرف اس کا پر اعتماد رویہ، سچائی اور خلوص ہی اسے کنٹرول کر سکتا ہے اگر وہ اس کے خود سر انداز پر حاوی نہ ہوئی تو تمام عمر ایک ضدی اور جنگلی سیفی کے ساتھ ہی گزارنی ہو گی۔

اسی طرح سے وہ اسے واپس بیڈ پر لے کر آئی تھی سیفی قدرے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

FreeUrdu.com
http://www.freeurdunovels.com

"ٹاول باتھ آپ دلوائے گئیں یا.....؟"
سیفی نے جان بوجھ کر چیلنج دیتی مسکراہٹ کے ساتھ بات ادھوری چھوڑ دی۔
"میرا مطلب رات کو آپ نے کافی جذباتی تقریر کرتے ہوئے بیوی کا عہدہ سنبھالا ہے اور اس عہدے کی کافی ذمہ داریاں ہیں جبکہ آپ کا شوہر تقریباً ہاتھ پیر ہلانے سے عاری ہے اس کے تمام ہی کام آپ کو سرانجام دینے ہوں گے یا پھر شکور یا کا کا جان کو بلوا دیں۔" وہ طنزیہ انداز میں پھر گویا ہوا تھا۔
ماہ نم کچھ بولے بغیر واش روم میں سے نیم گرم پانی میں ٹاول بھگو کر لے آئی۔
"شرٹ کے بٹن کھولیے۔" وہ اسے زچ کرنا چاہ رہا تھا۔
اس وقت اس نے بلیک شرٹ پہن رکھی تھی اس کے اتنے قریب ہو کر بٹن کھولتے ہوئے اس کی انگلیوں کی کپکپاہٹ پر قابو پانا دشوار ہو رہا تھا لیکن بے تاثر چہرے کے ساتھ سنجیدگی سے وہ اپنے کام کو سرانجام دینے لگی، اس کی جھکی لمبی پلکیں انگلیوں کی ہلکی سی کپکپاہٹ اس پوری کاروائی کے دوران سیفی نے مخفی نہیں رہی تھی اور وہ اسے نروس کرنے کے لئے مسلسل گھور رہا تھا۔
بینڈیج جو اس نے ہسپتال میں نرس کو کرتے بغور دیکھی تھی کرنے کے بعد ٹاول وغیرہ سمیٹ کر رکھا۔
"آپ کافی کم گو ہو گئی ہیں مس نم۔" اس کے خاموش رہنے پر وہ پھر گویا ہوا۔
"آپ کی کچھ باتوں کا جواب نہ ہاں میں دے سکتی ہوں اور نہ ناں میں۔" اتنا کہہ کر وہ سب کچھ سمیٹ کر واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی سیفی نے ہلکا سا قہقہہ لگایا تھا۔
"ناشتے میں کیا لیں گے؟" آ کر پوچھا تھا ماہ نم نے۔
"کیا دیں گیں۔" جواب حسب معمول تھا جس انداز میں کہا گیا تھا ماہ نم کی نظریں یکبار جھکی تھیں۔
"میں اپنی مرضی کا ناشتہ بنا کر لاتی ہوں۔" وہ اتنا کہہ کر فوراً کمرے سے نکل گئی تھی اور سیفی کافی پراسرار انداز میں مسکرایا تھا۔
"ہونہہ عورت صرف ڈرامہ ہے دیکھتا ہوں کب تک تم یہ اچھی بیویوں والا ڈرامہ میرے ساتھ کرتی ہو اصل میں تو تم اپنے ضمیر کے ہاتھوں مجبور ہو تمہاری وجہ سے زخمی ہوں تو نیا نیا ہمدردی کا بخار چڑھ گیا جب ٹھیک ہو جاؤں گا تو پھر..... سب جھوٹ سب بکواس۔" سیفی نے زہر خند ہو کر سوچا تھا۔

☆☆☆

سارا دن کافی مصروف گزرا تھا ماہ نم کو سیفی نے خوب گھن چکر بنا رکھا تھا کبھی کتاب پکڑا دو کچن میں مصروف ہوتی تو سیل پر سیفی کی کال آتی فوراً جاتی تو حکم ہوتا کہ کتاب رکھ جاؤ جب دوبارہ کچن پہنچتی تو پھر کال آ جاتی کمرے میں جانے پر کہا جاتا پانی پلا دو جب دوپہر کو اس کی پسند کا اٹالین پزا فل آف چیز اتنی محنت سے بنا کر لے کر گئی دیکھ کر کہا گیا اب موڈ نہیں اسے صرف فروٹ سیلڈ کھانی ہے ماہ نم کو اچھی طرح معلوم تھا وہ اس کو زچ کر رہا ہے لیکن وہ بھی ہمت ہارے بغیر ماتھے پر ایک شکن لائے بغیر کام کرتی رہی انکل مختار شام کو آ گئے تھے اور سیدھا سیفی کے کمرے میں گئے تھے یہ جانتے ہوئے بھی وہ اب بھی ان سے سیدھے منہ بات نہیں کرے گا وہ اس کے پاس بیٹھ کر اس کی خیریت معلوم کرنے لگے تھے۔
"انکل چائے۔" ماہ نم نے گرما گرم بھاپ اڑاتا چائے کا کپ ان کی جانب بڑھایا ساتھ میں چکن چیز سینڈوچ بھی تھے۔
"بیٹا آپ چائے بہت اچھی بناتی ہو۔" پہلا گھونٹ بھرتے ہی وہ بولے تھے۔
"انکل میٹنگ کیسی رہی؟" اس کے آنے سے قبل اس کمرے میں خاموشی تھی دو نفوس کے ہونے کے باوجود۔
"ہوں شاندار۔" انہوں نے جواب دیا اور پھر ماہ نم ان کی میٹنگ کے متعلق بات کرتی کرتی ملکی حالات پر تبصرہ کرنے لگی خاص طور پر معشیت پر یہ ان کی فیورٹ ٹاپک تھا اگرچہ سیفی خاموش تھا لیکن دونوں کی باتیں سن رہا تھا سارا دن کمرے میں تنہا پڑے رہنے کی وجہ سے ان دونوں کی باتیں سننا اسے اچھا لگ رہا تھا۔
وہ کسی بات کو لے کر ایک غلط نقطے پر بحث کر رہے تھے جب سیفی نے اچانک ان کی تصحیح کی تھی اور اس طرح وہ بھی ان کی باتوں میں شریک ہو گیا، کچھ دیر بعد مختار انکل اٹھ گئے تھے سیفی کے آرام کرنے کے خیال سے۔
"صدیقی صاحب سب میٹنگز کینسل کروا دیجئے میں تقریباً دس پندرہ دن بعد آفس آؤں گا اس دوران میرا فون آف رہے گا آپ دفتر سنبھال لیجئے گا، جی اوکے بائے۔" کچھ ہی دیر بعد انہوں نے منیجر کو کال کر کے کہا تھا اور منیجر کی اگر مگر سنے بغیر فون آف کر دیا تھا یہ سب انہوں نے ماہ نم کے چند لمحے پیشتر کہے گئے جملوں کے بعد کیا تھا جو وہ ان کے پیچھے کمرے میں آ کر کہہ کر گئی تھی۔
"انکل ہمیں اس کے گرد چاہتوں کا گھیرا تنگ کرنا ہے اتنا تنگ کہ وہ کبھی اس گھیرے سے نکلنا نہ چاہے اس کے لئے ہم اسے فورس نہیں کریں گے محض چند لفظوں سے محبت کا یقین نہیں دلایا جا سکتا ہمیں اس کی بے حد پرواہ ہے فکر ہے عملی طور پر ثبوت دینا ہوگا، آپ کے لئے یہ سنہرا موقع ہے اپنے بیٹے کو اپنی محبت کا یقین دلانے کا اور یہ اب آپ پر ہے کہ اتنے برسوں سے روٹھے بیٹے کو کیسے مناتے ہیں میں آپ کی مدد کے لئے تیار ہوں بشرط کہ آپ بھی تیار ہوں۔"
"میں تیار ہوں بیٹا ہر قیمت پر اپنے بیٹے کو منانے کے لئے۔" ماہ نم کے جانے کے بعد انہوں نے دھیرے سے بڑبڑاتے ہوئے اپنے منیجر کو فون کیا تھا۔

☆☆☆

"انکل شطرنج کی بازی ہو جائے۔" وہ سیفی کے پاس اگلے دن بھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے کہ ماہ نم شطرنج اٹھائے کمرے میں آئی۔
"تمہیں کھیلنی آتی ہے؟" انہوں نے خوشگوار حیرت سے پوچھا۔
"میں اور بابا کھیلا کرتے تھے اور میں ہمیشہ جیتی تھی کیونکہ بابا خود سے ہار جاتے تھے لہٰذا مجھے جیتنے تک کھیلنی آتی ہے۔" ماہ نم نے جواب دیا اور وہ ہلکا سا قہقہہ لگا کر ہنسے وہ دونوں سیفی کے قریب ہی بساط بچھا کر بیٹھ گئے ان دونوں نے سیفی کو کھیلنے کا نہیں کہا تھا بور ہوتا سیفی کچھ دیر بعد ہی موبائل سے تنگ آ کر ان کی جانب متوجہ ہو گیا کہ ماہ نم کھیل کم اور فاؤل زیادہ کر رہی تھی ان دونوں کا قہقہہ بلند ہوتا احتجاج متوجہ کر گیا ماہ نم کافی دیر سے ایک چال چلنے پر پھنسی ہوئی تھی تھوڑا سا دھیان دیتی تو وہ مختار صاحب کو آسانی سے مات دے سکتی تھی لیکن وہ اپنے گھوڑے کو اس طرف چلا نہیں رہی تھی۔
"گھوڑے کو دائیں جانب رکھو۔" آخر کار سیفی کو کہنا پڑا اور ماہ نم نے جلدی سے ایسا ہی کیا اور اس طرح وہ سیفی کی ہدایات پر آخر کار جیت گئی اور اس طرح سے خوش ہو رہی تھی جیسے سارا کمال

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

اس کا ہو۔

سیفی اور مختار صاحب اس کے بچوں کی طرح خوش ہونے پر ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر مسکرائے یہ ایک بے اختیار حرکت تھی جلد ہی سیفی نے اپنی مسکراہٹ سمیٹ لی تھی۔

"لنچ میں کیا بناؤں آج میرے جیتنے کی خوشی میں میری طرف سے ٹریٹ ہو گی۔" وہ ان دونوں کو یوں مخاطب کر رہی تھی جیسے یہ چھوٹی سی فیملی ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی خوشی یگانت کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے۔

"میرے لئے مرغ پلاؤ، زردہ، پودینہ کی چٹنی کا رائتہ اور قورمہ وغیرہ بنا لینا شامی کباب بھی ضرور بس....." مختار صاحب شرارت سے گویا ہوئے تھے ماہ نم نے پوری آنکھیں کھول کر "بس" کہا تھا اور وہ ہنس پڑے تھے۔

"ارے بیٹا دل کا مریض ہوں جو بھی ہلکا پھلکا بنا دو یہ بوڑھا کھا لے گا۔" اس کے یوں بس کہنے پر وہ بے چارگی سے بولے تھے۔

"آپ؟" وہ سیفی کی جانب مڑی تھی۔

"چکن سیلڈ۔" مختصر اجواب موصول ہوا تھا اور وہ سر ہلاتے ہوئے اٹھ گئی تھی لیکن آنکھوں ہی آنکھوں میں مختار صاحب کو کچھ اشارہ کرنا نہیں بھولی تھی۔

ماہ نم کے جانے کے بعد دونوں طرف پھر خاموشی طاری تھی جب مختار صاحب خاموشی سے اٹھے اور کمرے سے چلے گئے سیفی نے بیزاری سے ان کی جانب سے رخ پھیرا اور موبائل پر بزی ہو کر بوریت دور کرنی چاہی لیکن وہ اس کام سے بھی بوریت محسوس کر رہا تھا تبھی مختار صاحب ہاتھ میں چند کتابیں، لیپ ٹاپ اور کچھ کارڈز لئے کمرے میں دوبارہ آئے اور سیفی کے بالکل قریب کرسی رکھ کر بیٹھ گئے۔

"اب کی دفعہ جب میں لندن گیا تھا تو وہاں سے تمہارے لئے یہ کتابیں خریدی تھیں تمہیں کوکنگ اور پینٹنگ سے بے حد لگاؤ ہے اسی کے حوالے سے چند قیمتی اور بہترین کتابیں ہیں۔" انہوں نے سیفی کی سائیڈ ٹیبل پر چار پانچ کتابیں رکھتے ہوئے کہا سیفی نے قدرے حیرت سے ان کی جانب دیکھا۔

"اس میں وہاں کی چند بہترین ریستوران کی تصاویر ہیں۔" انہوں نے لیپ ٹاپ کو بھی وہیں رکھتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں تم اپنا ریستوران کھولنا چاہتے ہو میرے بزنس اور دولت سے تمہیں کوئی دلچسپی نہیں یہ دولت تو بس عیاشی میں اڑانے بلکہ برباد کرنے کے لئے تم استعمال کرتے ہو اور تصاویر بنا کر اپنے لئے رقم جمع کر رہے ہو تم میرے ساتھ اس سلسلے میں ڈیل کر سکتے ہو کیا میں تمہارا سائلنٹ پارٹنر بن سکتا ہوں آئی مین پیسہ میرا اور محنت تمہاری میں کبھی انٹرفیر نہیں کروں گا کہ تم کہاں کیسا ریستوران بنا رہے ہو۔" انہوں نے بات کا آغاز کیا۔

"بیٹا گزشتہ رویوں کے بارے میں اگر صفائی دینا چاہوں تو شاید غلطی ہی ہو گا، مجھے اعتراف ہے کہ دولت بنانے کے چکر میں، میں اپنی ذات ہی فراموش نہیں کی بلکہ تمہاری طرف سے بھی غفلت برت گیا تم جب جب کلاس میں فرسٹ آتے تھے میں کاروبار کے سلسلے میں کہیں نہ کہیں مصروف ہوتا تھا میں فون کرتا تھا لیکن یہ میری موجودگی کا نعم البدل تو نہیں تھا میری لاپرواہی کی وجہ سے بہت دور ہو چکے تھے بہت بڑی بھول تھی یہ میری زیبا نے نارسائی اور بے وفائی کا گہرا زخم صرف مجھے ہی نہیں دیا تھا بلکہ زخمی تو تم بھی ہوئے تھے میرا یہ گمان غلط تھا کہ ایک سات سال کے بچے کو ان سب باتوں کا کیا پتہ اگر ہم دونوں اس وقت اس دکھ، غم اور درد میں اکٹھے ہو جاتے تو بہت جلد وہ غم ہلکا پڑ جاتا یوں ہمارے اندر پل کر روگ کی صورت اختیار نہ کر جاتا، زیبا نے مجھے کم دولت کا طعنہ دیا تھا اور میں دولت کمانے کے چکر میں اپنی اصل دولت کو گنوا بیٹھا میری اصل دولت تو تم تھی دن رات کر کے میں نے دولت کمائی جانتے ہو کس جنون کے تحت۔" انہوں نے خاموشی سے سنتے سیفی کی جانب دیکھتے پوچھا اور جواب کا انتظار کیے بغیر پھر بات کا سلسلہ جوڑا۔

"کہ ایک دن مجھے زیبا ملے اور اپنے شوہر سے زیادہ میرے پاس دولت دیکھ کر اس کی نظروں میں پچھتاوے کا رنگ دیکھ کر میں اپنے اندر بھڑکتی آگ کو بجھا سکوں اور وہ وقت آیا بھی دوبئی میں وہ مجھے ایک مینٹل ہسپتال میں ملی اس کی ذہنی حالت ابتر تھی اس کے پاگل پن کے دوروں سے تنگ آ کر اس کا چوتھا شوہر اسے وہاں پر داخل کرا گیا تھا میرا ایک دوست وہاں پر ڈاکٹر تھا اور میں بس یونہی اس سے ملنے گیا تھا، جب زیبا کو دیکھا اس کی آنکھوں میں پچھتاوے کا رنگ تو کیا میں اپنے لئے پہچان کا رنگ بھی نہ دیکھ سکا وہ میرے لئے باعث عبرت تھی تو میں خود اپنے لئے بھی باعث عبرت بن گیا دل یہ بوجھ سہار نہ پایا اور مجھے ہارٹ اٹیک ہوا تب بس زندہ رہنے کی خواہش اس لئے تھی کہ میں تمہارے پاس آنا چاہتا تھا اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگ کر تمہارے ساتھ زندگی شروع کرنا چاہتا تھا میں ہسپتال میں تمہیں پکارتا رہا اور روتا رہا وہیں پر مجھے اطلاع ملی کہ زیبا نے ہسپتال کی چوتھی منزل سے کود کر خودکشی کر لی میرے اسی ڈاکٹر دوست نے بتایا جس کے ہسپتال میں زیبا زیر علاج تھی دل کا درد اتنا سوا ہوا کہ مجھے لندن بائی پاس کے لئے جانا پڑا بائی پاس کے بعد بھی میں وہاں پر زیر علاج رہا اور مکمل طور پر صحت مند ہونے کے بعد تمہارے پاس آیا میں نے اپنی بیماری تم سے چھپا کر رکھی میں تم سے ہمدردی نہیں بلکہ پیار چاہتا تھا میرا خیال تھا کہ میں اپنی کوتاہیوں کو بہت جلد سدھار لوں گا تمہیں بتاؤں گا کہ تمہارا یہ بے وقوف باپ تم سے کتنی محبت کرتا ہے تمہاری آواز سننے کے لئے تمہارا بیزار اور گستاخ لہجہ بھی ہنسی خوشی برداشت کرتا رہا اور مجھے یقین تھا کہ تمارا دل میری سچی محبت پر ایک دن ضرور پگھل جائے گا لیکن جس رات میں یہاں آیا تمہارا اور ماہ نم کا مسئلہ سامنے تھا اور میں بلکہ تم بھی اس میں الجھ گئے اور جس وقت تمہیں گولیاں لگیں ڈاکٹر نے تمہاری حالت پر قدرے مایوسی کا اظہار کیا تو یہ دل بند ہونے لگا لیکن میں اپنے خدا کے آگے سجدے میں گر گیا میری اس سے یہی فریاد تھی کہ میرے بیٹے کو مجھے لوٹا دے، بس ایک موقع دے دے کہ میں تم سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ سکوں میں تمہارا گناہ گار ہوں بیٹا کیا تم اپنے نالائق سے گناہ گار باپ کو معاف کر سکتے ہو۔" انہوں نے روتے ہوئے ہاتھ جوڑ دیئے تھے سیفی تڑپ ہی اٹھا بیٹا چاہے جتنا بھی ناراض ہو باپ کو ہاتھ جوڑتے بالکل نہ دیکھ سکتا اس نے تیزی سے اپنے بائیں ہاتھ سے ان کے جڑے ہاتھ تھام لئے۔

"پلیز ایسا مت کریں۔" وہ بس یہی کہہ پایا اور مختار صاحب ہچکیوں کے ساتھ روتے چلے گئے ان آنسوؤں میں وہ اپنی تمام کوتاہیوں اور پچھتاوے دھو لینا چاہتے تھے۔

☆☆☆

وہ زیبا کے متعلق جان کر اپ سیٹ ہوا تھا اس کی حد سے زیادہ تلخ روئی اور اکھڑا سا رویہ وہ

READING CORNER
https://readingcornerpk.blogspot.com/

بھی صرف ماہ نم کے لئے اس بات کی گواہی دے رہے تھے ماہ نم مختار صاحب سے یہ سب پہلے ہی جان چکی تھی اور اسی نے مشورہ دیا تھا کہ سیفی کو تمام حقائق سے آگاہ کیا جائے وہ سیفی کو جتنا جان چکی تھی اس کے اس رویے کے لئے ذہنی طور پر تیار تھی لیکن کانٹا چبھنے پر بے ساختہ سی کو دبا کر مسکرانا اتنا آسان تو نہیں۔

صبح سویرے نماز کے بعد وہ باغ میں سے خوبصورت پھول توڑ کر سیفی کے کمرے میں آ کر سجاتی وہ نائٹ پرسن تھا رات دیر تک جاگنے کے باوجود وہ صبح سویرے اٹھ جاتا اور ماہ نم بھی سارے دن کاموں میں مصروف ہونے کے باعث جلد ہی تھک کر سو جاتی اور چونکہ سیفی کو بارہ ایک بجے سے پہلے نیند نہیں آتی تھی تو وہ کبھی اسے آواز دے کر یا اس کے سیل پر کال کر کے اسے جگا دیتا کبھی کہتا واش روم جانا ہے، کبھی پاس پڑے پانی کی بوتل سے پانی پینا ہوتا لیکن خود گلاس میں ڈالنے کی بجائے اسے جگا دیتا اور کبھی چادر کو اپنے سینے تک اوڑھانے کو کہتا اور کچھ دیر بعد وہی چادر اتارنے کو کہتا اس دوران وہ اسے کوئی نہ کوئی ایسا جملہ بھی کہہ جاتا جسے سن کر اس کی کان کی لوئیں تک سرخ پڑ جاتی وہ جانتی تھی وہ یہ سب اسے تنگ کرنے کے لئے اس کی برداشت آزمانے کے لئے کرتا تھا وہ عورت کی محبت اور محبت کی برداشت کے ہر ناروا سلوک کو بے حد مستقل مزاجی اور خندہ پیشانی سے برداشت کر رہی تھی، لیکن یہ سب اتنا آسان تو نہیں تھا خاص طور پر جب وہ موبائل پر اپنی دوست لڑکیوں سے بے ہودہ گفتگو کر رہا ہوتا تھا یا پھر بعض اوقات اسے بری طرح سے ڈانٹ کر رکھا دیتا اور آج رات تو اس نے عجیب ہی فرمائش کر ڈالی تھی وہ ابھی سوئی ہی تھی کہ سیفی کی پکار سن کر اٹھ گئی اور جلدی سے اس کے پاس آئی۔

"کیا چاہیے؟" اس کی آنکھوں میں کچی نیند کا خمار تھا گلابی ڈورے آنکھوں کے حسن میں اضافہ کر رہے تھے۔

"دو گلاس ڈرنک بنا دو۔" ماہ نم کو صحیح طرح سمجھ نہ آیا اور دوبارہ استفسار کرنے پر اس نے جس چیز سے ڈرنک بنانے کو کہا وہ بدک کر یوں پیچھے ہٹی جیسے کسی بچھو نے ڈنک مارا ہو۔

"میں اس گندی چیز کو بھی ہاتھ نہیں لگاؤں گی۔" اس کے صاف انکار پر سیفی تپ گیا تھا۔

"ہونہہ بیوی صاحبہ آپ کے تو نخرے کمزور پڑنے لگے شوہر ہوں تمہارا میرا ہر حکم ماننا تمہارا اولین فرض ہے ناں۔"

"ہاں بالکل لیکن وہ حکم جو مذہب کی حد میں آئے اور یہ تو..... چھی میں تو کبھی اس حرام اور گندی چیز کو دیکھ بھی ناں سکتی سخت نفرت ہے مجھے اس سے۔" وہ جلدی سے بولی تھی۔

"اوں پھر تو تمہیں مجھ سے بھی نفرت ہوگی محبت کا بس ڈرامہ ہی ہیں ناں۔" وہ اپنے خیال کی تصدیق پر جلدی سے بولا تھا غصے سے اب اس کا چہرہ سرخ پڑنے لگا تھا۔

"آپ کی اس عادت سے نفرت ہے آپ سے نہیں۔" وہ دھیمے سے گویا ہوئی تھی، اس کا اعتبار جیتنے کے لئے اقرار وفا کرنا اسے بے حد مشکل لگتا تھا لیکن یہ بہت ضروری تھا۔

"میں نے کہا ڈرنک بناؤ۔" اس کے جواب پر لاجواب ہوتا وہ قدرے بلند اور سخت لہجے میں بولا تھا۔

"سوری میں یہ کبھی نہیں کروں گی۔" ماہ نم سنجیدگی سے جواب دیتی فرش پر بچھے اپنے بستر کی جانب بڑھ گئی تھی وہ اس خواہ مخواہ کی بحث کو طول نہیں دینا چاہتی تھی۔

"گو ٹو ہیل۔" سائیڈ کی دیوار پر زور سے گلاس مار کر سیفی چلایا تھا وہ اندر سے اس کے غصے سے خائف ہو گئی تھی۔

"اگر یہ تمہاری ضد ہے تو میری بھی ضد ہے جب تک اپنے ہاتھوں سے ڈرنک بنا کر نہیں پلاؤں گی تب تک میں نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا اور اس وقت دفعہ ہو جاؤ میرے کمرے سے میں تمہاری صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتا جسٹ گیٹ لاسٹ۔" ٹوٹے ہوئے گلاس کی کرچیاں چنتے ہوئے ماہ نم کے کانوں میں اس کے سخت جھلے سخت لہجے میں ادا کیے گئے انڈیلے گئے تھے وہ خاموشی سے باہر نکلتی چلی گئی تھی اور لاؤنج کے صوفے پر جا کر دراز ہو گئی تھی وہ سمجھ چکی تھی کہ سیفی ڈرنک کر کے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو کر اپنے ماضی کو بھلانا چاہتا ہے زیبا کے متعلق جان کر اس کے زخم پھر سے ہرے ہو گئے تھے اور وہ ان سے اٹھنے والی ٹیس سے بچنے کے لئے ام الخبائث کا سہارا لینا چاہتا ہے جو ماہ نم بھی نہیں ہونے دے گی اسے حقائق کا جواں مردی سے سامنا کرنا ہوگا چاہے وہ کتنے ہی تکلیف دہ اور تلخ ہو وہ یہ سب سوچتی ہوئی نیند کی وادی میں کھو گئی تھی۔

لیکن وہ اتنا ضدی ثابت ہوگا اس کا اندازہ نہیں تھا اسے سارا دن اس نے واقعی کچھ نہیں کھایا پیا تھا حتیٰ کہ دوائی تک نہیں لی تھی یہاں تک کہ جو ڈاکٹر دوسرے تیسرے دن چیک اپ کرنے آتا اس سے چیک اپ کروانے سے بھی انکار کر دیا اور بینڈیج بھی نہیں بدلوائی تھی، مختار صاحب کا کا جان جب بھی اس کے کمرے میں گئے کچھ کہنے کے لئے وہ سوتا بن گیا یا پھر کچھ کہنے سے پہلے ہی اس نے واضح ٹوک دیا تھا کہ فی الحال اسے کچھ سمجھایا نہ جائے وہ پہلے جیسا جنگلی، خودسر، ضدی سیفی بن گیا تھا ماہ نم نے اسے بارہا سمجھانا چاہا لیکن اس کی التجا کے جواب میں وہ ایک ہی بات کرتا کہ تم میری بات مان لو تو میں تمہاری مان لوں گا یہ ناممکن تھا رات ہونے کو آئی تھی وہ سب بے حد پریشان تھے صبح سے ماہ نم نے بھی کچھ نہیں کھایا تھا اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی وجہ سے وہ خود بھی بھوکی پیاسی تھی اور اس کے رویے پر افسردہ اور پریشان بھی لیکن اب کی دفعہ سیفی کو اپنے رویے میں لچک لانا ہوگی یہ خود اس کی ذات کے لئے بے حد ضروری تھا اپنے اصول کے لئے وہ چٹان کی طرح سخت تھی سیفی کی ضد بے جا تھی لہٰذا اسے ہی یہ ضد چھوڑنا پڑے گی ماہ نم بہت بڑا رسک لے چکی تھی لیکن اس کی ثابت قدمی ہی سیفی کے خودسر بت کو توڑ سکتی تھی اگر ایک بار اس کا یہ خول چٹخ جاتا تو اسے پورا یقین تھا کہ اندر سے نرم خو سچا اور حساس سیفی نکل آتا۔

وہ بے حد نقاہت محسوس کر رہی تھی سیفی کے رویے نے اس کے اعصاب کو تناؤ کا شکار کر دیا تھا آخر کار وہ نماز عشاء سے فارغ ہو کر یونہی سو گئی تھی، سونے سے پہلے بھی اس نے بہت کوشش کی کہ سیفی کو کچھ کھانے پر آمادہ کرے لیکن اس کی ناں ہاں میں نہ بدلی اب جبکہ وہ ٹھیک ہو رہا تھا زخم بھرنے لگے تھے اب تو وہ دو تین قدم بھی اٹھا لیتا تھا جسم کو کسی حد تک حرکت دے لیتا تھا وہ خود بھی جلد از جلد ٹھیک ہونا چاہتا تھا اس لئے درد کو برداشت کرتے ہوئے ہلکی پھلکی ورزش کرتا رہتا تھا اس کی دل پاور کافی اسٹرانگ تھی ڈاکٹر اتنی جلدی روبصحت ہوتے دیکھ کر اپنی حیرانگی کا اظہار کرتا تھا اور آج وہ اپنی اور سب کی محنت اور سب کی دعاؤں کو پھر سے اکارت کرنے پر تلا ہوا تھا فضول سی ضد کے پیچھے۔

یہ ایک ویران اجاڑ سا جنگل تھا جس میں ایک درخت پر جھولا لٹکا ہوا تھا ماہ نم وہ جھولا لے

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

رہی تھی لیکن اسے یہ سب پسند نہیں تھا کوئی اسے بہت تیز تیز جھولا دے رہا تھا ہر طرف آندھی چڑھی ہوئی تھی ایک گرد و غبار چھایا ہوا تھا جو اس کی طرف تیزی سے بڑھ رہا تھا وہ اس جھولے سے اترنا چاہتی تھی مگر جھولا تھا کہ اور تیز اور تیز ہوتا چلا جا رہا تھا وہ چیخنے لگی تھی اس نے مما پاپا کو بھی پکارا اور بار بار مر کر جھولے دینے والے کو جھولا روکنے کو کہہ رہی تھی لیکن وہ تھا کہ اس کی حالت کا لطف اٹھاتا قہقہے لگاتا اور تیز جھولا دے رہا تھا اب تو جھولا آسمان سے بری طرح ٹکرا رہا تھا وہ اپنی حالت کی بے بسی پر اور خوفزدہ ہو چلی تھی ویسے بھی اسے بلندی سے ڈر لگتا تھا جھولے دینے والے انسان کے قہقہے بلند تر ہوتے جا رہے تھے اتنے تیز جھکڑ میں بھی وہ پسینے میں نہا گئی تھی وہ چیخ رہی تھی تبھی وہ مدد کے لئے سیفی کو پکارنے لگی لیکن اس آندھی طوفان اور ویرانے میں کوئی اس کی پکار سن ہی نہیں رہا تھا تب تیز ترین جھولا جب نیچے آیا تو اس نے اس آدمی کا چہرہ دیکھا، وہ اس کے چچا تھے۔

''جاہل لے اپنے ماں باپ سے۔'' وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولے تھے اور انہوں نے تیز جھولا دیا تھا بلندی کی جانب تیزی سے بڑھتا جھولا اس کا دل حلق میں آ گیا تھا، وہ مرنے جا رہی تھی سانس بند ہو چکی تھی۔

''ماہ نم..... ماہی..... ماہی..... ماہ نم۔'' کوئی اسے جھنجھوڑ رہا تھا پکار رہا تھا لیکن وہ تو اتنی بلندی سے گر کر شاید مر چکی تھی لیکن نہیں ابھی تو وہ گر رہی تھی۔

''سیفی!'' وہ پھر زور سے پکاری تھی۔

''ماہ نم ہوش کرو۔'' کسی نے اسے بری طرح سے جھنجھوڑا تھا اور وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی تھی۔ ایک پل کو اسے سمجھ ہی نہ آئی کہ وہ کہاں پر ہے جب سامنے سیفی کو دیکھا تھا تو وہ اس سے لپٹ گئی بدن ابھی تک کانپ رہا تھا اور جسم سارا پسینے میں نہا چکا تھا کمرے میں اے سی کی خنکی کے باوجود۔

وہ بس اس کے گریبان کو اپنی دونوں مٹھیوں میں جکڑے اس کے سینے کے ساتھ لگی روتی چلی گئی۔

''شی، شی، بس، بس میں ہوں تمہارے پاس گھبراؤ مت۔'' وہ اس کے بالوں کو سہلاتے اسے چپ کرانے کی کوشش کر رہا تھا اس کے اعصاب بہت بری طرح سے تناؤ کا شکار ہوئے تھے ورنہ ایک خواب سے اتنی بری طرح سے ڈرنے والی نہیں تھی۔

''سیفی! سیفی وہ..... وہ مجھے مار ڈالے گا، جھ..... جھ..... جھولے سے، مجھے ڈر لگتا ہے بلندی سے وہ..... وہ جانتا ہے..... وہ مجھے مار ڈالے گا۔'' وہ بے ربط ہو کر روتی ہوئی بولی تھی وہ ابھی بھی خواب کے زیر اثر تھی۔

''ایسا کچھ نہیں ہو گا، میں ہوں ناں، میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا جسٹ ریلیکس، ریلیکس، میں ہوں تمہارے پاس۔'' اس نے بچوں کی طرح اسے بہلایا تھا اور اپنے ایک بازو کا گھیرا اور مضبوط کیا تھا۔

چند ہی لمحوں میں ماہ نم کے سارے حواس جاگے تھے وہ اس وقت سیفی کے کمرے میں اپنے فرش پر بچھے بستر میں سیفی کے کشادہ سینے میں منہ دے کر چھپی ہوئی تھی اس چیز کا ادراک ہوتے ہی وہ بجلی کی سرعت سے پیچھے ہٹی تھی اور پاس پڑے دوپٹے کو جلدی سے شانوں پر پھیلایا تھا اس کے گھنے بالوں کی چوٹی بے ترتیب سی اس کے کندھے سے نیچے جھول رہی تھی اور دو تین لٹیں اس کے چہرے پر پریشان لہرا رہی تھیں وہ تیزی سے خود میں سمٹی تھی اور دوپٹے کو تیزی سے سر پر [illegible] کر لیا تھا اپنی گزشتہ حالت اور اقدام پر وہ [illegible] طرح شرمندہ ہو گئی تھی شرم سے اس کے گال [illegible] اٹھے تھے۔

''آر یو اوکے؟ تم ٹھیک ہو؟'' سیفی نے اس کی حرکات کو خاموشی سے دیکھتے ہوئے نرم [illegible] سے پوچھا پسینہ اب بھی اس کے ماتھے پر جگمگا [illegible] تھا اور بدن میں ہلکی ہلکی کپکپاہٹ موجود تھی۔

''تم شاید خواب میں ڈر گئی تھی، کافی دیر سے میرا نام پکار رہی تھی اور کافی بلند بھی میں نے [illegible] بیڈ پر بیٹھے آوازیں دیں کال بھی کی [illegible] سیل پر مگر تم جاگی ہی نہیں بس خوفزدہ سی [illegible] پکارے جا رہی تھی، اس لئے بڑی دقت سے [illegible] اور یہ دو فلور کشن رکھ کر میں بیٹھا ہوں، کیا [illegible] برا خواب دیکھا ہے۔'' وہ اب بھی نرم لہجے [illegible] بولا تھا وہ اس کی اتنی شدید حالت دیکھ کر [illegible] اور پریشان رہ گیا تھا اور اب بھی اس کی [illegible] کے پیش نظر نرمی سے بولا تھا وہ ڈری سہمی [illegible] گھبرائی سی لڑکی اسے دل کے بے حد قریب [illegible] ہوئی تھی اس کا ڈر اس کا درد اسے اپنا لگا تھا [illegible] جو مختار صاحب سے زیبا کے متعلق اور خود ان [illegible] متعلق جان کر اندر سے اپ سیٹ تھا دکھی تھا [illegible] زیبا کی صورت میں جو روپ اس نے عورت کا [illegible] دیکھا اور پھر جو انجام سنا وہ بے حد اپ سیٹ ہوا [illegible] تھا وہ تنہائی میں رویا بھی تھا اس عورت کے لئے [illegible] جو اس کی ماں تو کبھی نہ بن سکی اور اس باپ کے [illegible] لئے جسے اس کا اور اپنا قیمتی وقت ایک ضد میں [illegible] ضائع کر ڈالا سو زیاں کا حساب میں بس نقصان [illegible] یہ نقصان تھا اوپر سے اسی وحشت میں اس نے [illegible] کی، ماہ نم کے ساتھ بیکار کی ضد باندھ لی تھی [illegible] اسے کھانا کھانے کا اصرار کر کے آخر کار افسردہ [illegible] کبھی کبھی سے سو گئی تھی اور وہ جاگ رہا تھا جل رہا تھا جبھی اسے ماہ نم کی ہلکی ہلکی چیخیں سنائی دیں اور پھر وہ نیند میں اسے ڈر کر پکارنے لگی تھی اس نے اسے بیڈ پر بیٹھے آوازیں بھی دیں لیکن وہ بہت گہری نیند میں کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ رہی تھی تبھی بمشکل درد کو سہتا اور چند قدم چل کر اس کے پاس آیا اس کا جسم کانپ رہا تھا وہ پسینے میں نہائی ہوئی تھی اور اس کے چہرے پر بے طرح خوف چھلک رہا تھا اس نے آواز دے کر جگانا چاہا لیکن وہ تو کچھ سن ہی نہیں رہی تھی تبھی پاس پڑے دو فلور کشن رکھ کر بدقت نیچے بیٹھ کر اس نے اس کا کندھا ہلایا تھا وہ اس کی کیفیت دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا تبھی اس نے اسے کندھے سے ہلاتے ہوئے قدرے سختی سے جھنجھوڑا اور آوازیں دی تھیں وہ نیند سے جاگ کر اٹھ کر تیزی سے اس کے سینے کے ساتھ لگ گئی تھی جیسے کسی سے بچ کر وہاں پر آ کر محفوظ ہو گئی ہو اس کے اتنے قریب اور اس انداز پر سیفی ایک پل کو تھم سا گیا تھا اس کے لمس کے احساس نے اس کے بالوں سے آتی خوشبو نے اور اس کے کپکپاتے نازک سے بدن نے اس کے دل کی دھڑکن تیز کر دی تھی اس کے جسم کے ہر مسام سے پسینہ پھوٹ نکلا تھا وہ اس یقین کے ساتھ اس کے چمٹی تھی جیسے وہ اسے ہر بلا، ہر مصیبت سے بچا لے گا اس کی بانہوں کے گھیرے میں وہ محفوظ ہے اور وہ اس وقت اس کا یقین بن گیا تھا اپنے گزشتہ رویے کو پس پشت ڈال کر وہ اس سے ایک نرم خو دوست کی طرح ہم کلام تھا۔

''مم..... مجھے بلندی سے بہت ڈر لگتا ہے دنیا ہے مجھے بلندی کا اور خواب میں، میں نے خود کو بلندی سے گرتے دیکھا تھا۔'' ماہ نم نے اپنی کیفیت کی وضاحت دینی چاہی۔

''خالی پیٹ سوؤں گی تو ایسے ہی برے

READING CORNER www.readingcornerpk.blogspot.com

خواب آئیں گے مجھ سے بھوک بالکل برداشت نہیں ہوتی اور کل رات سے میں نے بھی نہیں کچھ کھایا پلیز اب کچھ کھالیں۔" معصومیت اور بے چارگی کے تاثرات چہرے پر سجائے، اس نے آخر میں التجا کی تھی اور سیفی یہ جان کر خائف ہوا تھا کہ اس کی بلاوجہ کسی ضد میں وہ بھی اس کے ساتھ بھوکی پیاسی بیٹھی ہے دن رات اس کی تیمار داری میں وہ خود کو بھی بھلائے ہوئی تھی وہ زیبا کی ناکام زندگی کا بدلہ انجانے میں اس سے لینے لگا تھا لیکن وہ خاموش ہی رہا تھا وہ اس کے بدلتے رویے پر حیران تھا محض کوئی کسی کا احسان اتارنے یا چند دن کی ہمدردی دکھانے کے لئے دن رات خود کو بھلائے صرف اسی کی فکر میں غلطاں نہیں رہ سکتا وہ یہ اچھی طرح سے جان چکا تھا کہ اب وہ اسے ناپسند ہرگز نہیں کرتی تو کیا وہ اس سے محبت کرنے لگی ہے اس کا وہ یقین کرنے کو تیار نہیں تھا۔

"بیڈ پر بیٹھ جایئے آپ کو یہاں یوں بیٹھنے پر وقت ہو رہی ہو گی۔" اس نے اٹھ کر سیفی کی جانب ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا دلگرفتگی اس کے چہرے سے عیاں تھی سیفی نے کھانے کے متعلق سوال پر کچھ نہیں کہا تھا۔

وہ خاموشی سے اس کی نازک ہاتھ تھام کر اٹھا تھا اور دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا بیڈ پر آن بیٹھا تھا۔

"سیفی! سچ میں مجھے بہت بھوک لگی ہے۔" وہ بے چارگی سے بولی تھی اور سیفی پہلی بار اس کے منہ سے اپنا نام سن کر چونکا تھا۔

"تو کھانا کھالو۔" اس نے بے نیازی برتنی چاہی۔

"نہیں آپ جب تک نہیں کھائیں گے تب تک میں بھی نہیں کھاؤں گی پلیز سیفی آپ کے لئے کھانا کھانا بہت ضروری ہے دوائیں بھی کھائیں پلیز یہ مت کریں۔" وہ روہانسی ہو صبح سے اس کی منتیں کر کے تھک گئی تھی۔

"جاؤ جا کر سو جاؤ۔" اس کی خوبصورت آنکھوں میں آئی نمی سے نظریں چراتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

"نہیں سونا مجھے آپ سمجھتے کیوں نہیں کس طرح سے خود کو اذیت دے کر آپ کو کیا ثابت ہے ہم سب تکلیف میں ہیں میں آپ کو صحت مند دیکھنا چاہتی ہوں اور اب جبکہ ٹھیک ہو رہے ہیں تو اس انسان کے لئے تکلیف دے رہے ہیں جو نہ کل تھا نہ آج مستقبل میں آئے گا ایسا مت کریں آپ ہم کے لئے اہم ہیں کاکا جان، انکل بہت پریشان ہیں ہم سب، سیفی آپ کو بالکل ٹھیک ہونا ہے سب کے لئے ماضی کے تلخ اور کڑوے حقائق ہوش و حواس سے چند لمحوں کے لئے بیگانہ ہو فراموش کرنا چاہیے، حقیقت کا سامنا کریں جو مردی کے ساتھ ماضی میں جینا چھوڑ دے حال کو اپنا لے مستقبل خود ہی بہترین ہو جائے اس ایک عورت کا بدلہ ہم سب کی محبت سے لیں آپ کو کھانا کھانا پڑے گا سن لیا آپ نے روتی ہوئی وہ بے حد غصے میں بولتی چلی گئی تھی سیفی آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتا رہ گیا تھا وہ جو وہ خود سے بھی چھپائے بیٹھا تھا وہ لڑکی نا صرف جانتی تھی بلکہ اسے اس معاملے میں قصوروار نہیں مانتی تھی جلتے دل پر کسی نے نرم سا پھاہا تھا غصے میں چلتی ہوئی وہ کمرے میں رکھی فریج میں سے جوس کا گلاس لے کر آئی اور سیفی کی طرف بڑھایا۔

"چپ چاپ اسے پی لیجئے۔" دھمکی بھرے انداز میں کہا گیا اور سیفی نے اسے شعلہ بار نظروں سے گھورتے ہوئے گلاس پکڑ لیا چند گھونٹ لے کر نے سائیڈ ٹیبل پر پٹخ دیا تھا اس دوران وہ نے سینڈوچ تیار کر چکی تھی اور ایک سینڈوچ کی جانب بڑھا دیا اس کی بھوک کی خاطر اس خاموشی سے سینڈوچ پکڑا اور چھوٹے نے نوالے کھانے لگا اس دوران دو دو سینڈوچ کھا چکی تھی واقعی وہ بھوک کی بے حد کچی پھر اسی خاموشی سے اس نے سیفی کو میڈیسن دی تھی، دل میں ڈرے ہونے کے باوجود اس کا شکر ادا کیا تھا کہ سیفی نے اپنی ضد توڑ ڈالی اور خاموشی سے اپنے بستر پر جا کر سونے کی تیاری کرنے لگی جبھی سیفی بولا تھا۔

"تم ادھر بیڈ پر کیوں نہیں سوتی ویسے تو تم خود بیوی کے عہدے پر فائز کر لیا پھر یہ فرش پر بستر لگانے کا مطلب؟ مجھ سے ڈر لگتا ہے کہ میں خود کو تمہارے شوہر ہونے کے عہدے پر فائز نہ کر دوں اور پھر اس عہدے کے جو حقوق ہیں وہ وصول نہ کر لوں حالانکہ ابھی تو یہ ممکن نہیں، تمہارے قول و فعل میں تضاد ہے۔" نہ جانے کس کے تحت وہ کہتا چلا گیا تھا۔

"ایسا نہیں ہے آپ کے آرام کے خیال سے میں یہاں سوتی ہوں کہیں میری کروٹیں لینے کی وجہ سے آپ ڈسٹرب نہ ہوں۔" اس نے توجیح دینی چاہی۔

"نہیں میں ڈسٹرب نہیں ہوں گا آج سے تم بیڈ پر سویا کرو اگر پھر خواب میں ڈر گئی تو میرے لئے مشکل ہو گا۔" بیڈ کی دوسری جانب اشارہ کرتے ہوئے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا، وہ خاموش کھڑی تھی اور دوسری جانب آ کر سر تک چادر اوڑھ کر لیٹ گئی وہ جانتی تھی ایسی بات پر اس کا اعتماد اسے سیفی کے مقابل کھڑا کر سکتا ہے ورنہ اس کا ضروری جانے گا تھوڑی دیر بعد ہی وہ گہری نیند میں تھی سیفی نے ایک کونے میں سمٹ کر لیٹے وجود کی محتاط پسندی کو نوٹ کیا اور بیڈ سے ٹیک لگا کر سینے سے لمبی سانس خارج کی۔

☆☆☆

"یوں حادثاتی طور پر گزر جانا افسوس ہوا۔" انکل نے افسوس کرنے کی رسم نبھائی لیکن سیفی خاموش ہی رہا۔

"نمبر سینڈ مت کرو، اکاؤنٹ نمبر اس کی ضرورت نہیں تم میری ذمہ داری ہو اور ابھی یہ سب تازہ ہے کوئی دور پرے کا رشتے دار اٹھ کر پرابلم نہ کر دے۔" کچھ دیر بعد سیفی بولا تھا۔

"وہ تمہارا حق ہے لیکن میرا خیال ہے تمہیں اس پرابلم سے دور ہی رہنا چاہیے۔" وہ مزید گویا ہوا، مختار صاحب نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔

"میرا ابھی اس جائیداد میں سے حصہ لینے کا کوئی ارادہ نہیں جو وقت پر میرے بابا کے کام نہ آ سکی میں اس مصیبت کو اپنے گلے ڈالنے کا ارادہ نہیں رکھتی اسی لئے میں نے کہا تھا کہ وہ یہ سب فروخت کر دے یا تقسیم کر دے لیکن ان کے اصرار پر میں ٹال دینے کے لئے حامی بھرتی تھی پھر اگر ان کا فون آیا تو واضح کہہ دوں گی۔" ماہ نم نے بھی دل کی بات کہہ ڈالی، اسے چچا کی موت کا افسوس تو ہوا تھا لیکن اب اس سر پر سے لٹکی تلوار ہٹ گئی تھی رات خواب کا مطلب اسے سمجھ آ گیا تھا بلندی سے وہ نہیں بلکہ اس کے چچا گرے تھے موت کا وقت معین ہو تو ایک کانٹا بھی اس کا سبب بن جاتا ہے ہر فرعون یہ بھول جاتا ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے اور وہ سائے کی طرح اس کے پیچھے لگی ہوئی ہے جب وقت آیا آن گلہ دبوچا تب دولت جائیداد خادم نوکر کچھ کام نہیں آتا رستم پہلوان جیسے لوگ پچھاڑ کھا گئے موت کے

اکھاڑے میں۔

اس نے خود کو ان دیکھی زنجیروں سے آزاد محسوس کیا تھا وہ اب کھل کر آزاد فضا میں سانس لے سکتی تھی۔

فون ایک بار پھر بجا تھا اور ماہ نم نے نمبر ڈس کنیکٹ کر کے اس نے فون ہی آف کر دیا تھا سیفی نے جانچتی نظروں سے یہ سب دیکھا اس نے اپنے تاثرات سپاٹ رکھے تھے لیکن وہ دل ہی میں ایک فیصلہ کر چکا تھا ماہ نم برتن سمیٹ کر کچن کی طرف بڑھ گئی تھی انکل مختار اخبار میں کھوئے ہوئے تھے اور سیفی نے اٹھنے سے قبل خاموش ایک حرکت کی جس کے بعد اس کے چہرے پر سختی در آئی تھی اور وہ اسٹک کا سہارا لے کر لائبریری کی جانب بڑھا چند لمحے قبل کی گئیں ماہ نم کی باتیں اسے یاد آئیں۔

''ہاں واقعی نہ وہ میرا ماضی تھی نہ حال اور نہ اب مستقبل میں آئے گی، میں ایک عورت کا بدلہ تو تم سب نہیں لے سکتا لیکن وہ عورت میری ماں تھی جس نے بھول کر بھی خود کو اس قابل نہ بنایا اور میں ڈرتا تھا کہ جب اس عورت کی رسوا کن کارناموں سے تم آگاہ ہو گی تو تمہیں مجھ سے بھی گھن آئے گی میں اس کے وجود کا حصہ ہوں اس کا بے وفا خون میری رگوں میں بھی دوڑتا ہے لیکن آج تمہاری باتوں نے دل پر رکھا ایک بھاری بوجھ ہٹا دیا دل بہت ہلکا پھلکا ہو گیا ہے۔''

بے آواز روتے ہوئے سیفی نے اس کو دل میں مخاطب کرتے ہوئے کہا بس آخری بار آج وہ پھر چھپ کر اس عورت کے نام پر رو لینا چاہتا تھا جو اس کی زندگی کا ایک تاریک پہلو تھا بس آخری بار گہری ہوتی خاموش رات اس کے ساتھ تھی۔

☆☆☆

ماہ نم کے سیل پر کسی کی کال آ رہی تھی ماہ نم نمبر دیکھ کر کوفت سے کال کاٹ دی وہ اس وقت باغ میں سیفی، مختار انکل اور کاکا جان کے ساتھ موجود تھی وہ سب گرین ٹی کا لطف لے رہے تھے اور سیفی کی فرمائش پر کاکا جان نے پکوڑے بنائے تھے بند گوبھی کے پکوڑے جو وہ صرف کاکا جان کے ہاتھوں کے بنے پسند کرتا تھا فون پھر بجا تو ماہ نم نے جلدی سے کال کاٹی اس وقت مختار انکل اور کاکا جان سیفی کے بچپن کی باتیں دہرا رہے تھے اور سیفی حیران ہو رہا تھا کہ اس کے ڈیڈ کو اس کے متعلق بہت سے واقعات یاد تھے وہ اس سے اتنے بے خبر بھی نہیں رہے تھے جتنا وہ سمجھتا تھا بدگمانی کے بادل چھٹ چکے تھے گو وہ ان سے مکمل طور پر فرینک تو نہیں ہو پایا تھا لیکن صدیوں کا فاصلہ سمٹ چکا تھا ماہ نم بھی اس کی باتوں سے لطف اندوز ہو رہی تھی فون ایک بار پھر بجا تھا۔

''کس کا فون ہے بیٹا۔'' مختار انکل نے بار فون کاٹنے پر آخر پوچھ ہی ڈالا۔

''کوئی رانگ نمبر ہے۔'' ماہ نم نے جلدی سے جواب دیا اور اپنی اندرونی گھبراہٹ چھپانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

''میں رات کے کھانے کی تیاری کر لوں۔'' اتنا کہہ کر وہ کچن کی جانب بڑھ گئی تھی۔

''بھئی مجھے پرہیزی کھانوں سے نجات ملے گی۔'' مختار صاحب نے مسکین شکل کر پوچھا تھا۔

''ابھی کچھ دن اور ہائی پاس کروائے آپ کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔'' ماہ نم بارعب انداز میں کہتی اندر چلی گئی اور مختار صاحب اس کے انداز پر بس مسکرا کر رہ گئے۔

''کاکا جان اللہ نے بیٹے جیسی نعمت تو دی رکھی تھی بیٹی جیسی رحمت بھی عطا کر دی۔'' انہوں نے کاکا جان سے تشکرانہ انداز میں کہا۔

جان نے اثبات میں سر ہلایا۔

''لیکن یہ نعمت آپ کے لئے ہمیشہ زحمت بنی رہی۔'' کب سے خاموش بیٹھے سیفی نے کہا تھا۔

''نہیں ایسا بالکل نہیں وہ تو میری کوتاہیاں.....'' مختار صاحب نے اس کے خیال کی جلدی سے تردید کرنا چاہی۔

''ڈیڈ میں اس کیفیت کو سمجھ سکتا ہوں جب آپ تنہا پردیس میں آپریشن کروا رہے تھے ایک جوان جہان بیٹے کے ہونے کے باوجود اس وقت کوئی آپ کا ہاتھ تھام کر یہ کہنے والا نہیں تھا سب ٹھیک ہو جائے گا آپ کا آپریشن کامیاب رہے گا آپ نے اس عورت کا انجام اکیلے ہی اپنی ذات پر جھیلا ساری عمر جس جنون میں گزار دی آخر میں پتہ چلا کہ وہ کسی کے لئے کچھ معنی ہی نہیں رکھتا سراب کے پیچھے بھاگتے بھاگتے انسان کی کیا حالت ہوتی ہے مجھ سے بہتر کون جانتا ہے ہم دونوں کا ہی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ نادانی کی نظر ہو گیا لیکن اب ایسا نہیں ہو گا آئی پرامس۔'' مختار صاحب اور کاکا جان حیرت سے گنگ بیٹھے سیفی کو سن رہے تھے وہ مغرور نقوش والا اکھڑ، ضدی مگر حسین نوجوان سیفی ہی تھا انہیں یقین نہیں آیا تھا مختار صاحب بے اختیار اٹھ کر سیفی کو گلے لگایا ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے وہ تینوں جذباتی ہو کر رو رہے تھے اور غروب ہوتی شفق نے یہ منظر مسکراتے ہوئے دیکھا کہ ہر برسات کے بعد آسمان نیا دھلا اور نکھرا ہی ہوتا ہے۔

☆☆☆

رات وہ سب ڈنر کر رہے تھے سیفی اب کافی حد تک چل پھر لیتا تھا ماہ نم اسے باغ میں سیر بھی روزانہ کراتی تھی اور صحت کا بہت خیال رکھتی تھی سیفی کی فرمائش پر وہ سب لوگ ڈائننگ ٹیبل پر کھانا کھا رہے تھے انکل مختار صاحب حسب عادت ماہ نم کے لذیز کھانوں کی تعریف کر رہے تھے مگر سیفی خاموشی سے کھانے میں مگن تھا ماہ نم کے ساتھ اس کا رویہ بدلا نہیں تھا کاکا اور مختار صاحب نے اس سلسلے میں فی الحال خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔

ماہ نم کے فون پر پھر کال آ رہی تھی اس نے تیزی سے نمبر ڈس کنیکٹ کرنا چاہا جب پھپھو کا نمبر دیکھ کر وہ ٹھٹک گئی۔

''پھپھو کا فون آ رہا ہے۔'' اس نے حیران ہوتے ہوئے بتایا۔

''سن لو بیٹا۔'' مختار صاحب نے متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

دوسری طرف کی بات سنتے ہوئے ماہ نم کا چہرہ سفید پڑتا دیکھ کر سب کو متوجہ ہونا پڑا۔

''کب ہوا یہ؟'' ماہ نم کے گلے سے رندھی آواز نکلی تھی۔

''نہیں پھپھو مجھے ضرورت نہیں آپ وہ سب غریبوں میں تقسیم کر دیں۔''

''جی ٹھیک ہے میں بتا دوں گی بلکہ سینڈ کر دوں گی۔''

''جی میں..... میں ٹھیک ہوں اور بہت خوش بھی، آپ کو حوصلہ اور ہمت کرنا ہو گی بہت بھاری ذمہ داری آپ پر آ گئی ہے اللہ آپ کی مشکلیں آسان کرے، جی میں سمجھ گئی ہوں، او کے اللہ حافظ۔'' کچھ دیر کی بات چیت کے بعد اس نے فون بند کر دیا تھا۔

''چچا جان پرسوں حویلی کی سیڑھیوں سے گر کر انتقال کر گئے۔'' اس سرسراتے ہوئے لہجے میں سب کو اطلاع دی اور پھر مزید بولی۔

''پھپھو کہہ رہی تھی کہ بابا کی جائیداد میں جو حصہ بنتا ہے وہ بیچ کر وہ رقم میرے اکاؤنٹ میں

Pklibrary.com
http://www.facebook.com/groups/pklibrary

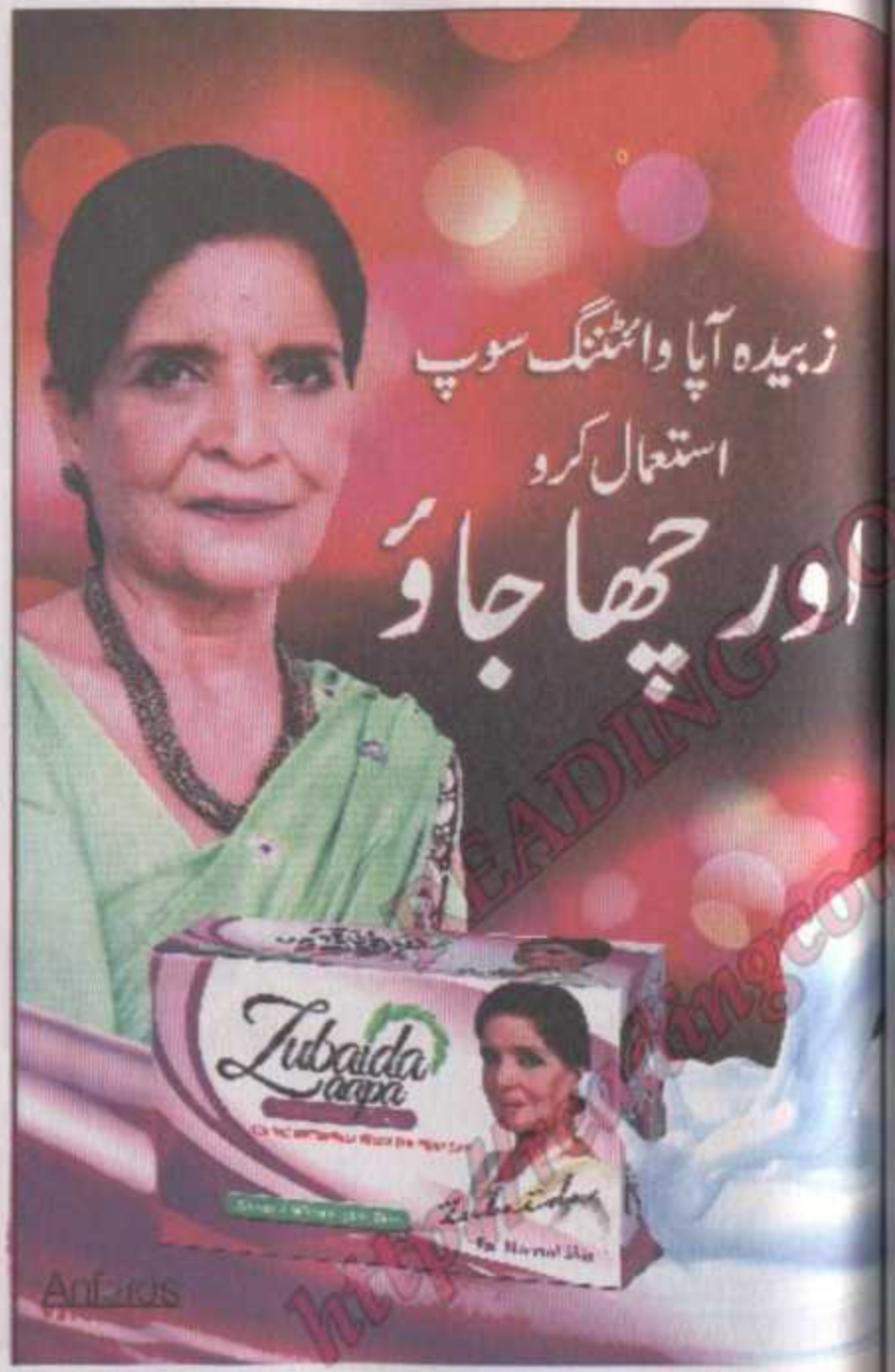

ٹرانسفر کروا دی جائے گی اکاؤنٹ نمبر چاہیے تھا انہیں اس سلسلے میں کیونکہ اب اس خاندان میں کوئی مرد تو بچا نہیں جو اتنی جائیداد کی حفاظت کرے اور پھپھو ویسے ہی گوشہ نشین ہو چکی ہیں لہٰذا انہوں نے تمام جائیداد فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے میں نے کہا تو مجھے نہیں چاہیے لیکن ان کا اصرار تھا اور دوسری ہدایت انہوں نے یہ کی کہ میں گاؤں نہ آؤں جو انواہ چچا نے میرے متعلق اڑائی وہ اسے قائم رکھنا چاہتی ہیں تاکہ مجھے کبھی کسی سے کوئی خطرہ نہ ہو۔" ماہ نم نے تفصیلاً بتایا۔

"جانتا ہوں کہ سیفی پر گولیاں کس نے چلوائیں اس وقت وہ کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا اسے سوچنا تھا اور فیصلہ کرنا تھا وہ آج دل کی نہیں دماغ کی سننا چاہتا تھا اسے دماغ کی ماننی تھی چونکہ آج کل وہ اسٹک کے سہارے چل لیتا تھا زخم بھر رہے تھے تو وہ بھی باغ میں ٹہل لیتا، لائبریری میں کوئی بک پڑھ لیتا، مختار صاحب کے ساتھ شطرنج کھیلتا وہ دونوں باپ بیٹا ایک دوسرے کو خوب وقت دے رہے تھے پچھلی کمیاں دور کی جا رہی تھیں ایسے میں ماہ نم کا تیسرے فریق کے طور پر ان کے اردگرد اس کی موجودگی دونوں کو اچھی لگتی تھی چونکہ وہ آج کل کچھ وقت لائبریری گزارتا تھا لہٰذا یہ ایک معمول کی بات تھی ماہ نم اپنے روزمرہ کے کاموں میں مصروف ہو چکی تھی اور مختار صاحب کا کا جان کے ساتھ سبزیوں کا معائنہ کرنے چلے گئے وہ سب ان چھٹیوں کو خوب انجوائے کر رہے تھے فارم ہاؤس میں خوب رونق تھی جس کی اصل وجہ یقیناً ماہ نم تھی۔"

"عاصم گھر واپس آ چکا ہے ان فیکٹ اس کی پوری فیملی واپس آ چکی ہے میں نے ایک بندہ اس کے گھر کے بارنگرانی پر مامور کیا ہوا تھا اس نے اطلاع دی ہے۔"

"نام لینے سے تمہارا بھی ذکر لازمی ہوتا ہے اور یوں یہ بات پھیل جاتی اور مجھے اپنی بہو کی عزت اور اپنے خاندان کی عزت سب سے عزیز ہے لہٰذا میں نے صبر کر لیا اور سیفی پر حملے کی خبر کو میں نے کتنے جتن کر کے میڈیا والوں سے چھپایا پولیس کو خاموش کروایا ہے یہ میں ہی جانتا ہوں آہ کاش کوئی جان سکے کہ تقدیر اس کی قیمت میں کیا لکھ چکی ہے تو شاید کوئی کسی کا برا نہ کرے۔" انکل مختار نے سنجیدگی سے کہا تھا ماہ نم کو افسوس تو ہوا تھا لیکن اسے لگا تھا جیسے اس کے سر پر لٹکتی تلوار اب ہٹ چکی ہے وہ آزاد ہے اور اب اسے رات کو دیکھے ہوئے خواب کا مطلب سمجھ آیا تھا بلندی سے وہ نہیں اس کے چچا گرے تھے نہ جانے اس کی چھٹی حس نے یہ خواب اسے کیوں دکھایا وہ بس سوچتی رہ گئی۔

سیفی خاموشی سے کھانا کھا کر اٹھ گیا تھا اس نے اپنے کسی بھی قسم کے جذبات کا اظہار نہیں کیا تھا لیکن وہ ایک فیصلہ کن ارادہ کر چکا تھا۔

☆☆☆

"عاصم گھر واپس آ چکا ہے ان فیکٹ اس کی پوری فیملی واپس آ چکی ہے میں نے اپنا ایک بندہ اس کے گھر کے پاس رکھوالی کے لئے چھوڑ رکھا تھا اس نے اطلاع دی ہے۔"

رات جب سونے کے لئے محتاط انداز میں ماہ نم بیڈ کے دوسرے کونے پر بیٹھی تھی تو سیفی کی سنجیدہ آواز کمرے میں ابھری۔

"میں اس بات کو ختم کر چکی ہوں وہ واپس آئے یا نہ آئے مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔" وہ واضح انداز میں بولی تھی۔

"مجھے ہے سروکار اور میں نے یہ بات ختم نہیں کی اس روز تم اس کے لئے گھر سے بھاگی

http://readingcornerpk.blogspot.com/

تھی میں نے بس تم دونوں کے بیچ آ گیا۔" سیفی نے یکدم بھڑکتے ہوئے کہا وہ بے وقوف نہیں تھا جو بار بار ماہ نم کا فون کاٹنا سمجھ نہ پاتا اور ویسے بھی عاصم نام کی پھانس اس کے سینے میں گڑی ہوئی تھی اسے لگا کہ وہ ماہ نم محض ان کا احسان اتارنے اور اسی کی وجہ سے اس کے چچا کے ہاتھوں زخمی ہونے کی وجہ سے ہمدردی میں آ کر ایک جذباتی فیصلہ کر رہی ہے اور اسے عورت کے اس دہرے روپ سے شدید نفرت تھی اور یہ نفرت غصے کا روپ دھار کر آج ماہ نم کے سامنے آئی تھی۔

وہ ایک پل کے لئے صدمے سے گنگ بیٹھی رہ گئی تھی۔

"میں جس وجہ سے گھر سے نکلی تھی کیا آپ نہیں جانتے؟ انکل یا کاکا نے آپ کو نہیں بتایا۔" اپنے متعلق صفائی دینا اسے دنیا کا مشکل ترین کام لگا تھا، الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر منہ سے ادا ہوئے تھے۔

"انہوں نے مجھے کیا بتانا تھا یہ میں نے کیا پوچھنا تھا کیا میں خود نہیں جانتا عاصم نے خود مجھے فون پر بتایا تھا کہ تم دونوں نکاح کرنے جا رہے ہو اور اس رات کیا تم عاصم سے کسی لیکچر کو ڈسکس کرنے نکلی تھی کس کو فریب دے رہی ہو تم عورت کے اس مکار اور بے وفا روپ سے بہت اچھی طرح واقف ہوں میں۔" وہ چیخا تھا تمام حقائق کا بغور مطالعہ کرنے کی بجائے وہ غصے میں جو منہ میں آیا بولتا چلا گیا ماہ نم کا یوں گھبرا کر فون کاٹنا اور رانگ نمبر کہنا جبکہ وہ خود موقع پا کر اس کا سیل چیک کر کے عاصم کی بے شمار کالز دیکھ چکا تھا اگر وہ غیر تھی تو سچ کہتی چھپاتی کیوں وہ یہ سب برداشت نہیں کر پایا تھا اور آخر کار اس پر چلا اٹھا درحقیقت اس کی اصلیت اس پر ظاہر کرنے کے لئے وہ عورت کے بے وفا روپ سے ڈسا ہوا تھا رگ رگ میں اس کا زہر پھیلا ہوا تھا اتنی آسانی سے وہ اس سوچ سے نجات کیسے پا لیتا۔

"بس اب ایک لفظ اور نہیں میں سب کچھ برداشت کر سکتی ہوں اپنے کردار پر اٹھنے والی انگلی ہرگز نہیں نہ ہی اب میں تمہیں بتاؤں گی کہ اس رات میں کس مصیبت سے دوچار ہو کر عاصم کی یوں مدد لینے پر تیار ہوئی تھی، اصل میں غلطی میری ہی ہے میں نے سوچا تمہارے اندر چھپے بہترین انسان کو میں کھوج لوں گی لیکن نہیں تمہارے لئے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں برابر ہی ہیں ایک عورت کی بے وفائی کا بدلہ تم اس دنیا کی ساری عورتوں سے لو گے آئی کانٹ بلیو دیں، تمہاری آنکھوں پر تو شک کی پٹی بندھی رہے گی اور میں چوبیس گھنٹے اپنے ہاتھوں میں اپنا کریکٹر سرٹیفکیٹ لے کر نہیں گھوم سکتی سو مسٹر اسفند علی آج سے آپ کی اور میری راہیں جدا میں کل ہی کسی وومین ہاسٹل شفٹ ہو جاؤں گی۔" وہ تن فن کرتی اٹھی تھی اور دھاڑ سے دروازہ بند کرتی کمرے سے نکلتی چلی گئی تھی سیفی نے غصے میں پاس پڑا تکیہ زور سے فرش پر پھینکا تھا اماوس کی رات اور سیاہ ہو گئی تھی۔

☆☆☆

وہ نائٹ پرسن ہونے کے باوجود صبح سویرے اٹھ جاتا تھا اس کی آنکھ وقت پر کھلی تھی، حالانکہ رات اس نے کافی بے چین نیند لیتے ہوئے گزری تھی لیکن آج اس کا کمرہ خالی سا تھا کسی نے نماز فجر ادا کر کے اپنے پاکیزہ اور پرنور چہرے کے ساتھ اس پر دم کر کے کچھ نہیں پھونکا تھا وہ دھیرے سے اٹھ کر اسٹک کی مدد سے باغ میں چند قدم واک کرنے نکلا وہ اسے کہیں نظر نہیں آئی تھی دل کچھ مضطرب ہوا تھا وہ جلد ہی واپس کمرے میں آ گیا، آج کسی نے اس کے گلدان میں تازہ پھول نہیں سجائے تھے اور نہ ہی مسکراتی

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

آواز کے ساتھ ناشتے میں کیا بناؤں پوچھا تھا۔

''اور جب وہ کسی مشکل سی ڈش کا نام لیتا تو وہ اپنی چھوٹی سی ناک ہلکی سے چڑھا کر کہتی۔''

''اوہ یہ مجھے آتی تو ہے لیکن شاید آپ جتنی اچھی نہ بناپاؤں آپ جب بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے تو میں آپ سے ایسی تمام ڈشز بنانا سیکھوں گی کاکا بتاتے ہیں یو آر بیسٹ کک بچپن سے ہی آپ کو کوکنگ کا جنون ہے۔''

وہ بہت اچھا پکاتی تھی اور اس کے چکھنے پر پر امید نظروں سے دیکھتی تھی لیکن اسے زچ کرنے کے لئے وہ کچھ نہ کہتا تب وہ تھوڑا سا منہ پھلاتی اسے اس کی یہ ادا بہت اچھی لگتی لیکن چہرے پر آنے والی مسکراہٹ چھپا جاتا۔

کچھ ہی دیر بعد شکور اس سے ناشتے کو پوچھنے آیا تو اس نے بے دلی سے لانے کو کہہ دیا اب دل حقیقی معنوں میں بے چین ہوا تھا تو کیا ان کے درمیان جدائی کا بھی نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو چکا ہے کیا واقعی وہ یہ گھر چھوڑ کر چلی گئی۔

''ہونہہ اس میں تو وہ ماہر ہے۔'' وہ پھر سے زہر خند ہوا تھا۔

''آئینہ دیکھنا کسی کے بس کی بات نہیں۔''

رات میں جو کچھ ان کے درمیان ہوا وہ خود کو اب بھی اپنی جگہ پر درست گردانتا تھا۔

''چلو اچھا ہوا اتنے دنوں سے جو ڈرامہ شروع ہوا ہوا تھا جلد ہی اپنے انجام کو پہنچا۔'' اس نے دل مضطرب کو دلاسہ دینا چاہا لیکن وہاں پر تو سناٹے کا راج تھا جبھی مختار صاحب ناک کر کے اس کے کمرے میں آئے وہ کافی پریشان دکھائی دے رہے تھے۔

''سیفی تم نے ماہ نم سے کیا کہا ہے وہ یہ گھر چھوڑنے کی بات کر رہی ہے۔'' اپنے لہجے کو نرم اور پرسکون رکھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے انہوں نے پوچھا۔

''اوہ تو وہ ابھی یہی ہے۔'' اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''ابھی وہ میرے کمرے میں آئی اور اس نے کہا کہ اسے کسی وویمن ہاسٹل میں بھیج دیا جائے، اب وہ مزید یہاں نہیں رک سکتی، پوری پیکنگ کر چکی ہے وہ اور مزید کچھ بتا بھی نہیں رہی سوائے رونے کے تم دونوں کا جھگڑا ہوا ہے؟'' انہوں نے پھر پوچھا۔

''جاتی ہے تو جائے آپ کیوں اتنے پریشان ہو رہے ہیں اسے ایک نہ ایک دن تو جانا ہی ہے وہ اپنے گھر سے میرا ساتھ نبھانے کے لئے تو نہیں نکلی تھی اس کا بزدل عاشق واپس آ گیا ہے۔'' غصہ حد سے سوا ہوا تھا بدگمانی عروج پر تھی۔

''کون؟ وہ عاصم؟'' انہیں شاک لگا۔

''جی محترمہ کا فون اس کی مس کالز سے بھرا پڑا ہے ڈیڈ کیا آپ عورت کو جانتے نہیں ہے وفائی اس کی گھٹی میں پڑی ہے بس یہی آئینہ میں نے اس کو دکھایا اور آئینے میں کوئی بھی اپنی اصل بدصورت شکل دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔'' اس نے کندھے جھٹکتے ہوئے خود کو لاپرواہ ظاہر کرنا چاہا۔

''اس نے وہ گھر کیوں چھوڑا تم جانتے نہیں، اس نے تمہیں بتایا نہیں؟'' وہ اصل بات کی تہہ تک پہنچتے ہوئے اس سے پوچھ رہے تھے۔

''سیفی تم نے اسے بہت ہرٹ کیا ہے بہت دکھ دیا ہے وہ بہت پیاری نیک اور اچھی بچی ہے جیسا تم سمجھ رہے ہو ایسا کچھ نہیں پہلی ملاقات میں اس نے مجھے سب کچھ سچ سچ بتا دیا تھا، اس کا حوصلہ اور بہادری دیکھ کر ہی میں نے اس کی مدد کرنے کی ٹھانی تھی کیا میں اس وقت اسے

درالامان نہیں بھیج سکتا تھا فوری طور پر تم سے نکاح کرنے کی ہی تجویز کیوں دی جبکہ وہ کسی اور کے ساتھ بھاگنے کے ارادے سے اتنی رات گئے اپنے گھر والوں کو دھوکہ دے کر نکلی تھی تمہارے خیال میں اس کے چچا اپنی مرضی سے اس کی شادی کہیں کرنا چاہ رہے تھے اور وہ اس عاصم میں انٹرسٹڈ تھی اگر ایسا ہی تھا تو کیا میں ایسی لڑکی کو بہو بنا لیتا اتنے سامنے کی چیز پر بھی تم نے غور کیا ہی نہیں اور میں سمجھتا رہا کہ تم اس کی تمام پرابلمز سے آگاہ ہو۔'' وہ دکھ اور حیرت سے اسے مخاطب کرتے چلے گئے سیفی ان کی بات پر چونک کر انہیں دیکھتا رہ گیا اور پھر انہوں نے ماہ نم کی تمام کہانی سنائی ماں باپ کے ایکسیڈنٹ سے لے کر قرآن سے نکاح کرنے تک کی کہانی اس کی پھپھو کا اسے گھر سے فرار ہو جانے کا مشورہ کسی بھی جانے والے کی مدد لینا کسی کلاس فیلو جیسے وہ جانتی ہو اور جو اس کی مدد کر سکے اس سے نکاح کر کے اس عذاب سے نکل جانے کا مشورہ وہ اسے سبھی کچھ بتاتے چلے گئے اور سیفی گم صم سنتا چلا گیا۔

''اور ان سب سے بڑھ کر میں جان گیا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے جسے تم پسند کرتے ہو اور میرے پاس یہی ایک موقع تھا تمہیں گھیر کر شادی کروانے کا ورنہ ہم ماں باپ کی کوتاہیوں کا بدلہ تم ساری عمر شادی نہ کر کے لینے کی ٹھان چکے تھے کتنے ضدی ہو مجھ سے زیادہ کون واقف ہوگا اس سے مجھے یقین تھا ایک بار تم دونوں نکاح جیسے پاکیزہ بندھن میں بندھ جاؤ تو بہت جلد بدگمانی کے یہ بادل چھٹ جائیں گے لیکن مجھے نہایت دکھ سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آج تمہاری اس بدگمانی نے اس لڑکی کو بہت ہرٹ کیا ہے وہ اچھی ہے سیفی تمہیں چاہتی ہے محبت کرتی ہے تم سے اور ایسا انسان جو آپ کو آپ کی برائیوں سمیت قبول کرے اور آپ کو اندھیروں سے نکالنے کا خواہاں ہو اسے ٹھکرا دینا بہت بڑی حماقت ہے اس نے ہی مجھے سمجھایا کہ بات کرنے سے دوریاں سمٹ جائیں گی ورنہ مجھ میں ہمت کہاں تھی تمہارے دکھ اور گلے شکوؤں کا سامنا کرنے کی میں بہت کمزور انسان ہوں بیٹا میری یہ خامی ہی تو ہمیں اس مقام پر لے آئی لیکن اس مضبوط اور بہادر لڑکی نے مجھے اکسایا دن رات اس نے تمہاری خدمت کی ہے کیا ہم دیکھ نہیں رہے تھے کہ تم اسے کیسے تنگ کرتے ہو لیکن اس نے کاکا اور مجھے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ تمہیں ٹوکے نہ ایک دفعہ اندر کا زہر نکل جائے تو سب بالکل ٹھیک ہو جائے گا چاہے اس زہر سے اس کا سارا جسم نیل و نیل ہو جائے لیکن ہو بہت خوددار اور باکردار لڑکی ہے تم نے شاید انجانے میں ہی سہی اس کے کردار کو نشانہ بنایا ہے اسے وہ برداشت نہیں کرے گی میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی ہے لیکن وہ کسی صورت یہاں پر رکنے پر تیار نہیں اس نے مجھے عاصم کے فون کا بتایا تھا اور یہ بھی کہ جس دن اس نے اسے فون کیا اسی روز اس نے واضح طور پر بتا دیا تھا کہ اس کا نکاح سیفی سے ہو چکا ہے اور وہ اس بزدل شخص کو صرف اس لئے معاف کر چکی ہے کہ اس مشکل وقت میں پیٹھ دکھانے پر اسے ایک اتنے اچھے انسان کا ساتھ ملا ہے اور آئندہ اسے فون کرنے کی جرأت نہ کرے میرے سامنے اس نے بات کی تھی اس سے اور وہ ڈھیٹ انسان بس بکواس کرتا رہا کہ ایک کرپٹ اور فلرٹ انسان سے نکاح سے بہتر ہے کہ وہ اس کی جانب پلٹ آئے اس کے گھر والوں نے اسے مجبور کر دیا تھا کہ وہ فوری طور پر غائب ہو جائے اور وہ سب گھر والے تمہاری صورت میں آنے والی مصیبت سے بچنے کے لئے کسی رشتے دار کے

READING CORNER
http://readingcornerblogspot.com/

گھر جا بیٹھے لیکن اب جب اس کے چچا بھی نہیں رہے تمام مصائب ختم ہو گئے ہیں اور اس نے بھی آخر کار اپنے گھر والوں کو منا لیا ہے تو اسے واپس پلٹ آنا چاہیے وغیرہ وغیرہ بہت بے بھاؤ کی سنائی تھیں ماہ نم نے اسے تمہیں اس نے ترجیح دی تھی اس پر اگر اس کا کہیں پر اس کے ساتھ کوئی دلی لگاؤ ہوتا تو کیا وہ فوراً اسے ٹھکرا دیتی اور پھر میرے سامنے ساری بات کیوں کرتی وہ اندر اور باہر سے شفاف لڑکی ہے ہم لوگوں نے یہ بات فی الحال تم سے اس لئے مخفی رکھی کہ ابھی تم اس سچائی کو صحیح طور پر جانچ نہ پاؤ گے اور نہ اس نے اس کو زیادہ اہمیت دی اس کے بعد وہ جب بھی کال کرتا رہا اس نے اٹینڈ نہیں کی اور بس۔"

"سیفی ہو سکے تو اسے منا لو بیٹا۔" تمام حقائق سے پردہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے بڑی لجاجت سے کب کے سر جھکائے خاموش بیٹھے سیفی سے کہا جس کے چہرے پر پشیمانی کے بادل چھائے ہوئے تھے۔

"وہ اس گھر کی رونق ہے میری بیٹی ہے مجھے تمہارے ہی جتنی عزیز ہے اور میں شاید اس کی بات ماننے پر مجبور ہو جاؤں وہ اگر تم سے الگ ہونے کا فیصلہ کرے گی تو مجبور ہو جاؤں گا اس کا ساتھ دینے کو، مجھے مجبور مت ہونے دو بیٹا۔" آخر میں ان کی آواز بھرا گئی تھی اور وہ خاموشی سے اٹھ کر باہر چلے گئے۔

☆☆☆

اک صحرا
جس کے ذرے چنتے چنتے
میری انگلیاں شل ہو جائیں گی
ایک سمندر
جس کے جرعے پیتے پیتے
میری سانس اکھڑ جائے گی

واقعی انگلیاں شل ہو گئیں تھیں کانچ جیسے ذرے ذرے چنتے چنتے اس نے لاؤنج پر پڑے صوفے پر بیٹھے اپنے ہاتھوں کی جانب دیکھتے ہوئے سوچا اور اس کے بدگمانی کے سمندر کو پیتے پیتے اگر اس کی سانس بھی اکھڑ جائے تو کیا بس یہ سمندر تمام ہو لیکن کسی کی گناہ پر اسے مصلوب کرنا اور شک کی صلیب پر چڑھا دینا یہ اسے کسی قیمت پر منظور نہیں تھا دل کی آواز پر اس نے کان بند کر لئے تھے وہ اٹل فیصلہ کر چکی تھی اور اب دنیا کی کوئی طاقت اس کے فیصلے کو بدل نہیں سکتی تھی اپنے ارادوں میں تو وہ لو ہا تھی۔

"بٹیا رانی!" کاکا جان قدرے گھبرائے سے اس کے پاس آئے تھے وہ جو انتظار میں بیٹھی تھی چونک کر انہیں دیکھا۔

"بڑے صاحب کی طبیعت اچانک بہت خراب ہو گئی ہے، ڈاکٹر کو فون کیا ہے۔" مختصر سا کہہ کر وہ مختار صاحب کے کمرے کی جانب چلے گئے ماہ نم کو فوری طور پر سمجھ نہ آیا وہ کیا کرے جب وہ اس گھر اور اس کے مکینوں سے تمام رشتے ختم کر کے جا رہی تھی تو کیا فرق پڑتا ہے کہ اس گھر کے مکین کس حال میں ہو لیکن وہ تیزی سے اٹھ کر ان کے کمرے کی جانب دوڑی تبھی سیفی بھی گھبرایا سا اپنے کمرے سے نکلا وہ دونوں ایک پل کو ٹھہرے اور ماہ نم اس سے آگے چلتی ہوئی قدرے بھاگتی ہوئی مختار صاحب کے کمرے میں پہنچی، وہ بیڈ پر لیٹے ہوئے تھے چہرہ زرد آنکھیں بند ماتھے پر پسینہ اور سانس کھینچ کھینچ کر لے رہے تھے ماہ نم ان کی حالت دیکھ کر گھبرا اٹھی سیفی بھی کمرے میں داخل ہوا۔

"کیا ہوا ہے کاکا جان؟" اس نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"پتہ نہیں میں کمرے میں آیا ناشتے کا

پوچھنے تو یہ فرش پر گرے پڑے تھے۔"

یہ سن کر وہ دونوں بوکھلا کر رہ گئے اتفاق سے چند منٹوں کی دوری پر ایک ڈاکٹر کا گھر تھا ذاکر کاکا جان کے کہنے پر فوری طور پر انہیں بلا کر لے آیا انہوں نے آتے ہی بی پی چیک کیا کاکا جان سے ان کی طبیعت کے متعلق چند سوالات کیے اور کچھ میڈیسن اپنے میڈیکل باکس سے نکال کر انہیں کھلانے کو فوری طور پر کہا کاکا جان نے خود ہی نیم بے ہوش مختار صاحب کو میڈیسن کھلائی۔

"جیسا کہ آپ بتا رہے ہیں ان کا بائی پاس ہو چکا ہے ایسے میں اچانک بی پی خطرناک حد تک بڑھ جانا بہت خطرناک بات ہے ایج فیکٹر بھی ہے اس ایج میں انسان کے نروس کمزور ہو جاتے ہیں مجھے لگتا ہے انہیں اچانک کوئی صدمہ پہنچا ہے ان کے نروس کے لئے کسی بھی قسم کا سٹریس نقصان دہ ہو سکتا ہے کوشش کریں ان کے مزاج کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔" ڈاکٹر سیفی اور ماہ نم کو یہ کہہ کر چلتا بنا اور وہ دونوں اپنی جگہ خاموش کھڑے رہ گئے۔

جس شخص نے اول دن سے اسے پیار اور اعتبار دیا آج وہ ان کی پریشانی سبب بن گئی تھی یہ سوچ اسے ندامت کے احساس میں گھیرے ہوئے تھی وقتی طور پر وہ سیفی اور اپنا معاملہ بھلا گئی تھی۔

"بیٹا رانی ذاکر آپ کا انتظار کر رہا ہے سامان اس نے گاڑی میں رکھ لیا ہے وہ آپ کو ویمن ہاسٹل چھوڑ آئے گا۔" چند لمحوں کے بعد کاکا جان نے ماہ نم کے قریب آ کر اسے اطلاع دی ماہ نم خاموش نظروں سے بس انکل مختار کو دیکھتی رہ گئی۔

"یہ کہیں نہیں جا رہی ہیں کاکا ان کا سامان واپس رکھوا دیں۔" کرسی پر بیٹھے سیفی نے حتمی لہجہ میں کہا کاکا جان فوراً کمرے سے نکل گئے۔

"میں آپ کے حکم کی پابند نہیں ہوں۔" ماہ نم کو اس کے تحکمانہ رویے پر پھر سے غصہ آیا تھا۔

"جانتا ہوں حکم نہیں دے رہا درخواست کر رہا ہوں ڈیڈ ہوش میں آ کر سب سے پہلے آپ کا پوچھیں گے اور آپ کو یہاں نہ پا کر یقیناً یہ صدمہ ان کے لئے ناقابل برداشت ہو گا اور میں ڈیڈ کو کھونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا لہٰذا میری درخواست ہے کہ آپ کچھ عرصے کے لئے رک جائیں۔" ماہ نم سیفی کو نرم اور انداز تخاطب پر دم بخود کھڑی رہ گئی۔

وہ خود کون سا جانا چاہ رہی تھی وضو کر کے وہیں پر جائے نماز بچھا کر وہ نوافل ادا کرنے لگی تھی انکل مختار کی زندگی اور صحت کے لئے اس کے ہاتھ اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کی صورت میں اٹھے ہوئے تھے۔

"اس بندی کے پاس ہر مشکل کا حل اس صورت میں موجود ہے جبھی تو کوئی مشکل اس کے لئے بڑی نہیں رہتی۔" سیفی اسے نوافل ادا کرتا دیکھ کر بس سوچ کر رہ گیا۔

"سیدھی طرح سے کہہ نہیں سکتا تھا کہ ماہ نم اب کبھی اس گھر سے نہیں جائے گی اور اس کے گزشتہ رویوں کو معاف کر کے وہ اس کے ساتھ ایک خوبصورت زندگی کا آغاز کرے وہ تمام عمر اسے اعتماد اور پیار دے گا اور بھول کر بھی ایسی گھٹیا بات نہیں سوچے گا۔" دل نے اسے لتاڑا لیکن اس انا پرست انسان کے لئے اتنی کومل نازک سی لڑکی کو معافی مانگ کر منانا ماؤنٹ ایورسٹ سر کرنے کے برابر لگ رہا تھا۔

آدھے گھنٹے کے بعد مختار صاحب کے وجود میں حرکت ہوئی سیفی جلدی سے اٹھ کر ان کے

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

قریب آیا۔

''ڈیڈ کیسی طبیعت ہے اب آپ کی؟''

پریشانی سے پوچھے گئے سوال پر انہوں نے نیم وا آنکھوں سے سر کہ ہلکے سے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔

''ماہ نم..... ماہ نم چلی گئی۔'' نحیف آواز میں انہوں نے پریشانی سے استفسار کیا تھا اور باپ کی ماہ نم کے متعلق اتنی محبت دیکھ کر اسے تسلی نہیں بلکہ انجانی سی خوشی محسوس ہوئی تھی وہ دونوں باپ بیٹا ایک مرکز پر آن کر اکٹھے ہو گئے تھے اور وہ مرکز تھا ماہ نم۔

''نہیں انکل میں آپ کو ایسی حالت میں چھوڑ کر جا سکتی ہوں؟'' ماہ نم سلام پھیر کر تیزی سے اٹھ کر ان کے قریب آ کر بولی تھی۔

اسے دیکھ کر ان کے چہرے پر اطمینان کے سائے لہرائے تھے اور انہوں نے نقاہت سے آنکھیں موند لیں تھیں کمرے میں تین نفوس کی موجودگی میں بھی خاموشی طاری تھی، کچھ لمحے یونہی سرک گئے تھے۔

جب کاکا جان ہاتھ میں فریش ایپل کا گلاس تھامے کمرے میں داخل ہوئے۔

''صاحب کے پاس میں موجود ہوں آپ دونوں کا ناشتہ میں سیفی بابا کے کمرے میں ہی لگوا آیا ہوں ناشتہ کر کے آپ کو دوائی کھانی ہے اور بٹیا رانی بھی صبح سے یونہی خالی پیٹ ہے آپ دونوں اپنا خیال نہیں رکھو گے تو صاحب کا کون خیال رکھ پائے گا۔'' کاکا جان نے گلاس کا جوس سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔

''آں تم لوگوں نے ابھی ناشتہ بھی نہیں کیا چلو جاؤ ناشتہ کرو جا کر۔'' مختار صاحب نے آنکھیں کھولتے ہوئے جلدی سے کہا۔

''آپ نے بھی تو ناشتہ نہیں کیا ہم سب یہی ناشتہ کریں گے۔'' سیفی نے مختار صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں نہیں میں ابھی بس جوس لوں گا تم دونوں ناشتہ کر آؤ پھر میں ماہ نم سے کوئی مزیدار سی پرہیزی ڈش بنوا کر کھاؤں گا۔'' مختار صاحب جلدی سے بولے۔

''ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے جائیے آپ دونوں ناشتہ کر آئیں میں ہوں یہاں پر۔'' کاکا جان بھی جلدی سے بولے اور ان دونوں کے اصرار پر وہ دونوں بالآخر باہر کی جانب بڑھے ماہ نم کا سیفی کے کمرے میں جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن جب کاکا جان دروازے تک آئے دروازے کو بند کرنے تو مجبوراً ماہ نم کو سیفی کے پیچھے اس کے کمرے میں داخل ہونا پڑا کاکا جان اسے دیکھ ہی ایسے رہے تھے کہ پزل ہو کر وہ جلدی سے کمرے میں چلی آئی۔

نظریں جھکائے وہ خفا سی پلٹ کر کمرے سے باہر جانے کو تھی جب سیفی نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام کر اپنی جانب کھینچا اور اس صورت حال کے لئے تیار نہ تھی اور قدرے لڑھکا کر سیفی کے قریب آن کھڑی ہوئی سنبھلنے کا موقع بھی نہیں ملا کہ سیفی نے اس ہاتھ کو اپنے سینے پر رکھتے ہوئے اس کے اور قریب ہوا، ہاتھ کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ وہ چھڑا ہی نہیں پا رہی تھی۔

عمر بھر کی ہیں مسافتیں یہ دوریاں یہ فاصلے
تم چاہو تو کچھ عجب نہیں یہ پل ہیں سر ہو جائیں
میں کاٹ سکوں گا تنہا نہ تم کاٹ سکو گے
یہ زیست کے کٹھن راستے ہمسفر ہو جائیں

سیفی کی بوجھل اور گمبھیر آواز اس کے بے حد قریب ابھری تھی۔

''چھوڑیے میرا ہاتھ۔'' وہ نروس ہو گئی تھی

لیکن ان لمحات میں وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی بات اس کے کردار کی تھی وہ اسے کسی صورت معاف کرنے کو تیار نہیں تھی۔

''چھوڑ دیا لیکن اب یار صرف ایک بار تم میری بات سن لو پلیز۔'' وہ ملتجی لہجے میں بولا ہمیشہ سے سیفی کو خفا، ضدی اور سرکش روپ میں دیکھا تھا۔

''مجھے اب آپ کی کوئی بات نہیں سننی انکل کی یوں اچانک طبیعت خراب نہ ہوتی تو میں کب کی جا چکی ہوتی۔'' اس نے غصیلے اور جتاتے ہوئے لہجے میں واضح کیا تھا۔

''میں تمہیں فورس تو نہیں کر سکتا لیکن میری گزارش ہے ایک بار آرام سے میری بات سن لو۔'' وہ پھر نرم لہجے میں بولا ماہ نم کے اکھڑ اور غصیلے انداز پر بھی اسے غصہ نہیں آیا تھا اور ایک بار پھر نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر سامنے صوفے کی طرف جانا چاہا جب ماہ نم کو بے تحاشہ غصہ آ گیا اور اس نے تیزی سے ہاتھ چھڑاتے ہوئے قدرے چلاتے ہوئے کہا۔

''مجھے آپ کی کوئی بات نہیں سننی سو پلیز ختم ہو چکا ہے۔'' اس نے پلٹ کر جانا چاہا، تبھی تیزی سے آگے بڑھ کر دیوار کے ساتھ اسے لگائے ہوئے جانے کی تمام راہیں بند کر دیں اور دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی تھی اور سیفی اپنے دونوں ہاتھ دیوار پر ٹکائے اس کے بے حد قریب اپنی بانہوں کا گھیرا ڈال کر کھڑا ہو گیا۔

''کیسے نہیں سننی تمہیں میری بات اور کچھ ختم نہیں ہوا میں تمہیں ختم کرنے نہیں دوں گا، کب سے کہہ رہا ہوں آرام سے بات کر لوں لیکن تم ہو کہ..... تم نے سوچا بھی کیسے کہ میں تمہیں جانے دوں گا تم میری زندگی ہو اور زندگی کو کوئی بھی ہاتھ سے یوں جانے نہیں دیتا۔'' سیفی نے بھڑکتے ہوئے غصے میں اقرار وفا کیا ماہ نم جہاں اس کی قربت سے گھبرائی تھی وہاں اس کا یوں اچانک اظہار سن کر اپنی جگہ تھم سی گئی لیکن اگلے ہی پل اس نے اس کی گرفت سے نکل جانا چاہا وہ دل کو اب ان لمحات کی زد میں ہرگز نہیں لانا چاہتی تھی۔

''شی، ڈونٹ موو، لسن می۔'' سیفی اس کے اور قریب ہوا تھا اس کے چہرے پر اس کی گرم سانسیں پڑ رہی تھیں اس کا وجیہہ مضبوط سراپا اسے ایک آہنی دیوار کی مانند لگا۔

''زندگی ہوں تبھی تو مجھے ذلیل کیا، بغیر بھروسے کے میں ایسی زندگی تو کبھی نہ جیو۔'' وہ پھر کہہ چکی تھی۔

''معاف کر دو بس ایک بار معاف کر دو غلطی ہو گئی میں نے آج تک ایسے جملے کسی سے نہیں کہے تم جانتی تو ہو مجھے کچھ بھی تو چھپا نہیں رہا تم سے میرے ماضی کی تلخیوں کو سامنے رکھ کر ایک موقع نہیں دو گی مجھے، میں ہمیشہ عورت کو ایک بے وفا خود پرست اور لالچی سمجھا لیکن عورت کے پاکیزہ شفاف اور پرخلوص روپ سے تم نے مجھے آشنا کیا میں تو تمہارا پہلی نظر کا اسیر ہو گیا تھا لیکن تم پہلی ہی نظر میں ڈیپارٹمنٹ کے کاریڈور میں دھیرے دھیرے سے چلتی ہوئی سیدھی میرے دل میں اتر گئی تھی تمہاری اس جرأت پر حیران کھڑا رہ گیا تھا کلاس میں تمہارا تعارف کرانا اور میرا تمہیں ستانا اصل میں تو میں اپنے دل کو باور کرا رہا تھا کہ تم میں ایسا کچھ نہیں جو میں پہلی نظر میں چاروں شانے چت ہو گیا دل کی ہٹ دھرمی کو دبانے کے لئے ہی تمہیں زچ کرتا رہا ہر جگہ پر اور اس رات مجھے پہلی بار صحیح معنوں میں ادراک ہوا کہ تم میرے دل کی دنیا بدل چکی ہو تبھی تو تمہاری خوشی کے لئے میں تمہیں کسی اور کو سونپنے کو بھی تیار ہو گیا لیکن قدرت مجھ پر مہربان تھی اور تم

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

میرے نام کردی گئی تب میں تم سے بھاگنے لگا کہ میرے پاس تم کسی کی امانت ہو اور محبت کا حصول انسان کی کتنی بڑی خوشی ہے مجھ سے بہتر کون جانتا تھا اور محبت کا چھن جانے کا دکھ کیا ہے یہ رگوں کو کاٹنے والا درد میں تمہیں نہیں دینا چاہتا تھا، اس لئے عاصم کو کہیں سے بھی ڈھونڈ کر تمہارے سامنے لا کھڑا کرنا چاہتا تھا بظاہر میں تم سے لاپرواہ تھا لیکن تمہاری سوجی آنکھیں تمہارا افسردہ چہرہ تمہارا وہ ملگجا سا حلیہ مجھے بے چین کیے رکھتے تھے میں سمجھتا تھا کہ تم عاصم کی وجہ سے غمگین ہو تبھی تو نکاح کے باوجود رخصتی نہ ہوئی اور اسے محض کاغذی رشتہ بنائے رکھنا کی شرط رکھی تھی تم نے لیکن پھر میں نے تم میں بدلاؤ دیکھا میرے زخمی ہونے سے پہلے ہی تم زندگی سے سمجھوتہ کر کے آگے بڑھنے لگی تمہارے چہرے کا سکون مجھے بناوٹی لگتا میں تمام عمر تمہارا سمجھوتہ بننے کو تیار نہیں تھا میرے زخمی ہونے کے بعد تم میری ہمدردی میں اس رشتے کو قبول کرلو مجھے منظور نہیں تھا تب میں تمہیں خود سے متنفر کرنے کے لئے تمہیں اور زچ کرنے لگا تب میرا دل مجھ سے لڑتا تھا ہمدردی میں کوئی اتنا آگے نہیں جاتا یہ لڑکی تم سے محبت کرنے لگی ہے اس کی نظروں میں تمہارے لئے ایک خاص جذبہ ہلکورے لے رہا ہوتا ہے تمہارا میرے لئے ڈیڈ کا قریب لانا غیر محسوس انداز میں انہیں میرے پاس بٹھائے رکھنا چائے کافی یا شطرنج کے بہانے میری ڈھکی چھپی مسکراہٹ پر تمہاری آنکھوں میں خوشی کے رنگ بھر جانا میرے کرب میں میرے دکھ پر تمہارا بے چین رہنا اور میری قربت سے تمہارا گھبرانا بظاہر تو تم بے نیازی کا لبادہ اس وقت اوڑھے رکھتی تھی لیکن تمہاری حیا تمہارا محتاط انداز چھپائے نہ چھپتا تھا کیا یہ صرف ایک ہمدردی تھی ہرگز نہیں میرا دل تمہارے ہر انداز پر مجھے سمجھاتا اور میں اپنے غصے میں اس کی آواز کو دباتا عاصم کے متعلق بتا کر میں نے تمہیں خوشخبری اپنی طرف سے سنائی تھی میرا خیال تھا کہ کھوئی ہوئی محبت کے بارے میں سن کر تم کھل اٹھو گی لیکن اس وقت میں نے تمہاری آنکھوں میں جلتے دیپ بجھتے دیکھے تمہاری نظروں کا شکوہ اور کرب مجھے میری نظروں میں گرا گیا تم خفا ہو کر کمرے سے نکل گئی اور یہ کمرہ خالی ہو گیا میرے دل کی طرح، میں صبح سے تمہیں کھوج رہا ہوں، میں ڈر گیا تھا ماہ نم بہت بری طرح سے ڈر گیا تھا کہ واقعی تم اس گھر کو چھوڑ کر چلی گئی ہو تم جو میرے جینے کی وجہ ہو تمہارے بغیر سانس لینا دوبھر لگا لیکن میں اپنی محبت کی قربانی تو اس بے وقوفی کی نظر کر رہا تھا کہ تم اور عاصم....."

"میرے سامنے اس کا نام مت لیں میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ بزدل لوگوں کی میری زندگی میں کوئی گنجائش نہیں۔" ماہ نم نے اس کی بات کاٹتے ہوئے قدرے خفگی سے کہا اور اس کے پرفسوں اظہار سنتے ہوئے بھی وہ اسے ٹوکے بغیر رہ نہ پائی۔

"اوکے سوری مسز اسفند اور جب ڈیڈ نے مجھے تمہارے متعلق تمام حقائق سے آگاہ کیا تو میں اپنی ہی نظروں میں گر گیا رات تمہیں اتنے گھٹیا الفاظ میں کیسے کہہ گیا میں تم سے محبت ہی نہیں تمہارا بے حد احترام بھی کرتا ہوں تم نے تو مجھے عورت کے مضبوط کردار اور باحیا روپ سے آشنا کیا تھا میں شرمندگی کی دلدل میں دھنستا چلا گیا تم سے معافی مانگنا تو درکنار تمہارا سامنا کرنے کی بھی ہمت نہیں رہی تھی مجھ میں، تم شاید یونہی خفا اس گھر سے چلی جاتی اور میں معافی مانگنے کی ہمت نہ کر پاتا لیکن ڈیڈ نے میرا مسئلہ حل کر دیا اور ان کے کمرے میں بیٹھے میں اندر سے

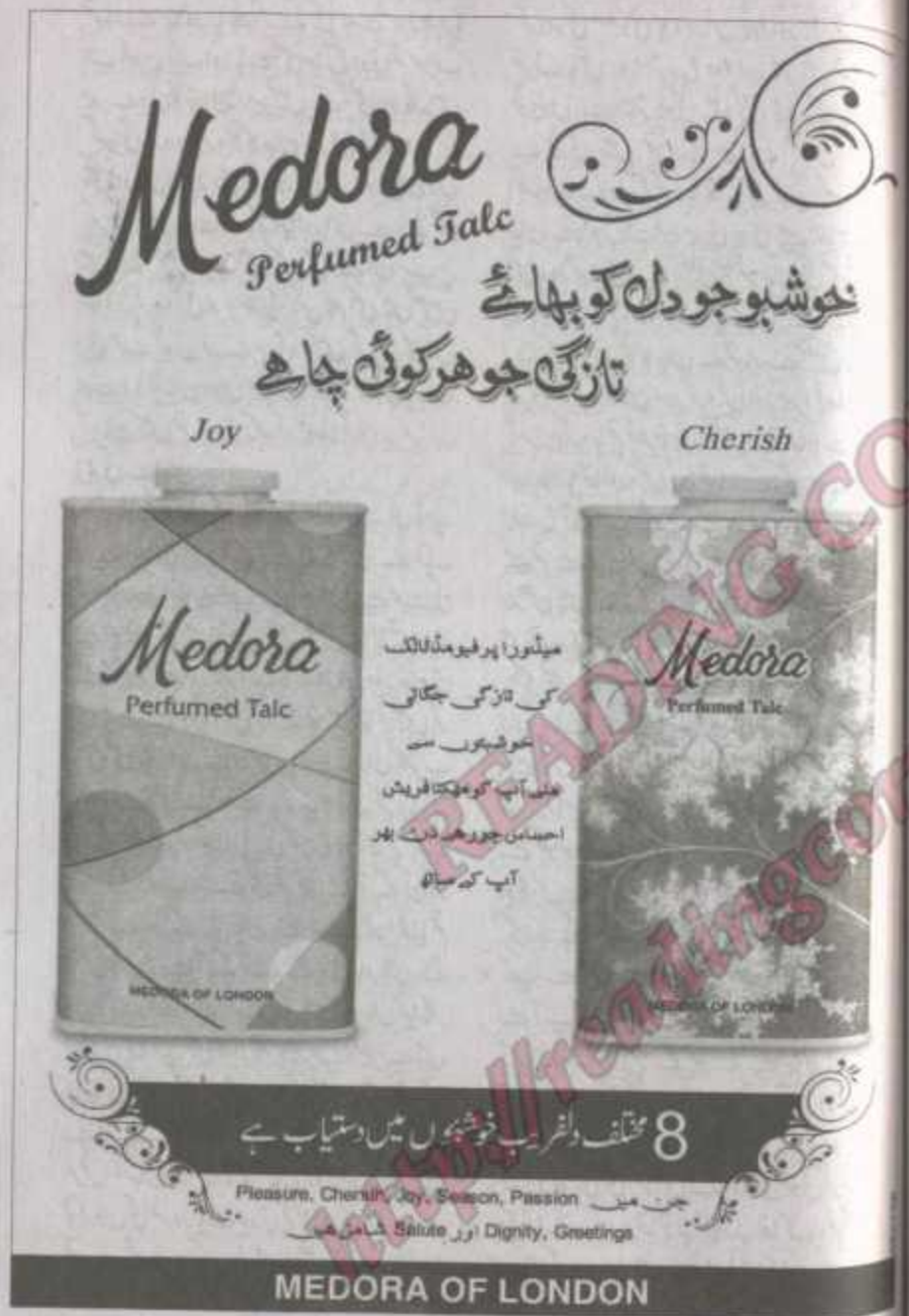

تمہارے ساتھ بات کرنے کی ہمت جوڑتا رہا تب مجھ پر ایک اور بات بھی واضح ہوئی تم صرف میرے دل کو ہی اپنا اسیر نہیں کیے بیٹھی ہو بلکہ اس گھر کی در و دیوار، کاکا جان اور ڈیڈ کو بھی اسیر بنا چکی ہو میں اپنے دل سمیت ان سب کو مایوس نہیں کر سکتا پلیز رات جو کچھ ہوا اور اس سے پہلے بھی میں نے تمہیں جب بھی تنگ کیا مجھے ان سب پر معاف کر دو آئی لو یو سوچ لیکن پھر بھی میں تمہیں اپنی محبت قبول کرنے پر مجبور نہیں کروں گا میں بہت برا انسان ہوں میرے ساتھ زندگی گزارنا آسان نہیں تم سوچ سمجھ کر فیصلہ کرو، یہ تمہاری زندگی ہے اور.....''

''مجھے کوئی مجبور نہیں کر سکتا اور نہ ہی آپ برے انسان ہیں آپ کے اندر میں نے ایک خوبصورت انسان کھوجا ہے اور اس سے محبت کی ہے یونیورسٹی میں آپ کے متعلق جو باتیں اور قصے مشہور تھے اور پھر آپ کا انداز اور حلیہ ظاہری سی بات ہے کوئی اچھی رائے تو میں قائم نہیں کر سکتی تھی پھر ہمارے درمیان ہونے والی جھڑپ لیکن آنے والے وقت نے یہ ثابت کر دیا کہ زندگی دھوپ تم گھنا سایہ کی طرح ہو مجھ پر جب بھی تلخ دھوپ پڑنے لگی تم میرے آگے تن کر کھڑے ہو گئے چچا جان نے جب ہاتھ اٹھایا تم کس طرح سے آگے آئے تھے پہلی بار میں نے اپنے اندر تحفظ کے احساس کو پھیلتے محسوس کیا پھر وہ لڑکی ثنا تب بھی، اور پھر دھیرے دھیرے میں یہ جانتی گئی یہ شخص اتنا برا ہرگز نہیں جتنا نظر آتا ہے، اپنے سے کمزور لوگوں کا خیال رکھنا کسی خود غرض انسان کا شیوہ تو نہیں ہو سکتا چپکے سے نوکروں کی ضروریات پوری کرنا اور پھر اس رات تم نے مجھے اپنے کمرے میں داخل نہیں ہونے دیا کہ تم نے ڈرنک کر رکھی تھی تب مجھے تمہارے کردار کی مضبوطی کا احساس ہوا اور دل تمہاری طرف مائل ہونا شروع ہوا اور پھر میں تمہاری خوبیوں سے متاثر ہوتی چلی گئی، ثنا کے سامنے بے خبری میں تم نے میرے متعلق اپنے احساسات کو واضح کر دیا تھا یہ کہہ کر یہ مجھے دل و جان سے قبول ہے اور میری بیوی جیسے الفاظ میں اس روز تمہاری اپنے متعلق غلط فہمی جان گئی تھی لیکن بظاہر تمہارا لاپرواہ، سرد رویہ، تمہارا کھنچا کھنچا سا رہنا کیوں تب کاکا جان نے تمہارے متعلق بتا کر میری تمام الجھنیں دور کر دیں اور میرا فیصلہ بھی آسان کر دیا تم فطرتاً برے نہیں تھے حالات نے ایسا بنا دیا تھا اور جس روز تمہارے زخمی ہونے کی اطلاع آئی تب مجھے شدت سے احساس ہوا کہ میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں نکاح جیسے پاکیزہ بندھن میں بندھ کر میرے اللہ نے میرے دل میں تمہاری محبت ڈال دی ہے میں تمہیں چھوڑ کر کبھی نہیں جا سکتی کہ اللہ سے دعاؤں میں تمہاری زندگی مانگتے ہوئے میں نے یہی وعدہ کیا تھا میں کیسے توڑ سکتی ہوں ہاں لیکن مجھے یہ ہرگز منظور نہیں تھا کہ تمام عمر میں اپنے کردار کا سرٹیفکیٹ ہاتھ میں لئے گھوموں تمہیں مجھ پر میری محبت پر یقین کرنا ہوگا بس چند دنوں کی دوری کے خیال سے جا رہی تھی کہ مجھے ایک روز یہی واپس آنا تھا کہ مجھے آپ سے محبت ہو گئی ہے۔'' آپ سے تم اور تم سے آپ کا فاصلہ طے کرتے ہوئے ماہ نم نے آخری جملہ سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ ادا کیا تھا لیکن وہ جانتی تھی ان لمحات میں اقرار وفا بے حد ضروری ہے وہ سیفی کو خود ترسی میں مبتلا ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی اگر اس نے اپنا دل کھول کر اس کے سامنے رکھ دیا تھا تو یہ ضروری تھا کہ ماہ نم بھی ایسا ہی کرے اور اس نے ایسا ہی کیا وہ اس کی قربت سے نروس ہونے لگی تھی وہ ابھی تک ایسے ہی کھڑے تھے سیفی کی نظروں میں جذبے لو دینے لگے تھے اس کے اظہار کے بعد۔

''لیکن چند باتیں ہیں اگر آپ مان لیں تو۔'' لوہا گرم دیکھ کر اس نے چوٹ لگائی۔

''میں ڈرنک کبھی نہیں کروں گا میری بیوی اس بات کو سخت ناپسند کرتی ہے اس بات کا اندازہ ہو چکا ہے میں تمہیں اور خود کو کبھی ناراضگی میں بھوکا نہیں رکھ سکتا کہ تم بھوک کی بہت کچی ہو مجھے یہ بھی معلوم ہو چکا ہے اور میں اپنے یہ بال بھی کٹوا لوں گا اور کان میں پڑا یہ ائیر ٹاپس بھی اتار دوں گا۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا اور ماہ نم کی آنکھوں میں حیرت اور خوشی کے جذبات ابھرے تھے اس کے انگ انگ سے خوشی پھوٹنے لگی تھی۔

''تو مس نم کیا آپ میرے ساتھ تمام عمر گزارنا پسند کریں گی یقین کریں میں ایک مفید شوہر ثابت ہوں گا۔'' وہ شرارتی ہوتا بولا تھا۔

''وہ کیسے؟'' وہ بھی شریر ہوئی تھی۔

''میں تمام عمر آپ کو لذیذ کھانے بنا کر کھلاؤں گا، آپ کی خوبصورت تصویریں بناؤں گا۔''

''بس؟''

''نہیں ہر وقت ہر پل آپ کو بے حد و بے حساب پیار دوں گا۔'' اس نے اس کے ماتھے پر اپنی محبت کی مہر ثبت کرتے ہوئے گمبھیر اور جذبات سے بوجھل آواز میں کہا تھا۔

''انکل کب سے ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے جلدی چلیں۔'' اسے پٹری سے اترتا دیکھ کر وہ بانہوں کے نیچے سے جھک کر تیزی سے پرے ہوتے ہوئی بولی تھی۔

''سنو یہ جو تم خود کو مجھ سے چھپائے رکھتی ہو تمہارے اس حسین روپ کو جی بھر کر دیکھنے کو بے حد دل چاہتا ہے تمہارے یہ لمبے بال جو تم باندھ کر رکھتی ہو انہیں خود پر بکھرے محسوس کرنا چاہتا ہوں تمہیں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔'' اس نے اچانک اس کا ہاتھ تھام کر اپنے جذبات کا اظہار کر کے اسے بے حد نروس کر ڈالا تھا۔

''تمہارا یہ پر اعتماد انداز اور شرم و حیا عجیب ہی کمبینیشن ہے چلو ڈیڈ انتظار کر رہے ہوں گے ان کی طبیعت ٹھیک ہو جائے تو شاندار سا ولیمے کے بعد ہی مون ٹرپ کا ذکر کروں گا بلکہ ابھی یہی بات کرتا ہوں منٹوں میں ٹھیک ہو جائیں گے چلو اب کہیں رو ہی نہ پڑنا۔'' اس کی حالت سے محفوظ ہوتے وہ اس کا ہاتھ پکڑے ڈیڈ کے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا اور مختار صاحب نے جب انہیں یوں کمرے میں داخل ہوتے دیکھا تو انہوں نے کاکا جان کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا۔

ان کی ترکیب کامیاب رہی تھی وہ ان دونوں کے ضدی پن سے واقف تھے ان کے درمیان صلح کرانے کے لئے انہوں نے فوراً کاکا جان کے ساتھ مل کر اپنی بیماری کا ڈرامہ تیار کیا اور ڈاکٹر کو بھی اس ڈرامے میں شامل کر لیا تھا اور اب ان دونوں کے چہروں پر چاہت کا انٹ رنگ دیکھ کر ان کا دل شاد ہو گیا تھا آخر کار بہار نے یہاں پر ڈیرے ڈالنے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا بظاہر انہوں نے خود کو قدرے نحیف اور بیمار ظاہر کرتے ہوئے اپنی دونوں بانہیں پھیلا دی تھیں جس میں وہ دونوں آ سمائے تھے، وہ انہیں کبھی نہیں بتائیں گے کہ ان کی بیماری بہانہ تھی نہ جانے مستقبل میں پھر کب ضرورت پڑ جائے آخر دونوں ضدی تھے کاکا جان بھی ان کے ساتھ مسکرانے لگے تھے چاہت کا رنگ ہر سو پھیلتا چلا گیا تھا۔

☆☆☆

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/